U 30053. Date- 9-1-10

Title - RAMAYAN NAZM.

Creator - Tulsi Das.

Publisher - Matba Naami Munshi Nawal Kishore (Luckno

Date - 1938.

Pages - 346.

Subjects -

رامائن منظوم اردو فرحت حرف بحرف مطابق تلسی کرت

अयोध्या पुरविहाराय राजाधिराजाय श्रीरामचन्द्रजी ॥

مطبع نامی منشی نول کشور لکھنؤ مین طبع ہو کر شایع ہوئی

ایڈیشن   باہتمام کیسری ... سپرنٹنڈنٹ   سنہ ۱۹۳۶ء

فہرست رامائن فرحت

میری گنیش آتمیہ

زبان پر ہر نفس ہے رام کا نام — نمو رامو نمو رامو نمو رام
سدا روشن چراغِ جان ہو اُن سے — فروغِ مشعلِ ایمان ہے اُن سے
دوئی سے دور یکتا ہے وہی ذات — وجودِ جود و احسان و کرامات
کبھی قالب میں ہو خود صورتِ دم — مجسم ہے وہ روحِ نامجسم
وہی گم ہے وہی ہے آشکارا — وہی مردم کی عین آنکھوں کا تارا
چراغ آسا جو ذرے سے لگے لو — تو مثلِ نیرِ اعظم ہو پرتو
کرے گر مثلِ صندل جبہ سائی — تو ہو اُس بزم میں بوئے آشنائی
بیان پاک کیا ناپاک سے ہو — صفت کیا خاک مشتِ خاک سے ہو
کہاں انسان کہاں وہ ذاتِ اقدس — وہ دریائے رواں یہ صورتِ خس
رکھا عالم میں اول کچھ اوتار — ہوئے پھر کچھ کی صورت نمودار

بنے بالمیکہ پھر جا بکتری سے — زمین خشک کو لائے تری سے
ہوئے نرسنگھ بنکر آشکارا — غزال آسا ہرن کشپ کو مارا
بنے بامن براے راجہ بل — نہال مستمندی کا دیا پھل
ہوئے زان پس پرسرام و سری رام — گنہ بخش خلائق شہرۂ عام
بنے پھر نند کی آنکھوں کے تارے — جناب کرشن رادھا جی کے پیارے
جہاں میں بودھ روپ اب جلوہ گر ہے — پھر آگے نہکلنکی کی خبر ہے
تہو دریا کی صورت بر سر جوش — زبان بے ادب خاموش خاموش
سری سیتا کے اوصاف مبارک — ہویدا ہیں زمین سے آسمان تک
سپے وصف سیا گر منتھ سیا ہے — سدا گردش برنگ آسیا ہے
مہا دیبی مہا مائی وہی ہیں — سزاوار جبین سائی وہی ہیں
بیان کیا ہوں مہا مایا کے اوصاف — کہ ہے نور گرانمایہ بدن صاف
اگر پاے منور دیکھنے پائے — حنا بنکر شفق پابوس ہو جائے
فلک صدقے کرے خورشید خاور — بہ جلجال قمر کردے نچھاور
قلم تفتیش وحدت کی تہ کر جاہ — یہ وہ دریا نہین جسکی ملے تھاہ
زمین صفحہ پہ فرط شکر سے — براے بندگی جھک جا ادب سے

ذکر بالمیک جی مصنف رامائن سنسکرت و تلسی داس مصنف تلسی کرت و کبیشنو داس و دیگر کبیشران قدیم

رہے تلسی رامچند ہوا آنسم یاد — کہ جس سے خانہ مسرت ہوا آباد

قلم جس سخن مین سر کے بل پھیر ۔ در مقصد ملے بے منت غیر
سلف مین رکھتے تھے اک اہل کرامات ۔ نکو صورت نکو سیرت نکو ذات
گل شاداب گلزار سعادت ۔ در نایاب دریائے عبادت
سخن سنج سخندان و سخنور ۔ جناب بالمیک نکتہ پرور
کتھا لکھی سری رگھناتھ جی کی ۔ جو مشہور جہان ہے بالمیکی
مگر پیش از ظہور جلوۂ ذات ۔ لکھے مضمون اعجاز و کرامات
جو تھے واقف ہزارون سال پہلے ۔ مفصل لکھدیا احوال پہلے
لکھا ماضی مین استقبال کا حال ۔ دکھایا روئے معنی کا خط و خال
ہوا بارے ظہور جلوۂ ذات ۔ وہی صورت وہی قد ہے وہی بات
کھلے جوہر وہ سب آئینۂ دل ۔ سند ٹھہری وہ دستاویز کامل
وہ پیش آئی جو کی تھی زیب قرطاس ۔ برنگ نقش پیشانی ہوئی راس
گوسائین تھے جو تلسی داس ذی ہوش ۔ وفادار و وفا کار و وفا کوش
انھون نے بھی براہ ہوشیاری ۔ در مضمون کو بخشی آبداری
سجائے دیوبانی لکھ کے بھاشا ۔ دکھایا حسن معنی کا تماشا
جلا آئینۂ مضمون نے پائی ۔ سخن نے اک نئی صورت دکھائی
سنوارا صاف گیسوئے سخن کو ۔ کیا تازہ مضامین کہن کو
کبیشر تھے جو کیشو داس نامی ۔ انھون نے بھی لکھا ذکر گرامی
بہتسے نکتہ بینون نے اسیطور ۔ بدل رمز مطالب مین کئے غور
جہانتک تھی غرض جسکی رسائی ۔ بقدر فکر رسا جودت دکھائی
یہی مطلب ہے سب دشہادلی مین ۔ وہی ناٹک وہی بستادلی مین

کتھا سب ہین وہی اک منضبط ہے / تفاوت حسن بندش مین فقط ہے

پرنام کرنا سری مہادیو جی کا سری رامچندر کو صحرا مین اور امتحان لینا ستی جی کا جانکی جی کے روپ مین اور جلجانا ستی جی کا اور پھر پیا جانا مہادیو جی سے ہماچل کے یہان اوتار لیکر

رہے لب پر جناب رام کا ذکر / کہ ہے یہ دافع اندیشہ و فکر

اودھ سے جب جناب لچھمن و رام / ہوئے داماں صحرا مین سبک گام

ہم آغوش الم ترک وطن سے / کمال درد و غم سیتا ہرن سے

سدا شیو جی مہارانی کے ہمراہ / ہوئے وارد اسی رستے مین ناگاہ

کیا شمبھو نے جب نظارۂ رام / کیا آئین دانائی سے پرنام

ستی جی نے کہا یہ ہین بشر کون / رواں ہین صورت پیک نظر کون

کہاں ہان گو یہ جسم زار ہین یہ / ولیکن بشن کا اوتار ہین یہ

پئے قتل ستمگاراں ناکام / ہوئے ہین رونق آرائے اودھ رام

تفس آسا ہراک کے ساتھ ہین یہ / کہ سیتاپت اجودھیا ناتھ ہین یہ

سری سیتا جو بن سے ہو گئین گم / دل اقدس مین ہے جوش تلاطم

ستی جی نے گذارش کی دوبارا / یہ ہین جسم بشر مین آشکارا

تعجب ہے یہ کیسے دیوتا ہین / رواں بن مین جو مانند صبا ہین

کہا شیو نے مقام شک نہین ہے — یہان دخل کلام شک نہین ہے
کہا ہان فی الحقیقت سچ ہے یہ بات — ہے مشکل پیشتر کیونکہ ہوشن کی ذات
غرض جب حسب نہایش نہ مانا — تاسف کر کے یون بولے وہ دانا
اگر شک ہے تو جا کر امتحان لو — برائے جادۂ مطلب نشان لو
ستی نے جانکی جی کا رکھا روپ — لطیف و دلپسند و خوشنما روپ
روان جیسے رہگذر سے تھے سری رام — وہان پہونچین وہ مخدوم دلارام
اُدھر رگھبر براہ نکتہ دانی — بدل سمجھے سب اسرار نہانی
جھکا کر سر یہ فرمایا زبان سے — کہ اے مادر ادھر آئین کہان سے
نہین اس عالم ہو مین کوئی ساتھ — کہان گن ہین کہان تم ہو کہان ناتھ
سنا جب یہ تو سب جاتا رہا ہوش — دل گوری نے رقت مین کیا جوش
اسی دم کر کے چشم ظاہری بند — بزیر نخل تر بیٹھین دم چند
مگر تھین محو حیرت وہ نکونام — کہ تھی پیش نظر شکل سری رام
وہی صورت سراسر جاوہ گر تھی — تعجب ہے جدھر دیکھا ادھر تھی
ستی جی اُٹھ کے پھر سوے آسن آئین — حضور مالک کیلاس آئین
ادھر شمبھو نے یہ دل مین کہی بات — ستی سے ہو نہ اس تن مین ملاقات
نہین اب کچھ بہار صحبت وصل — ستی کا رتبہ سیتا ہے در اصل
ہوے یارے وہ زینت بخش کیلاس — دیا آسن ستی کو جانب راس
ستی سمجھین کہ دل نوع دگر ہے — مرا ترک انکو منظور نظر ہے
یہی بہتر کہ اب چھوڑون تن پاک — کرون اپنا لباس زندگی چاک

ستی کا وچھ پرجاپت پدر تھا
جناب شیو سے تھی رنجش کی صورت
کیا اک جگیہ پرجاپت نے آغاز
رکھیشر دیوتا جوگی جتنی سب
عداوت کے سبب بہر بھوانی
پڑی گوش ستی مین جب یہ آواز
بہم ستے ہجوم دیوتا آج
مبادا اگر تامل ہے پے سیر
چلین بار سے گنون کو لے کے ہمراہ
کسی نے کی نہ در تک پیشوائی
علاوہ اسکے وچھ الجھا ستی سے
ستی جی دفعتہً کودین ہون مین
بدل منظور انھین ترک بدن تھا
ہماچل کے یہان مینا کے تن سے
سری کیلاش باشی سے ہوا بیاہ
جناب بھگوتی کو تھی زبس فکر
گزارش کی ادب سے اے نکونام
کہا سیو نے براہ مہربانی

عقیل و نکتہ سنج و نکتہ ور تھا
دل دانا پہ تھی گرد کدورت
گئے اہل فلک سب حسب انداز
بہم تھے ساکن امراپتی سب
نہ بھیجا اس نے پیغام زبانی
سدا شیو سے گزارش کی بصد ناز
سو بزم طرب چلئے مہاراج
مجھی کو کیجیے رخصت کہا خیر
پدر کے گھر ہوئین داخل بصد جاہ
نہ پھر ڈنڈوت گردن جھکائی ہ
کلام بد کہے کم ہمتی سے
جلین وہ نور کامل انجمن مین
یہ جل جانا بھی دانائی کا فن تھا
ہوئین پھر جلوہ گر دل کی لگن سے
وہی پھر رسم الفت تھی وہی راہ
کسی دن رام کا چھیڑا وہی ذکر
مفصل کیجیے سب افسانہ رام
بگوش دل سنو لیلا بھوانی

آغاز بال کانڈ بیان مہادیو جی کا پاربتی جی سے نالشی ہونا زمین کا اور سننا الہام غیب اور ظہور فرمانا سری رامچندر بھرت لچھمن اور سترہن کا راجہ دسرتھ کے مکان میں بوجہ جگ نیہ تشنگی دکھ کے

رہے وردِ زبان ہر صبح و ہر شام
جناب شمبھو سرگرم بیان ہیں
ترتیا جگ کا یعنی جب ہوا دور
ہر اک سو سرکشوں نے سر اٹھایا
زمین کا یعنی فساد سرکشان سے
جناب اندر سے کی انکساری
گئی بزم سری برہما میں دل ریش
وہاں بھی جب ڈر مقصد نہ پایا
ہر اک نے روئے مطلب پر نظر کی
گئے وان ملکے چارون چار ناچار
ادا کی ڈنڈوت فرط طرب سے
کہ اے سرمایۂ نور کرامات
ہر اک جانب فساد شد و مد سے

سیارام و سیارام و سیارام
زبان صاف سے گوہر فشاں ہیں
ہوئے رانچھس ہزارون پر سر جور
کہ چرخ ناتوان چکر میں آیا
قدم جنبان ہوا بار گران سے
مگر تھا عالم بے اختیاری
وہی آئینۂ مطلب کیا پیش
سدا شیو کے قدم پر سر جھکایا
مگر دیکھی نہ صورت دفع شر کی
جہان تھا جلوہ گر نور نرنکار
ہوئے گوہر فشاں نیسان لب سے
زمین ہے نالشی ہیہات ہیہات
کرم کیجے یہ ہنگام مدد ہے

ندا آئی کہ رام اوتار ہوگا — غریق غم کا بیڑا پار ہوگا
گدا دولت سے مالا مال ہونگے — عدو مثل حنا پامال ہونگے
سنا یہ دیوتون نے جبکہ ارشاد — پھرے مسکن کو اپنے بادلِ شاد
ادھر اک ملک رشک بوستان ہے — میانِ کشور ہندوستان ہے
مقام دلفریب و دلنشین ہے — زمین ہمپایۂ عرش برین ہے
مفتخر ہو نہ کیون وہ مسکن عام — پڑا وان سایۂ پائے سری رام
قرینہ سے لب سرجو بسا ہے — خرد اوج صفت پر نارسا ہے
وہان اک راجۂ عالی گہر تھا — بنام نیک و سیرت مشتہر تھا
جہانگیر و جہاندار و جہان بخش — فلک قدر و فلک تخت و فلک رخش
شجاعت وہ کہ جسکی ہر طرف دھوم — سخاوت وہ کہ راضی پیر و معصوم
مٹایا صاف طرزِ خود پرستی — زبردستی نہ تھی بستی مین بستی
یہ تھا اوج ہوا پر حکم جاری — کہ تھی عنقا صفت مرغ شکاری
ستاتے تھے نہ مرغ تیز پرواز — عقاب ایذا رسانی سے رہے باز
کرے بحری جو صید مرغ بے پر — تو سرگردان رہے مثل کبوتر
براہ گوشمالی وہ پڑے مار — کہ ہو بحری کو سن بحری کا آزار
روان یہ حکم شاہ بحر و بر تھا — دل مرغان بحری بے خطر تھا
سدا آسودہ دل تھے مرغ آبی — نہ تھی ماہی کو مطلق بیتابی
کشیدہ طائرِ دریا نہوتے — ہمیشہ چاہ سے پانی پہ سوتے
کرے مرغانِ آبی سے جو کچھ جال — جرس سان ہر گھڑی چلائے گھڑیال

اگر نا کا کسی طائر کو تا کے / تو نا کے دیکھے اقلیم فنا کے
چرندون کو بیابان مین نہ ڈر تھا / ہرن کا بچہ ضیغم مین گھر تھا
غزالون کو پلنگون سے نہ تھا کام / پلنگ عیش پر کرتے تھے آرام
نظر آئے جو میلی مہ کی چادر / تو ہو جرمانہ فراش فلک پر
صبا پھاڑے اگر پیراہن گل / سزاوار جزا ہو بے تامل
عروس گل جو بلبل سے بگڑ جائے / طمانچہ گردش صرصر کا پڑ جائے
جو نرگس باغ مین آنکھین چرائے / غضب سے باغبان دیدہ دکھائے
اکڑ کر بل کی نے گر نخل شمشاد / نہو قمری کی صورت غم سے آزاد
عدالت کا یہ تھا چار و طرف شور / چرا کر آنکھ بھاگے شہر سے چور
رعیت گھر مین سوتی فارغ البال / حفاظت کیلیے کافی تھا اقبال
کھلے بند دن کھلے خلقت کے در تھے / طلایہ مین دو دان شمس و قمر تھے
محل مین تین تھین بانوے سلطان / جلیس بزم و ہمزانوے سلطان
وہ تینون انتخاب چارسو تھین / گلستان اودھ مین مثل بو تھین
وہ کوشلیا تھی اول زوجہ خاص / سرافراز و شریک بزم اخلاص
زیادہ سب سے منظور نظر تھی / بغل مین شہ کے مانند جگر تھی
وہ بانوے دوم تھی نازک اندام / پتیت ہر تا عروس کیکئی نام
وہ بانو تیسری نورجہان تھی / سومترا نام مشہور جہان تھی
بہم گو سب تھا اسباب نکوئی / نہ تھا حاصل چراغ خانہ کوئی
تہی گوہر سے دامان صدف تھا / اندھیرا اسپر بیت الشرف تھا

نہ کھلتا تھا کسی دم غنچۂ دل ہمیشہ خشک لب تھا مثل ساحل
عنادل کی طرح غمناک رہتا گریبان بیکلی سے چاک رہتا
پڑی پاؤں میں زنجیر ہوس تھی مگر عقل رسا بے دسترس تھی
تلاش نور عین وہ تیرہ جاہ قمر کی طرح سے گھٹتا تھا ہر ماہ
فقیروں کی بھی کی خدمتگزاری کہ ہو کچھ صورت مطلب برآری
یتیموں پر کیا دامن کا سایہ کنارہ بحر مطلب کا نہ پایا
مگر سچ ہے بشر بیدل نہ ہو جائے کبھی تدبیر سے غافل نہ ہو جائے
نہ چھوڑے ہاتھ سے نقد صبوری تو ہو گی قربت کلفت سے دوری
اگر پائے تجسس شل نہ ہو جائے یہ کیا معنی کہ مشکل حل نہ ہو جائے
بہر کارے کہ ہست بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد
سحر ہوتی ہے بعد از جلوۂ شام ہر اک آغاز کو آخر ہے انجام
جو گذری شب کی بارے حادسے سختی ہوا کچھ جلوۂ فرخندہ بختی
شہنشاہ اک کہ تھے مخدوم نکوذات فہیم و صاحب کشف و کرامات
جبیں سے جلوہ گر شان کرامت گل نخل گلستان کرامت
قدم پر اسکے اک دن گر پڑا شاہ سنائی داستان درد جانکاہ
کہا گو درجۂ شاہی بہم ہے حکومت مہ سے تا ماہی بہم ہے
ترقی پر ہے ہر دم کوکب بخت مگر ہے رائگاں بے وارث تخت
ہر اک کیسہ ہے نقد زر سے خالی صدف ہے جلوۂ گوہر سے خالی
ثمر نخل تمنا میں نہ آیا گلستان جہاں سے پھل نہ پایا

مگر ہاں آپ کی گر رہبری ہو
کہا صحرا سے سنگی رکھ جو آئین
حصولِ مدعائے دل ہو آسان
پھر اس سلطان غرض دہ لتسرا کو
ادائے ناز سے طرزِ سخن سے
گئی بن مین وہ محبوبِ زمانہ
وہ رخ جسپر عروسِ گل ہو مفتون
روش پہ مبتلا کبکِ دری تھی
لباسِ پرتکلف تن مین سب پہنے
بہار آسا رخ گلگون پہ آنچل
غرض گت ناچتی آئی جو بن مین
برنگ سایہ رکھ زیرِ شجر تھے
سراسر سایۂ گیسو تھا سر پر
گئی بن مین جو وہ غارتگر ہوش
بہار حسن سے کمہلا گئے پھول
پڑی گوشِ ہما مین جو آواز
وسیے گیسو کی صورت دل کو جھٹکے
جو دیکھا ہاتھ سے جاتا رہا دل
یہ بھولے دل سے درویشی کا لٹکا

مری سوکھی ہوئی کھیتی ہری ہو
جمالِ شاہدِ مقصد دکھائین
بآسانی یہ سب مشکل ہو آسان
دیا محفل مین حکم اک اپسرا کو
بلا لائے وہ سنگی رکھ کو بن سے
زبان پر تکلم پر ترانہ
گلستان صورتِ بلبل ہو مفتون
شرارت جسم نازک مین بھری تھی
تن گلرنگ مین پھولونکے گہنے
کمر مین بار گیسو سے پڑے بل
بہار آئی ہر اک نخل کہن مین
نہان مردم سے مانند نظر تھے
پڑا اٹھا پردہ مژگان نظر پر
تو وحشی ہو گئے از خود فراموش
غزالے چوکڑی بھرنا گئے بھول
تو دل نے سوزِ الفت کیا ساز
دکھایا اسنے رخ آنچل پلٹ کے
ہوئے تیغ ادا سے اسکی بسمل
تصور بندھ گیا ناگن سی لٹکا

بصد نرمی کہا اے نازک اندام
خوشی سے کر مرے پہلو مین آرام

نگاہ مہربانی اس طرف کر
مرا گھر غیرت برج شرف کر

کہا اُسنے ادب سے اے مہاراج
جہان ہے آپکے درشن کا محتاج

شہ دسرت اودھ مین یتیم تر ہے
ہمیشہ خواہش لخت جگر ہے

کرین آپ اُنکی گر حاجت براری
بچشم و سر کرون خدمتگزاری

اسیر حلقۂ گیسو جو تھا دل
ہوئے رکھ محفل سلطان مین داخل

ادب سے اُٹھکے دسرتھ نے بٹھالا
پنھایا خوشنما پھولون کا مالا

بچشم و سر جو کی مہمان نوازی
تو کی رکھ نے نگاہ و سرفرازی

طلب فرماکے سب جگ کا سرانجام
ہوئے شاغل وہ مخدوم نکونام

دیے آہت جو سنگی رکھ نے دیو
مجسم ہوکے خود نکلے اگن دیو

براہ مہربانی شہ کو دی کھیر
کہا اے سرور فرخندہ تقدیر

جو با نور رونق آرائے محل ہون
کھلا اُنکو کہ آثار حمل ہون

جو زوج اوّل و ثانی تھی ممتاز
جلیس و اہل توقیر و سرافراز

لہذا شہ نے اپنے گھر مین جا کر
دیے دونون کو دو حصّے برابر

جو تھین دونون وہ مخدوم نکو ذات
بہم تھا رشتۂ لطف و عنایات

سمترا کو بھی آئین شرف سے
عطا کی نصف نصف اپنی طرف سے

ستارہ اوج پر تھا مثل خورشید
ہوئین امید سے وہ نخل امید

جو عالم مین چلی باد بہاری
ہوا باد صبا کا حکم جاری

کھلے پھولے نہالان چمن سب
شگفتہ ہوگئے سرو و سمن سب

بنی ہر چشم نرگس ساغر نور — ہوئی غنچون کے دل سے بیکلی دور
بہیتا چیت روز رام نومی کا — وہ روز دل فروز رام نومی
وہ تاریخ مبارک حسب دلخواہ — ہوا لے دلکش و لطف شب ماہ
مجسّم ہو کے روح تا مجسّم — تن خاکی مین آئے صورت دم
کہ یعنی بطن کوشلیا سے اکبار — ہوئی خود جلوہ گر ذات نرنکار
جبین سے جلوۂ اعجاز پیدا — تبسم سے نیا انداز پیدا
خطا پوش جہان بخشندۂ غیب — جلا بخش رموز پردۂ غیب
نمایاں قدرت کامل جبین سے — شجاعت جلوہ گر ابرو کی چین سے
وہ نور دل فروز و عالم آرا — ہوا دسرت کی عین آنکھون کا تارا
نہ آتا تھا کبھی وہم و گمان مین — ہوا وہ جلوہ گر باغ جہان مین
پھلا اہل جہان کا نخل امید — خوشی سے دیوتا پڑھنے لگے وید
زمین پر جب یہ دیکھا جشن معقول — فلک سے اندر برسانے لگے پھول
لیے گلگشت نے گل لانے کے صدقے — فلک ہوتا تھا چکر کھا کے صدقے
سرافرازی کی گردون کو ہوئی چاہ — کیا سر پر سپھا درسکے ماہ
ہوا یہ مژدہ شادی جو ظاہر — شہنشہ ہو گیا جا سے باہر
یکایک نشہ کو پھر مژدہ ملا اور — کہ باغ کیکئی مین گل کھلا اور
عیان چہرے سے اعجاز حقیقی کا — سمترا سر واقف راز حقیقی
جو پھولا گلشن باتوے تانی — ہوئی سشر کو دو بالا شادمانی
خبر آئی سے یارہ انجمن مین کا — کھلے دو گل سمترا کے چمن مین

نمایان چہرۂ انور سے اقبال
جوان دولت جوان بخت و جوان سال

اندھیرے گھر مین دیکھا جلوۂ شمع
حواسِ خمسۂ سلطان ہوئے جمع

یہ چارون عنصر جسم بدر سکھے
بہم روح و دل و جان و جگر تھے

یلا کر جمیلہ محتاج زمانہ
لٹایا شہ نے اسباب و خزانہ

یہ کی دریا دلی سے درفشانی
کہ نیسان ہوگیا خجلت سے پانی

دیے ہل تمنا کو جیبے قوت
زمرد سبزۂ الماس یاقوت

بر آئی احتیاج دل جو سب کی
ہوئی آراستہ محفل طرب کی

جما گانیکا ایسا جابجا رنگ
کہ زہرہ پردۂ گردون پہ تھی دنگ

چھٹی کے دن وہ دعوت کی مچی دھوم
پھڑک اٹھے جوان و پیر و معصوم

دیے شہ نے براہ مہربانی
غریبون کو لباس پرنیانی

وہ کی خوش ہو کے تقسیم لآلی
سراسر کیسۂ دریا تھا خالی

یہی غل تھا زمین سے آسمان تک
مبارک ہو مبارک ہو مبارک

چھٹی کے بعد سب صحبت چھٹی وہ
برنگ مجمع انجم گھٹی وہ

ملے ہر ایک کو حسب لیاقت
خطاب و منصب و جاگیر و خلعت

عزیز و اقربا خویش و بیگانہ
پس از رخصت ہوئے گھر کو روانہ

نشست نکتہ دان محفل مین آئے
وہ خورشید طرب منزل مین آئے

قدم پر گر پڑا سلطان دالا
سرِ تخت زمرد پر بٹھا لایا

کہا اس نے مبارک اے جوان بخت
کہ پایا تم نے ایسا وارث تخت

ہوئے تم بھی پرستش کے سزاوار
تمھارے گھر مین ہے نور نگار

ہوا جو بطن کوشلیا سے پیدا | اُسی سے نورِ قدرت ہو پیدا
کہیں گلشن کہیں صحرا کہیں خس | ہر اک جا ہے یہی ذاتِ مقدس
گرو درون نام ہین کیا نام سے کہیے | یہی بہتر جناب رام سے کہیے
رکھو فرزند ثانی کا بھرت نام | یہ سب عقل و ہنر میں شہرۂ عام
سومترا کے جو دو نورِ نظر ہین | سخندان و فہیم و نکتہ ور ہین
زبس ہین سربلند و اہل اکرام | رکھو اُنکا لچھمن اور سترہن نام
غرض یان پرورش پاتے تھے چاروں | دکھاتے تھے کراماتیں ہزاروں
ترقی پر تھا ہر دم جوش اور رنگ | عجب تھی رونق آغوشِ مادر
وہ ہنسنا کھیلنا رونا مچلنا | جھجکنا چونکنا اُٹھنا سنبھلنا
سیان دامن مادر سے لے وہ | بڑھا دل بان کا جب گھٹنون چلے وہ
ہوئے جب سیکھنے پڑھنے کے لائق | ہوئے منت کشِ استاد فائق
رکھین کیا وید پڑھنے کی وہ امید | کہ تھے وید آپ سے ازل الصورت بید
بنایا جسنے علم و حلم سب ہو | وہ کب محتاجِ تعلیم ادب ہو
ولیکن حسبِ آئین نسب | کیے حاصل تو انہیں ہنر سب

آنا بسوامتر کا راجہ دسرتھ کے پاس اور لیجانا رامچندر اور لچھمن جی کو واسطے قتل کرنے ماریچ سوباہ اور تاڑکا کے

جناب رام ادھر بھی سایۂ فیض | بہم ہو سربسر سایۂ فیض ہو
کہیں پر ایک دشت خوشنما تھا | وسیع و دلپسند و دلکشا تھا

بہار لالۂ خودرو عجب تھی
نگاہ نرگس شہلا غضب تھی

بھرا کلیوں سے سارا دامن دشت
بہار جانفزا تھی محو گلگشت

بچھا صحرا میں فرش سبزۂ تر
رواں ہر سو نسیم روح پرور

ہر اک جانب ہجوم دام و دد تھے
پلنگ و آہو و گرگ و اسد تھے

وہاں رہتے تھے بسوامتر نامی
مفخر اہل توقیر و گرامی

جبیں سے شعلۂ انوار پیدا
سخن سے قدرت کامل ہویدا

ہوائے دیوتی سے پاک تھے وہ
تجلی بخش فرش خاک تھے وہ

انھیں راچھس ستاتے تھے ہمیشہ
کہ تھا جنکا دل آزاری کا پیشہ

شباہ و تاڑکا ماریچ آکر
ستاتے عالم غفلت میں پاکر

جو رکھ ساماں جگ کرتے فراہم
وہ سب برباد کرتے ہو کے باہم

اگر کچھ پھول پھل چن چن کے لاتے
برنگ بو وہ صحرا سے اڑاتے

دل اُکھو اُن سے پامال ستم تھا
اسیر حلقۂ درد و الم تھا

کسی دن چشم باطن سے کیا غور
تو سمجھے عشرت تازہ کا ہے دور

پے سرکوبی خیل جفاکار
ہوا ہے خانۂ دسرت میں اوتار

خیال آیا کہ میں چل کر قدم لوں
پناہ دامن دولت میں دم لوں

برائے رفع شر صحرا میں لاؤں
گھر اپنا غیرت گلشن بناؤں

زبس تھا شوق دیدار سر رام
ہوئے رکھ دیدہ سر سے سبک گام

کمال شوق سے آئے اودھ میں
قدم خود رنجہ فرمائے اودھ میں

اٹھے شاہنشہ دسرتھ ادب سے
قدم پر گر پڑے فرط طرب سے

خوشی سے رسم مہمانی ادا کر
قدم کوشہ نے آب تر سے دھویا
کہا کیا اوج پر آیا ستارا
یہ عاجز لائق اس دولت کے کب ہے
کرو رازِ نہان سب مجھ سے ظاہر
یہ کی تب رگھو نے تقریر گہر بار
زبس ہے عالم بے اختیاری
جناب رام و لچھمن کر چلین ساتھ
مری خاطر جو منظور نظر ہو
انھین مارین جو چلکر لچھمن و رام
سنی جب یہ شہ دسرتھ نے تقریر
گذارش کی کہ اے اہل کرامات
زر و لعل و گہر مانگو تو بخشون
بہارِ زندگانی ہو جو درکار
براہ بندگی سر تک جھکا دون
مجھے ہین رام و لچھمن جی سے پیارے
اودھ آباد ہے ان کے قدم سے
نہین فرقت مجھے دم بھر گوارا ہے
سوا اسکے ابھی چھوٹے سے سن ہین

بٹھالا اُن کو سنگاسن پہ لا کر
غبار آئینۂ خاطر سے کھویا ہے
جو دیکھا مین نے روئے عالم آرا
تمھاری چشم رحمت کا سبب ہے
نہون گا حلقۂ طاعت سے باہر
دیتون سے مین ہون پابند آزار
نہین کچھ صورت مطلب بر آری
درِ مقصد باسانی سے لگے ہاتھ ہے
اودھ سے انکو ارشاد سفر ہو
کرون مین گوشۂ صحرا مین آرام
ہوا سکتے کا عالم شکل تصویر
بعید از عقل و دانائی کہی بات
متاع جان اگر مانگو تو بخشون
ابھی ہون سلطنت سے دست بردار
جو شے امکان سے باہر ہو وہ کیا دون
کہ ہین دونون مری آنکھونکے تارے
جدا اک جسم رہ سکتا ہے دم سے
یہی ہے زندگانی کا سہارا
ہنسی کے کھیل ہے کے کھانیکے دن ہین

کہے جب یہ کلام فرحت اندوز — بشسٹ آکر ہوئے وان رونق افروز
کہا ہنسکر کہ اے شاہِ زمانہ — انھین کر جانب صحرا روانہ
نہ رکھ دل مین خیالِ خامِ طفلی — نہ کر اندیشۂ ایامِ طفلی
پے تنبیہِ انبوہِ ستمگار — ہوا ہے پردۂ عالم مین اوتار
مجسم ہو سکے خود جسمِ بشر مین — ہوے ہین آشکارا تیرے گھر مین
سمجھ کم سن نہ انکو اے نکو ذات — کہ ہین یہ صاحبِ کشف و کرامات
جو سمجھایا بشسٹ نامور نے — اجازت دی شہِ عالی گہر نے
قدم چھو کر جناب لچھمن و رام — ہوئے تیر و کمان لے کر سبک گام
ہوئے رونق فزا آکر جو بن مین — بہارِ جاودان آئی چمن مین
یہ بسوامتر سے بولے سری رام — خوشی سے کیجیے جگ کا سرانجام
جو رکھ کا غنچۂ خاطر گیا پھول — ہوئے محوِ پرستش حسبِ معمول
کمان و تیر لیکر دونون بھائی — رہے حاضر بپاسِ آشنائی
سنا یہ تاڑکا نے جب کہ احوال — غضب سے صورتِ آتش ہوئی لال
زبس تھی دیونی پرکالۂ شر — دکھایا جلوۂ آثارِ محشر
مچایا شور و شر ہو کر غضبناک — اُڑائی دشت مین چار و طرف خاک
وہ مارا رام نے تیرِ سبک پر — گرا دھڑ سے تنِ بیجان زمین پر
سوبا ہو فتنہ گر پہونچا جفا کیش — گیا زیر و زبر جس دم ہوا پیش
بنایا تودۂ خاک اُسکو پل مین — سُلایا یعنی آغوشِ اجل مین
خبر ماریچ راچھس نے جو پائی — تو پہونچا صورتِ تیرِ ہوائی

جناب رام نے ناوک وہ مارا — لب قلزم گرا جا کر صف آرا
ہوا صحرا جفا کاروں سے خالی — وہ گلشن ہو گیا خاروں سے خالی
ہوئے ازبسکہ سب امتر دل شاد — دعائیں دے کے بولے آفریں باد
رکھا پھر اپنے گھر باصد لطافت — سکھائے جملہ آئین خلافت

استدعا کرنا لچھمن جی کا بشن جی سے خلوت میں واسطے ملاحظہ کیفیت جنگ کے اور بددعا دینا سنکادک کا جے بجے کو اور پیدا ہونا راون اور رکھشوں کا اور قبضہ کرنا اُن کا لنکا میں اور محصول لینا رکھشوں سے اور خم آلودہ خون اور گوشت سپرد کرنا مندودری کو اور نوش کرنا اُسکا اور آثار حمل نمود ہونا اور پھر اسقاط کرنا اور دفن کرنا خم کو شہر جنک پور میں

رہے یاد جمال رام و لچھمن — بسے دل میں خیال رام لچھمن
مدد اے خامۂ فرخندہ بنیاد — رقم کر کچھ نشہ راون کی روداد
قریب اختتام نظم ہر چند — مشرح ماجرا ہوگا قلمبند
مگر کچھ مختصر یاں بھی رقم ہو — وصال شاہد مطلب بہم ہو
جناب بشن بہر لطف و اخلاص — کسی دن تھے میان خلوت خاص
ادب سے کر کے مالش دست و پا کی — جناب لچھمن جی نے دعا کی

بہت شکلین نظر آئین بہت رنگ — مگر دیکھا نہ لطف عرصۂ جنگ
کسی سے آپ کو لڑتے نہ دیکھا — سوئے میدان قدم پڑتے نہ دیکھا
کہا ہنسکر اگر ہم ہون صف آرا — تو کانپ اٹھے دل نازک تمھارا
صف آرائی مین نقصان و زیان ہے — تمھین خود تاب نظارہ کہان ہے
کہا یون لچھمن جی نے دوبارہ — کہ ہے ازبس مجھے ذوق نظارہ
ہر اک دم کثرت جوش ہوس ہے — نزاکت کا نہین کچھ پیش و پس ہے
کہا ہوگا جو منظور نظر ہے — مگر وقت و محل پر منحصر ہے
سنو اب آگے روداد جز و کل — کہ کیا کیا نخل قدرت سے کھلے گل
کوئی دو کس تھے اہل عز و اکرام — سراپائے سعادت جنکے نام
گل شاداب نخل ارجمندی — سراسر مایۂ ہمت بلندی
معزز سر بلند و اہل اخلاص — نگہبان در خلوت گہ خاص
کسی دن آئے سنکادک یہان پر — تو الجھے مثل گیسو حاجب در
کہا خلوت مین جانے کا نہین کام — جناب بشن جی ہین محو آرام
غرض روکا جو بہر دخلیابی — ہوا تب انکو جوش اضطرابی
کہا تم نشۂ نخوت سے غش ہو — جہان مین جاکے شکل راچھش ہو
کروگے بشن جی سے شرح آغاز — تو ہو گے تین جنمون مین سرافراز
ہوئے راچھش جہان مین دونون مغرور — وہ ہرناچھ اور ہرن کشپ تھے مشہور
ترنگ آئی یہ ہرناچھ لعین کو — لپیٹا زلف سان فرش زمین کو
دباکر پھر بغل مین پھر تو دریا وار — تری مین سو رہا جاکر ستمگار

وہین باراہ کی صورت بنا کر
عدو کو قتل فرما کر تہ عرش
ہرن کشپ تھا مغرور بد انجام
ہوئے پہلاد پیدا اسکے گھر مین
سدا ورد زبان تھا قصۂ رام
ہوا غصہ دیت بد گہر کو
ہوا تب جلوۂ نرسنگھ اوتار
ہوئے بعد اسکے راون کمبھ کرن وہ
کیا خلقت پہ جب ظلم آشکارا
سہ بارہ پھر ہوئے پیدا بد اقبال
ہوئی جب کرشن کی رکمن سے شادی
عداوت کے سبب اندوہگین تھے
اٹھائے جب فریب و مکر سے سر
جنم تینون جہان مین ہو چکے جب
انھین خدمات ماضی پر گئے وہ
سحر چمکی صعوبت کی کٹی رات
سنبھل اے ہوس کلک سبک پر
رقم اب داستان جے بجے کر
ہوئے وہ راجہس پیدا جہان مین

لڑے خود بشن جی پانی مین جاکر
زمین کو پھر بچھایا صورت فرش
سراسر دشمن نام سری رام
ثمر آیا نہال بے ثمر مین
یہی تھا دل مین نقش کالحجر نام
ستون سنگ سے باندھا پسر کو
کیا شق سینہ و جسم ستمگار
تو ہی ہیکل جسیم و کوہ تن وہ
جناب رام نے دونون کو مارا
باسم و نت بکر اور شاہ سسپال
زبس تھا انکو خار نامرادی
وہ دونون صف شکن چین بر جبین تھے
ترائے کرشن جی نے چکر سے سر
پھلا پھولا ہر اک کا نخل مطلب
چھٹے اندام خاکی تر گئے وہ
وہی درجے وہی رتبے وہی بات
کہان سے اڑ کے آپہونچا کہان پر
مقدم منزل مقصد کو طے کر کے
پڑا لرزہ زمین و آسمان مین

نظر سے جسکے شور و شر ہویدا — جبین سے جلوۂ محشر ہویدا
ہمیشہ دل نشین تھی نیست بد — قوی ہیکل قوی بازو قوی قد
ہوا اک اہل شر کا کمھ کرن نام — وہ راون دوسرا تھا شہرۂ عام
بدن مین بیش بازو اور دس سر — کمال زور یکتائی میسر
برادر تیسرا اک اُن کا تھا اور — بھبھیکن نکتہ سنج نا خبر جور
ہوئے تینون یہ مشغول عبادت — دکھائے جوہر تیغ سعادت
برہمچ و بشن و نارد اندر و سنکاد — ہوئے وان جلوہ افگن بادل شاد
کہا راون سے اظہار ہوس کر — بیان مدعائے بیش و بیس کر
کہا حاصل ہو مجکو تخت شاہی — بہم ہو رتبۂ عالم پناہی
جو پوچھا دوسرے بے خانمان سے — تو مانگا خواب شہنشاہی زبان سے
بھبھیکن تھا زبس اہل سعادت — ہوا وہ طالب شغل عبادت
دعائے سرکشان صاحب جوش — اجابت سے ہوئی فوراً ہم آغوش
جو مطلب کمھ کرن نے پاکے کھویا — تو سبزہ کی روش غفلت سے سویا
ہوا راون جہان مین صاحب تخت — رہا ہر دم فروغ نیر بخت
فلک لرزان تھا اُس سے صورت بید — گھٹا تھا جلوۂ مہتاب و خورشید
جواہر بحر قلزم نے دیے نذر — جناب اندر نے تحفے کیے نذر
دوہائی اسکی بالائے فلک تھی — حکومت ماہ سے ماہی تلک تھی
ہمیشہ آب و باد و آتش و خاک — مطیع حکم سلطانی تھے بیباک
میان قلزم اک سونے کا گھر تھا — بہ اسم شہر لنکا مشتہر تھا

بیان کیا ہون صفات قلعۂ زر
بلندی مین سوا اثبان فلک سے
کھلے روزن برنگ چشم عشاق
لبالب حوض مثل دیدۂ تر
نہ کیون بالانشین ہو نشان لنکا
شعاع قصر سے ہوتی نہ تھی رات
معنبر کوچۂ و بازار سارے
نہ تھا نام خزان دفتر مین جاری
نہالان کہن مین پھل مہیا
شگفتہ گل جو گلشن مین اگر ہو
بسا را دن وہان باصد لطافت
طبیعت کو ہوا جوش ہوس اور
زبس تھا شوق امداد سداشیو
رہا شکل صدف دریا کے اندر
سداشیو پاس خاطر سے گئے پاس
دعا مانگی کہ ہو اقبال یاور
کرون باشندگان عرش کو زیر
سداشیو نے نہایت ہوکے خورسند
یہ گل پھولے قبول آرزو سے

حواس خمسۂ انسان ہون ششدر
فزون درجہ مین ایوان فلک سے
قریب جفت ابروے صنم طاق
بھرے چشمے برنگ چشم ساغر
فلک تھا کرسی ایوان لنکا
عجب تھا نقشۂ سحر و طلسمات
مکان تھے کوچۂ عطار سارے
سدا تھا موسم باد بہاری
وہ خوشے غیرت عقد ثریا
سزاوار سزا باد سحر ہو
قرار اسکو دیا دار الخلافت
کہ ہو حاصل متاع دسترس اور
بدل لی اسنے پھر یاد سداشیو
نہان آتش مین تھا مثل سمندر
کہا کیون ہے غریق بحر وسواس
رہون اہل جہان پر حملہ آور
پرندون پر درندون پر رہون شیر
پذیرا کی دعاے آرزومند
دماغ دل ہوا نخوت کی بو سے

براہ شور بختی شر مچایا
زمین و چرخ کو سر پر اٹھایا

سری نارد زہین انجام بین تھے
میان عاقلان بالانشین تھے

سوئے لنکا گئے اک دن قضارا
اٹھا تعظیم کو شاہ صف آرا

کہا نارد نے اے شاہ جوان بخت
ملا کیا انتقام طاعت زحمت

یہ سنکر پردۂ مضمون کیا فاش
ہوا گرم سخن یون ہو کے بشاش

دعائے شب سے وہ حاصل ہوا زور
مچا ہے جیسکا قلزم کی طرح شور

ملادون خاک مین ارض و سما کو
ہلادون تختۂ تحت الثرا کو

ہلال آسا قمر دہشت سے گھٹ جائے
زمین تھرا اٹھے گردون سمٹ جائے

کہا نارد نے اے شاہ وفا جو
نہین کچھ اعتبار قول شمبھو

جو ہوتا ہے کسی دن نشۂ بنگ
تو کہتے ہین خلاف عقل فرہنگ

پئے عبرت نمائش چاہیے ہے
مقدم آزمائش چاہیے ہے

اٹھا تو تختۂ کیلاش جاکر
رکھو خود کشور لنکا مین لاکر

سخن کا بھی بخوبی امتحان ہو
قدم سے انکے نور افشان مکان ہو

یہ گھر دولت سے مالا مال ہو جائے
عروج نیر اقبال ہو جائے

عدو نے جاکے تب پربت اٹھایا
کہ سنگاسن تلک جنبش مین آیا

سداشیو چونک اٹھے بس چھٹ گیا دھیان
سبب گوری سے پوچھا ہوکے حیران

کہا راون سوا کس کو ہے یارا
وہی ہے خادم دیرین تمھارا

اٹھا کر آپ کو گردن پہ یکبار
لیے جاتا ہے لنکا کو ستمگار

سداشیو چپ رہے غصے مین آکر
جمے آسن پہ پھر زانو دباکر

تہ کوہِ گران بارِ گران سے — دبے ہاتھ اُسکے نیرنگِ جہان سے
ہوا مثلِ حنا بے دسترس وہ — رہا محوِ فغان بارہ برس وہ
کیے وہ نالہ و فریاد و زاری — کہ دریا ہو گیا اشکون سے جاری
سدا اشیو سنکے غل چونکے قضارا — کہارا دن سے لے شاہ صف آرا
غرور زور ہے تجکو نہایت — کہ بھولا شیوۂ لطف و عنایت
دلیرون سے نہین ہوتا اگر زیر — کرینگے خرس و میمون و بشر زیر
پھرا یا کر رہائی وہ نگون بخت — ہوا لنکا مین پھر رونق دہ تخت
اُٹھایا پھر براہِ سرکشی سر — وہی باتین وہی گھاتین وہی شر
ہزارون دخترِ شاہان نامی — گرفتار اُس نے کین بہرِ غلامی
نکالا جسکے منھ سے حرفِ انکار — ہوا دامِ صعوبت مین گرفتار
خراج اُسنے لیا برج سما تک — زمین کیسے تختِ تحت الثرا تک
دیوتون سے کہا لو جا کا محصول — رکھون سے دامنِ صحرا کا محصول
فقیران ریاضت کش سے لو باج — ندین حاصل تو کردو تاخت و تاراج
غرض پہونچے وہ اُس بن مین قضارا — جہان پر سبت رکھتے تھے جلوہ آرا
سنایا سرکشون نے حکم شاہی — دکھایا سب طریق کینہ خواہی
تنگ آئے وہ تقریر زبون سے — سبو اک بھر گیا قطرات خون سے
رکھا بہ حفاظت منھ بہ سرپوش — یہ فرمایا براہِ دانش و ہوش
سبو دیکر یہ راون سے کہو بات — یہ ہے سرمایۂ سحر و طلسمات
سبو کا گر کبھی کھل جائے گا سر — تو ہوگا جلوۂ آثار محشر

بپا ہوگا فسادِ عام اس سے
مٹے گا راچھسون کا نام اس سے

کہا جب قاصدون نے جا کے احوال
ہوا محو الم شاہِ بد اقبال

امانت کی سپرد زر جۂ خاص تھی
کہ تھی وہ عقلمند و اہل اخلاص

زن مندودری نے اسکو یک چند
میانِ گوشۂ ایوان رکھا بند

مگر ڈر تھا کہ شاید گم نہو جائے
کہ افشا مدعائے خم نہو جائے

زبس مندودری تھی مایۂ ہوش
وہ خم کو توڑ کر بس کر گئی نوش

یہ پھل پایا گلستانِ امل سے
نہالِ قد پھلا بارِ حمل سے

شگوفہ طرفہ تر لیکن کھلا اور
کہ رخ کو حسنِ زیبایش ملا اور

جلا زیور نے پائی نور تن سے
چمک تھی بڑھ کے سورج کی کرن سے

شبستان مین شہ راون جو آیا
تو مطلق تاب نظارہ نہ لایا

ڈرا رعبِ تجلی کے سبب سے
رکا مانند دل فرطِ ادب سے

کیا گھبرا کے بستر سے کنارا
پرائے ہمکناری دم نہ مارا

کہا مندودری سے خم کدھر ہے
یہ کیسا ماجرا پیش نظر ہے

مرا دل خود بخود گھبرا رہا ہے
سر شوریدہ چکر کھا رہا ہے

کہا اسنے کہ اے سرمایۂ ہوش
اسے مین احتیاطاً کر گئی نوش

ڈرا راون کہ اس خم کا اثر ہے
ابھی سے نور قدرت جلوہ گر ہے

خیال آیا کہ شاید شر ہو پیدا
مبادا فتنۂ محشر ہو پیدا

ہوئی دہشت جو پیکان اجل کی
وہین تدبیر اسقاطِ حمل کی

امانت کو پس از فکر دم چند
نگاہِ خم مین نور آسا کیا بند

دیتون سے کہا خم کو کہین جلد — کرو صحرا مین پیوندِ زمین جلد
سبو کو لے گئے فوراً وہ سفاک — چھپایا شکل گنجینہ تہ خاک
کیا دفن اسکو لیجا کر بہت دور — کنارِ رقبۂ شہر جنک پور
یہان پر نکتہ پوشیدہ ہی اور ایک — سمجھتے ہین سخندان یا دلِ نیک
کہ جب راون نے سیتا کو کیا گم — رکھا آنکھون مین مثلِ نورِ مردم
سراسر چشمِ ظاہر مین غضب تھا یہ — ولیکن دلنشین پاسِ ادب تھا یہ
بدی مطلق نہ تھی راون کے دل مین — بسی صورت تھی چشمِ دل کے تل مین
بظاہر گو تپ غم سے کراہا یہ — بباطن رشتۂ دختر بتایا
سبب یہ ہی کہ خم کو از رہ ہوش — زنِ راون نے اول کر لیا نوش
کیا سقطِ حمل جب بعض و کین سے — سیا پیدا ہوئین بطنِ زمین سے
زمین گو جسم ظاہر سے بری وہ — ہوئین پر دخترِ مندودری وہ

ظہور فرمانا سری جانکی جی کا شہر جنک پور مین وقت قلبہ رانی راجہ جنک کے

رہے ہر دم مجھے یادِ سری رام — نہ صبح دل پہ ہو تاریکیِ شام یہ
جنک پور ایک تھا شہر طرب خیز — دل آرا دلکشا دلکش دل آویز
نظیر اسکا نہ تھا باغِ جہان مین — بسا تھا کشورِ ہندوستان مین
عمارت صاف آئینہ کی صورت — مثالِ چشمِ باطن بے کدورت
چمن سرسبز و شاداب و مطرّا — غبار و گرد کلفت سے مبرّا

بھرا چشمون مین آب زندگانی ۔ تصدق جیسے ہو نیسان کا پانی
وہان شہ تھا سپہر عز و اکرام ۔ ثریا مرتبت شاہ جنک نام
یہ تھا بحر جہان مین عدل کا زور ۔ لب دریا پہ نالون کا تھا شور
سخاوت کا جما تھا اسقدر رنگ ۔ کف گل تھا نہ غنچہ کی روش تنگ
صدف کی آبرو بخشی گہر سے ۔ بھلے غنچون کے دامن نقد زر سے
کسی دن اتفاقاً بہر گلگشت ۔ ہوا رونق فزاے دامن دشت
جو دیکھا آب سے چشمون کو خالی ۔ نظر آیا نشان خشک سالی
کہین پانی نہ جز آب گہر تھا ۔ جہان خشکی کے باعث چشم تر تھا
ہر اک محو فغان تھا مثل بلبل ۔ چمن مین سوکھ کر کانٹا ہوئے گل
بھرا سلطان مسکن پہ ہراسان ۔ بلایا مجمع انجم شناسان
براہ انکساری کی گذارش ۔ نمایان ہو کوئی تدبیر بارش
کہا سلطان کرے گر گشتہ کاری ۔ چمن مین آئے پھر باد بہاری
جہان کو چین ہو خلقت ہو مسرور ۔ تردد کشت خاطر سے رہے دور
خرد ور تھا زیادہ ایک سے ایک ۔ تعین سے کی اک ساعت نیک
شہ دانا براہ نکتہ دانی ۔ ہوا سرگرم کار قلبہ رانی
سبو سمجھا جس جگہ جوتا وہین پر ۔ کہ سرسبزی تھی کچھ اس سرزمین پر
سبو شق ہو گیا جس دم چلا ہل ۔ جہان کا عقدۂ لاحل ہوا حل
کہ یعنی لچھمی جی کا وہ اوتار ۔ ہوا اس پردۂ خس سے نمودار
جبین سے جلوہ گر شان کرامت ۔ عیان نور شبستان کرامت

نزاکت تن سے اُنکے صاحب ناز — سعادت اُنکے قدمون سے سرافراز
شگوفہ یہ کھلا بطن سبو سے — بسا صحرا تن اقدس کی بو سے
جو دیکھا جلوۂ دیدار دختر — بدل شہ نے کیا اقرار دختر
اُٹھا کر گود مین اُس دلربا کو — شہ عالم پھرا دولت سرا کو
جو تھی جان پدر وہ نازک اندام — رکھا سب نے جناب جانکی نام
بڑھین سیتا برنگ جوش مادر — رہین رونق دہ آغوش مادر
زبس سلطان دریا دل کو تھی چاہ — ہوا باران رحمت حسب دلخواہ
رعیت چین سے پھولی پھلی تھی — مٹی باغ جہان سے بیکلی تھی

قرار دینا راجہ جنک کا شادی جانکی جی کی اوپر ٹوٹنے دھنک کے اور تشریف لانا سری رامچندر اور لچھمن جی اور بسوامتر جی کا اور رامچندر کے خاک قدم سے مخلصی پانا اہلیہ زوجہ گوتم کا جسم سنگین سے

رہے یاد جناب رام مجھکو — ملے سرمایۂ آرام مجھکو
جناب جانکی بالغ ہوئین جب — پدر کو فکر شادی کی ہوئی تب
دھنک اک صورت کوہ گران تھا — پڑا اگلے زمانے سے وہان تھا
اُسے دیکھے تو زردی رخ پہ چھائے — ہلال آسمان گردن جھکائے

فلک کا اسکے آگے ہوش گم تھا — مثال قول مردان لاتجم تھا
کرون تھوڑا عرض اسکا اگر طول — تو ہو جاوے بیان مختصر طول
کیا شنکر نے یہ اقرار از رہ ہوش — دھنک توڑے جو ہو سیتا سے ہمدوش
ادلے قول تک یہ سرو آزاد — رہے سب بر برنگ نخل شمشاد
غرض جب جا قریب و دور پہونچا — زمین سے عرش تک نا دور پہونچا
شہنشاہان عالم ہوکے مسرور — چلے سب جانب شہر جنک پور
جو پہ بھوتی برنگ مشک و عنبر — مقرر شنکر کی بزم سوئمبر
گروہ راجسان فتنہ ایجاد — ہوا حاضر بشکل آدمی زاد
بنا کر دیوتا شکل بشر سب — ہوئے بزم طرب مین جلوہ گر سب
خبر پہونچی یہ اس بن مین قضا را — جہان تھے رام و لچھمن جلوہ آرا
یکایک قلزم دل مین ہوا جوش — کہ دیکھین محفل شاہان ذی ہوش
سری لچھمن تھے وان اور رکھی ناتھ — چلے خوش ہوکے بسوامتر کے ساتھ
ہوئے فرش آکے رستہ مین گل تر — صبا صدقہ تھی انداز روش پر
چلے صحرا مین جب دو چار فرسنگ — تو دیکھا قد آدم پارۂ سنگ
بفیض جلوۂ پائے درخشان — وہ پتھر بنگیا لعل بدخشان
پڑی یعنی جو گرد اسپر قدم کی — زن زہرہ جبین پتھر سے نکلی
بنائے نور تھی وہ ماہ پارہ — کہ جھمکے جوش پر چشم ستارہ
نظر مین تھا طلسم جادوانہ — ہوئی صحرا سے تسخیر کو روانہ
جناب رام نے جو اتنی خوشی سے — سبب پوچھا یہ بسوامتر جی سے

بیان کرنا بسوامتر کا راجہ اندر کا چندرمان جی کی سازش سے اہلیہ کے گھر جانا اور بددعا دینا گوتم کا راجہ اندر و چندرمان جی و اہلیہ و رانجنی کو اور پہونچنا رام چندر کا گنگا کے کنارے

کہا رکھ نے جو تیج کنیان ہین مشہور دُرِ دریاے وحدت چشمۂ نور
اہلیا دربدی کنتی و تارا زنِ مندودری ہے آشکارا
انھین مین اک اہلیہ نام ہے یہ عفیف و صاحبِ اکرام ہے یہ
زنِ گوتم یہ ہے اے پایۂ ہوش پتیبرتا وفادار و وفاکوش
سنو اسکا یہ ہے نادر فسانہ عجیب و حیرت افزاے زمانہ
سری سرستی نے خلوت مین بصد سوز سری سورج سے فرمایا کسی روز
سوا کون آجکل سب سے حسین ہے زمین حسن پر بالا نشین ہے
کہا جو ہین حسین نازک اندام نہین انکو مرے جلوہ سے کچھ کام
تنِ نازک پہ ہوتی ہے گران دھوپ تفاوت ہے کہان سایہ کہان دھوپ
لیے نظارۂ لطفِ شبِ ماہ نکلتے ہین حسینان ہوا خواہ
عجب کیا چندرمان جی کو خبر ہو کوئی زہرہ جبین پیشِ نظر ہو
مکرر اندر نے پوچھا قمر سے کوئی شکل آجتک گذری نظر سے
کہا ہان زوجۂ گوتم ہے یکتا میان پردۂ عالم ہے یکتا
رہی باقی غرض جب دو پہر رات گئے گھر پر وہ دریاے کرامات

جناب چندرمان جی نے کیا ساز — بشکل مرغ دی صحرا مین آواز
گمان صبح سے رکھ اُٹھکے بارے — بے غسل سری گنگا سدھارے
سنبے بیت سر بشکل گوتم پاک — درون خانہ آئے چست و چالاک
اہلیہ کھا گئی شوہر کا دھوکا — لہذا آید در سے نہ روکا
اُدھر گنگا نے گوتم کو خبر دی — خبر اے لیے خبر لے اپنے گھر کی
پھر گوتم اُسی دم بے تامل — ہوا ثابت کہ در پردہ کھلا گل
دعا سریت کو دی ہو کر غضبناک — سراپا چشم بنجائے تن پاک
مخاطب چندرمان جی کی طرف ہو — کہا حاصل تمھین داغ کلف ہو
جو تھی دخست اہلیہ اجنی نام مہ — عفیف و پاکدامن اہل اکرام
کہا اُسکو غریق بحر غم ہو — جہان مین نقد بدنامی بہم ہو
تب غم سے جو دق سینہ مین تھا دل — اہلیہ سے یہ فرمایا کہ ہو سل
پڑے جس دم کف پائے سری رام — کرے تو گلشن سر پر مین آرام
پڑی ہو کر یہ پتھر بر سر خاک — زبس تھا انتظار جلوہ پاک
بس اب فیض قدم سے ترگئی یہ — سفر باغ جہان سے کر گئی یہ
سُنا جب یہ اہلیہ کا فسانہ — ہوئے پھر صورت صرصر روانہ
روان رستہ مین دیکھا چشمہ گنگ — جو تھا سرمایہ بخشش بہر رنگ
ہوئے گرم سخن رگھ سے سری رام — کہ کیا اس چشمہ خوبی کا ہے نام
کہا یہ مایہ نور گران ہین یہ — سری گنگا یہ مشہور جہان ہین
انھین سے ہے حصول عز و اکرام — انھین کا ہی سری بھاگیرتھی نام

تصور مین اگر درشن ہو گیا ر
بشر ہو باغ سرپر کا سزاوار
مرادین ملتی ہین درشن پھل سے
یہ مرغ اجل جلتا ہے جل سے

چرتر پیدائش سری گنگا یعنی دیوتون کا سرلوک مین جمع ہونا اور جل ہو کر بہہ جانا بوجہ خوش الحانی مہادیو جی کے اور جل کا برہمدج نام ہونا

جو تھی سر پُر مین اکدن محفل عام
شریک بزم تھے سب اہل اکرام
جناب اندر تھے جم تھے برن تھے
رکھیشر اپیشر گندھرب مین تھے
برہم وشن جناب لچھمین ناتھ
شریک بزم عشرت تھے سب اک ساتھ
سداشیو جی ہوئے محو ترنم
حواس خمسۂ محفل ہوئے گم
درو دیوار تھے سکتہ مین خاموش
ہجوم عام تھا از خود فراموش
یہ آواز ترنم کا بندھا تار
ہوئے حضار محفل نقش دیوار
عجب ہے نغمۂ شیرین عجب دھن
کہ سن سنکر تماشائی ہوئے سن
سنی جس دم صدائے پردۂ ساز
تو اڑنے سے پرندے رہ گئے باز
شجر سب جھومتے تھے صورت مست
خمار جام غفلت تھا سر دست
بہے جل ہو کے سب حضار محفل
وہ دریا ہو گیا دربار محفل
سداشیو جی نے قدرت سے دوبارا
کیا سب کو بدستور آشکارا

برہنج نکتہ بین نے از رہِ ہوش / کیا آب روان یکجا بصد جوش
کمنڈل مین کیا سب آب تر بند / کیا چشمے کو نور آشنا نظر بند
لہذا جل کا برہمدج ہوا نام / جہان مین قدرتین ہین شہرۂ عام

چرتر دوسرا یعنی قدم بڑھانا بشن کا راجہ بل کے جگ مین اور دھولینا برمھا کا قدم کو اسی جل مین اور بشن پدی نام ہونا سری گنگا کا

کہا رکھ نے براہ غور سُنیے / سری گنگا کا ذکر اک اور سُنیے
سخی اک تھا بنام راجہ بل + / کرم بخش جہان سردار افضل
ریاضت سے بنا کشورکشا وہ + / ہوا فرمان دہِ تحت الثرا وہ +
کیا جگ راجہ بل نے جو کبار / رکھا خود بشن نے باون کا اوتار
بہ شکل برہمن فرطِ ادب سے / گذارش کی شہ عالی نسب سے
بے مسکن جگہ بخشو قدم مین / جگہ دو مجکو دامان کرم مین
وہ دریا دل جو تھا ابر گہربار / بچشم و سر ہوا بخشش پہ تیار
یہ دانائی وہان کی سکر نے صرف / ہوئے حائل میان رخنۂ ظرف
پے تشنکلب یان پانی کی تھی چاہ / میان ظرف آدھر مسدود تھی راہ
بہ خس ڈالی کر بل نے کیا زور / ہوئی چشم جناب سکر جی کور
غرض جل سیکے جلیہ مین بھر طور / زمین تشنکلب کی سلطان ذی النور

سری بادن نے تب بالا کیا قد
برون از حیطۂ اندازہ و حد

قدم اک بر سر فرش زمین تھا
دوم زینت دہ عرش برین تھا

زمین و عرش بجز دو بر سرا پا
ہوئے ڈھائی قدم کامل جو تا پا

ہوا سلطان یم حیرت مین غرقاب
گذارش کی جھکا کر پشت آداب

ہے باقی کرو پیمایش پشت
نہ اُٹھے تا کہ فیاضون مین انگشت

کہا بادن نے تب خوش ہو کے ناگاہ
مراد دل طلب کر حسب دلخواہ

گذارش بل نے کی اے بندہ پرور
رہو در پر مثالِ حاجب در

جناب بشن تھے پابند اقرار
رہے دربان کیصورت در پہ ناچار

غرض پہونچا قدم سُر لوک مین جب
ہوا حیران ہجوم دیوتا سب

سری برہما نے جب دیکھے یہ اوصاف
اُسی جل مین قدم کو دھو لیا صاف

اسی سے بشن نارائن پدی ہین
یہی سُر سُر یہی گنگا ندی ہین

جلنا ستی جی کا وجہ بے جا بیت کے مکان مین اور اوتار رکھکر جلوہ گر ہونا مہادیو جی کی جٹا مین

جر تراب تیسرا خوش ہو کے سُنیے
شگوفے گلشن مضمون سے چُنیے

ستی جی اگن مین جب ہو گئین بھسم
ادا ابھی ہو چکا سب جگیہ کا رسم

ستی کے ہجر مین شیو جی کو غم تھا
دل اقدس ہم آغوش الم تھا

جگر مین تھا ہجوم بے قراری
زبان پر نالہ و فریاد و زاری

ستی کے استخوان سب گلے سر پر — لگے پھرنے بہ رنگ باد صرصر
بہت مدت تلک ہر سو پھرے کر وہ — گلستانون مین مثل بو پھرے وہ
مچا تھا غل زمین و آسمان مین — خلل تھا کاروبار دو جہان مین
کیا سب دیوتون نے بشن سے عرض — کہ ہے تدبیر کامل واجب الفرض
اُسی دن بشن جی نے چکر مارا — ہوا اعجاز کامل آشکارا
ستی کے استخوان ہو کر جدا سب — گرے فرش زمین پر جا بجا سب
وہی پر کچھ تو دیبی ہین مشہور — بہ شکل مختلف سرمایۂ نور
سدا شیو نے کہا تب ہو کے برہم — دیا ناحق جناب بشن نے غم
تب فرشتے تھے سینے مین چھپائے — غم تازہ دیا بیٹھے بٹھائے
ہماری طرح فرقت کا رہے روگ — اُنھین بھی ہو جہان مین استری سوگ
خیال آیا پے عبرت سزا دین — ہجوم دیوتا کو بھی دعا دین
ستی جی تب مجسم ہو کے آئین — گذارش کی ادب سے حسب آئین
حقیقت مین محب ہے جو ہم سے — خلائق پر کرم کیجے کرم سے
مجھے تم سر پہ رکھنے سے جو ہو شاد — میانِ گوشۂ دل ہے مری یاد
پس از چندے یہان آ کر رہونگی — اسی صورت سے پھر سر پر رہون گی
یہ فرما کر ستی جی حسب اقرار — ہوئین قصر ہمنچل مین نمودار
سزاوار پرستش مادر عالم — پسند جان و دل گنگا ہوا نام
سری نارد و برہم و اندر سنکاد — گئے پیش ہماچل با دل شاد
کہا شیو جی سے انکا بیاہ کیجے — حصول مطلب دلخواہ کیجے

ہماچل نے کہا مادر سے ہے مختار
پدر کو کیا ہے دختر سے سروکار

کہا مینا نے دختر ہو جو راضی
نہین مجکو مجال اعتراضی

ہنسین گنگا قبولِ مدعا کر
چلے برہما کمنڈل مین بٹھا کر

ہوا مینا کے دل کو صدمۂ درد
برنگِ زعفران چہرہ ہوا زرد

کہا اتنے دنون دختر رہی پاس
دمِ رخصت نہین الفت کی بوباس

نہین میری محبت کا اسے جوش
یہ شادی ہوئی از خود فراموش

دعا دی جل کے دختر کو کہ جل ہو
بظاہر جسم انسانی سے شل ہو

نہالِ بددعا سے یہ ملا پھل
سری گنگا کمنڈل مین ہوئین جل

غرض لا کر سدا شیو سے کیا بیاہ
ہوئی حاصل مرادِ حسبِ دلخواہ

وہی شمبھو کے سر پر جلوہ گر ہین
عزیزِ دل وہ مانندِ جگر ہین

جلنا راجہ سگر کے لڑکون کا کپل مُن کے سراپ سے اور تپسیا کرنا بھاگیرتھ کا اور آنا سری گنگا جی کا مرت لوک مین

مہامُن نے کہا اے صاحبِ فکر
جہان مین اُنکی آمد کا سنو ذکر

بزرگ اک تھے تمھارے اہلِ اکرام
فلک شوکت شہنشاہِ سگر نام

پسر اُنکے جہان مین شصت الف تھے
جوان مرد و دلیر و سر بکف تھے

پسر اک بانوئے ثانی سے تھا اور
بنامِ نیک اسمنجن پُر از جور

یہ اُسکا عالمِ طفلی مین تھا حال
جہان کا کشت دل کرتا تھا پامال

مٹایا تھا حباب زندگانی بدل تھا مایل ایذا رسانی
رعیت جب ہوئی شاکی سگر سے غبار آسا نکالا اُسکو گھر سے
پسر اِک اُسکا تھا فرخندہ اختر بہ اِسم انسمان نکتہ پرور
ہوئی اُمید دہ جگ کو جو منظور فرس چھوڑا خوشی سے حسب دستور
ہوئے وہ شصت الف فرزند ہمراہ لیے فوج و سپاہ و خیمہ و خرگاہ
جدھر دریا صفت پہونچے وہ پرشور دبے شاہان عالم صورت مور
پھرا گھوڑا وہ مثل بادصرصر مثال مہرۂ شطرنج گھر گھر
چلیں سیدھی پیادوں کی قطارین جو بل کی تو ترچھی ہوکے مارین
پھرا گھوڑا وہ مثل باد صرصر دبے چیتے کی صورت فیلتن نر
اگر اُلجھا کوئی پژمردہ خاطر لگایا شہ رخ مانند شاطر
نہ بن پڑتی تھیں کچھ چالیں سرِ دست ہر اِک تھا اپنے منصوبے مین سرمست
یہ ابتر دست بردِ غم سے تھا حال کہ گشت خاطر عالم تھا پامال
ہوئے رخ جملہ شاہان نکو ذات مقام تخت گہ پر کھا گئے مات
ہر اک کو لشکر آفت نے گھیرا نہ شہزوری سے رخ لڑنے کو پھیرا
جناب اندر نے دیکھا جو یہ طور ہوا تنگ خاطر عاطر کو فی الفور
خیال آیا یہ طفلان جوان بخت کرین قبضہ نہ اندراسن پہ یکلخت
غبار آسا فرس بن سے اُڑایا کپل مُن کے مکان مین جا چھپایا
فرس جب ہوگیا غائب نظر سے اُڑے تب ہوش نامردون کے سر سے
زمین و چرخ و دریا دامن دشت ہر اک جا صورت صرصر کیا گشت

گئے اتبرتہ وبالا طبق سب برنگ گنجفہ دیکھے ورق سب
بلند وپست وصحرا دامن کوہ پھکر ہر سو غریق یاس اندوہ
غرض کھو دا سمندر ہو کے نمناک براہِ عقلمندی کھا گئے خاک
کپل کے گھر پہ جا پہونچے وہ ذیہوش تو دیکھا بندگی مین مُن کو خاموش
فرس دیکھا تو بول اُٹھے وہ شہزور لگی محنت ٹھکانے ملگیا چور
نظر کی من نے باچشم غضبناک ہوا لشکر وہ جل کر تودۂ خاک
ہوئے جب جلکے خاکستر پسر وہ رہے یک چند مفقود الخبر وہ
خرد دانشمان نکتہ پرور چلا بہر تجسس مثل صرصر
بیابان مین پریشان مثل بو تھا بزار اُنکے محو جستجو تھا
گرڑ نے جلوۂ درشن دکھایا براہ راستی رستہ بتایا
گئے دونون کپل من کی مکان مین بہار آسا وہ پہونچے بوستان مین
سنایا رکھ کو سب حال گذشتہ کہا رو رو کے احوال گذشتہ
کہا مُن نے سری گنگا اگر آئین فشان جلوۂ قدرت نتظر آئین
قیام کشور پسر پر کرین یہ متاع آرزو پائین ترین یہ
پھر اپنی سگروہ دل شکستہ کہا حال خرابی دست بستہ
پسر از چند سے سگر بے توشہ و برگ ہوا بس رہگرائے جادۂ مرگ
خرد دانشمان نکتہ آگاہ ہوا اقلیم عالم مین شہنشاہ
دلیپ نکتہ پرور کو دیا تخت ہوا صحرا مین محو طاعت سخت
پسر از طاعت وہ فیاض زمانہ ہوا عالم سے سوے گور روانہ

دلیپ نکتہ بین جب کر چکے راج — تو بھاگیرتھ کو خوش ہو کر دیا تاج
لیے گنگا ریاضت کی بصد ہوش — ہوئے پھر بار ہستی سے سبکدوش
یہان بھاگیرتھ از راہِ شرافت — رہے رونق دہ تختِ خلافت
کہ گمتہ اک انکا فرزند جری تھا — درِ بحرِ کرامت گستری تھا
اُسے پھر سلطنت دیکر وطن مین — ریاضت کش ہوئے خود جاکے بن مین
کھلے گردن کی جانب دیدۂ تر — کھڑے اک پانو سے تھے مثلِ صنوبر
ہزارون سال کی طاعت جو بن مین — بجا غل پردۂ چرخِ کہن مین
دیے برمھا نے درشن آخر کار — ہوئے راغب پئے تفتیشِ اسرار
کہا بس ہی ہوائے چشمۂ گنگ — اسی سے غنچہ سان رہتا ہون دلتنگ
سری برمھا نے فرمایا بصد جوش — پذیرا کی دعا لے صاحبِ ہوش
ولیکن رک سکیگی دھار کس سے — اُٹھیگا دو جہان کا بار کس سے
تپسیا سے کرو شنکر کو راضی — مٹے دل سے غبارِ دورِ ماضی
وہ بھاگیرتھ جو تھے سرمایۂ داد — ہوئے محوِ پرستش حسبِ ارشاد
کیا بارے سداشیو جی نے اقرار — سنبھالینگے جو سرپر سے بہی دھار
ملا مرہم جو بہرِ زخمِ سائل — ہوئے پھر طاعتِ برہما پہ مائل
سری گنگا کو وان طیش و تعب تھا — دلِ فیاض مین جوشِ غضب تھا
خیال آیا کہ وہ دکھلایئے زور — سمندر بھی کرے نالہ بصد شور
کرون فرشِ زمین کو عالمِ آب — فلک چکر مین آئے شکلِ دولاب
سداشیو کو لیے موجِ رسا مین — کرون مین پردۂ تحت الثرا مین

گرین وہ یہ تصور کرکے فی الحال / یہان شب نے بڑھائے زلف کے بال
سمائین زلف مین خوشبو کی صورت / اُلجھ کر رہ گئین گیسو کی صورت
نکلنے کی زبس گو دل مین تھی چاہ / نپائی اک سرِ مو زلف مین راہ
پے شورش رہین پیہم وہ در پے / نہ پھر گر منزلِ کاکل ہوئی طے
یہ عجب نیرنگیِ قدرت دکھائی / سداشیوجی نے پھر دھونی رمائی
وہ بھاگیرتھ جو تھے اہل سعادت / ہوئے پھر غرقۂ بحر عبادت
جو دیکھا شمبھو نے سائل کو بیتاب / نچوڑا زلف سے اک قطرۂ آب
ہوئین اُس آب تر سے تین دھارا / باسم مختلف ہین آشکارا
سو مندا کنی گر زیر زمین ہین / ومندا کن فلک پر جاگزین ہین
جہان مین ہین یہ بہرِ بخشش عام / سری گنگا سری بھاگیرتھی نام
غرض گنگا چلین ہمراہ سائل / بڑھایا افتخار و جاہ سائل
کوئی رستے مین رکھ تھے اہل فرہنگ / خوشی سے پی گئے سب چشمۂ گنگ
کمالِ غصّے کی سائل نے فریاد / تو کی رکھ نے نوازش با دلِ شاد
وہین شق کرکے ران اپنی قضا را / وہ دھارا کی جہان مین آشکارا
جو رکھ کی ران سے دھارا بہی ہے / لہذا نام اقدس جانہوی ہے
چلین ہمراہ سائل آخر کار / ہوئین زینت فزائے شہر ہردوار
پراگ آکر گئین پھر سوے کاشی / کہ ہے وہ مسکنِ کیلاش باشی
سری گنگا وہی پیشِ نظر ہین / بصد جوشِ کرامت جلوہ گر ہین
ہرے کشتِ مرادِ دل ہوے سب / وہ مجرم موردِ رحمت ہوئے اب

سنے جب رام و لچھمن نے یہ اوصاف
لیے غسل اُن کے لہرائے دل صاف

نہائے اُس مین وہ دریائے فرہنگ
بڑھائی آبروئے چشمۂ گنگ

وہ بخشش کی نوازش کی نظر سے
برہمن تر ہوئے لعل و گہر سے

چلے بعد اُسکے وہ سرمایۂ نور
ہوئے پھر داخل شہر جنک پور

نوید آمد آمد جبکہ پائی
جنک آئے برائے پیشوائی

مہامن کے قدم پر سر جھکایا
طریق بندگی سر سے دکھایا

غبار راہ جو تھا فرش زمین پر
لگایا سینہ و چشم و جبین پر

نظر آئے جو روئے لچھمن و رام
گیا دل سے قرار و صبر و آرام

کہا رکھ سے کہ اے سرمایۂ جاہ
یہ ہین کس آسمان کے نیر و ماہ

یہ کس بحر لطافت کے گہر ہین
یہ کس کے لخت دل نور نظر ہین

کہا رکھ نے کہ اے شاہ نکو نام
یہ مشہور جہان ہین لچھمن و رام

سومترا اور کوشلیا کے پیارے
شہ دسرتھ کے ہین آنکھون کے تارے

لیے نظارۂ محفل قضا را
ہوئے اس سرزمین پر جلوہ آرا

ہوئی حاصل جنک کو شادمانی
بجا لایا طریق میہمانی

اُتارا لاکے اک گلشن مین اُنکو
برنگ روح رکھا تن مین اُن کو

وہ گلشن پھول اُٹھا فیض قدم سے
چھٹے مرغ گلستان قید غم سے

ہوئے پر میوہ سارے نخل بے بر
پھلے سب سرو و شمشاد و صنوبر

ہوئی فصل خزان گلزار سے دور
بنین نرگس کی آنکھین ساغر نور

ہمیشہ ہو سمرن بھگوان کی یاد
رہین شری رام و لچھمن جانکی یاد

تشریف لیجانا رام لچھمن کا واسطے سیر شہر جنک پور کے

اُٹھا جب پردۂ لیلائے دیجور
برآمد آفتاب از مطلع نور

جناب رام آئین ادب سے
ہوئے یون درفشان نیسان لب سے

کہ اے گلدستۂ گلزار طاعت
بنائے گرمی بازار طاعت

برائے سیر لچھمن کو ہوس ہے
مگر بے حکم عالی پیش و پس ہے

اگر ہو مرضی اقدس تو جائین
زمین کو تختۂ گلشن بنائین

کہا بہتر انھین لیجا کے ہمراہ
دکھا لاؤ بہار حسب دلخواہ

قدم چھو کر وہ دونون ناز پرور
چلے مثل خرام باد صرصر

کھچا صندل کا قشقہ تا بنا گوش
لباس پرنیانی زینت دوش

نشان سربلندی جلوۂ تاج
فلک ہو جنکے نظارے کا محتاج

ملاحت گفتگو سے ذُرّ بر تھی
سخن مین لذت قند و شکر تھی

نوید آمد آمد جب ہوئی عام
ہوئے سب شیدۂ سرو سبک گام

صعوبت قربت دل سے ہوئی دور
تماشائی ہوا شہر جنک پور

جوان و خرد و سال و مرد و زن سب
دریچون سے ہوئے نظارہ زن سب

پھنسے زنجیر گیسو مین دل آزار
تو پٹ سے گر پڑی چوکھٹ پہ یکبار

کھلین آنکھین مثال حلقۂ در
کھڑے حسن رنگتے بازو پکڑ کر

کوئی دل کوچۂ کاکل مین بھٹکا
کوئی شانہ پہ کنگھی بنکے لٹکا

قدم کی سُدھ کسی کو تھی نہ سر کی
خرد نے پاؤن کھینچا عقل سر کی

نہ کہہ سکتے تھے کچھ گردن اُٹھا کر
کوئی بولی حسین نازک اندام
اودھ کے رہنے والے ہین لسر یہ
جناب رام لچھمن سے بڑے ہین
ہوئی یون حرف زن اک نازک اندام
وہ ہی یکتا یہ بے مثل جہان ہین
شہنشاہِ جنک کرتے جو شادی
سمجھا اتبک اُن مین ہے نہ اِن مین
کوئی بولی یہ سب سچ ہے ولیکن
کہان یہ قالب نازک کہان وہ
جنک لیکن اگر پیمان شکن ہو
کوئی بولی انھین کم سن نہ سمجھو
انھین سے تخم ہلال آسمان ہے
یہی ہین رونق بازار ہستی
انھین نے تاڑکا کو بن مین مارا
غرض سب اپنے اپنے دھیان مین مست
ہوا جس دم ظہورِ ظلمت شام
ہوے رکھ جب کہ محو خواب راحت
لچھمن بھی حسب ارشادِ سر یرام
سسکتے رہگئے سکتے مین آکر
چلو دیکھو جمالِ لچھمن و رام
روان ہین صورتِ بادِ سحر یہ
روش پر سرو کی صورت کھڑے ہین
زبس ہین لائق سیتا سر یرام
ضیا بخش زمین و آسمان ہین یہ
مٹے دل سے مرادِ نامرادی
مزا ہے بیاہ کا چھوٹے سے سن مین
دھنک کا ٹوٹنا ہے غیر ممکن
گران ہے صورت کوہِ گران وہ
میان شمع و پروانہ لگن ہو
شکستِ قوس ناممکن نہ سمجھو
قزح گردون یہ مانند کمان ہے
یہی ہین مالکِ گلزار ہستی
انھین نے زوجۂ گوتم کو تارا
دل غمدیدہ بارِ عشق سے پست
پھرے خیمہ کی جانب لچھمن و رام
جناب رام نے کی استراحت
ہوئے گوشہ مین جاکر محو آرام

سری رامچندر اور لچھمن جی کا باغ مین جانا اور جانکی جی کا گرجا کی پوجا کے واسطے آنا

جناب رام ادھر بھی مہربانی ۔ بہم ہوا انبساط و کامرانی ۔
ہوا جب جلوۂ خورشید خاور ۔ جوان بختون کا جاگا بخت یاور
ہوا یعنی سحر کا جب کہ ہنگام ۔ پلنگ خواب سے اُٹھے سری رام
لچھمن نے اجازت دی کہ جاؤ ۔ خرامان پھول پھل گلشن سے لاؤ
بچشم و سر پئے تعمیل احکام ۔ چلے خندان جناب لچھمن و رام
صبا صدقے ہوئی لطف روش پر ۔ زمین پر گر پڑے سرو و صنوبر
ہوا قد دیکھکر نخل سہی پست ۔ شراب دید سے نرگس ہوئی مست
شجر ملتے تھے باہم دست افسوس ۔ جو آنا ان چمن پر پڑ گئی اوس
کھلی حیرت سے چشم چشمۂ آب ۔ دل ہر حوض ٹھنڈا ہوکے بیتاب
جدھر دو نخل قد سایہ فگن تھے ۔ ہجوم عندلیبان چمن سے تھے
وہان اک تھی سری گوری کی مورت ۔ تمنا بخش ارباب ضرورت
کرم بخش و عطا پاش و خطا پوش ۔ برائے مجرمان عصیان فراموش
جنک پُر مین یہ دستور سابق تھا ۔ اسی سے حاصل عز و شرف تھا
کہ زن پیش از رسوم کتخدائی ۔ کرے مندر مین جاکر جبہہ سائی
بجو خاک آستان سر پر ملے وہ ۔ برنگ نخل تر پھولے پھلے وہ

نشیمن نوعروس پاک داماں
جناب جانکی آئین خراماں

وہ پوشاک معرق زینت دوش
عروس سبزہ ہوا ازخود فراموش

جبیں افشاں سی مثل گل زرافشاں
وہ گیسوے معنبر عنبر افشاں ہے

جبیں پر اک نئی خوبی کا ٹیکا ہے
انھیں کے سر تھا محبوبی کا ٹیکا ہے

عیاں بیندی سے شان سربلندی
برای مرغ دل چھپکا تھی بندی

جو لو اس کان کی لو سے لگائی
تجلی شمع ساں جھمکوں نے پائی

ادب سے محو سرگوشی کرنپھول ہے
کریں صدقہ جوانان چمن پھول

رہی بجلی ہمیشہ حلقہ در گوش
قمر ہو عالم بالا پہ زردپوش

گلو میں موتیوں کے ہار زیبا
معطر جامہ زرکار زیبا

نفیس و خوشنما چنپا کلی تھی
گل چنپا کو ہردم بے کلی تھی

درخشاں دست نازک میں انگوٹھی
کہ چاندنی چاند کی ہو جس سے جھوٹی

وہ پہونچی جس سے دل خلقت کا چھن جائے
تصور ہو جو دل پر نقش بنجائے

جلا بازو کو نورتن سے
دل پیر و جواں چھنتا تھا چھن سے

کڑے سختی سے گو دل کی کڑے تھے
مگر مثل حنا پاؤں پڑے تھے

حنا قدموں کا بوسہ کر کے بل لے
انگوٹھی زرگری سے دل کو چھل لے

بہ سج دھج تھی برائے چشم ظاہر
سراسر غرقۂ بحر جواہر

خراماں صورت باد بہاری
تصدق جس پہ کبک کوہساری

جلو میں ہمنشینان سخن ساز
خوش الحان خوش گلو خوشگو خوش آواز

ہر اک پوشاک رنگا رنگ پہنے
بصد چستی لباس تنگ پہنے

بسنتی جمپئی گلنار طوسی
مضامین کیا کوئی جوڑ ونکے جوڑے
جہان مین اُنکا جب جوڑا نیا یا
وہ ان کے اطلس زرتار کی صاف
لباس شبنمی سے ہوا اک افسوس
لگی چارون طرف موتی کی جھالر
اگر دیکھے کنارون کی کناری
برنگ برگ گل نازکبدن سب
بجسم نازگانے کے بہانے
کوئی بلبل کی صورت نغمہ زن تھی
کوئی دکھلا رہی تھی سرو کو چال
کوئی بے پر کی بلبل سے اُڑاتی
کوئی کرتی تھی نرگس سے اشارہ
مہک اُٹھا برنگ عطردان باغ
دکھائے قامت موزون نے کرشمے
جو شوخی سے کسی نے چار کی آنکھ
غرض محو تماشا چار سو تھین وہ
کسی کی رام و لچھمن پر پڑی آنکھ
نظر آیا جمال رام و لچھمن

کہ گل پھاڑے لباس نوعروسی
زیادہ جنس قدر لگھٹے وہ ٹھوٹے
فلک نے ہاتھ جوڑے سر جھکایا
قریب برگ گل معزی وہ سنجاف
بہار چادر گل پر پڑی اوس
اکہ خود عقد ثریا ہو نچھاور
تو ہو عیش و طرب سے ہمکناری
نگاہ ناز سے نظارہ زن سب
زبان پر لن ترانی سے ترانے
کوئی محو تماشائے چمن تھی
کوئی کرتی تھی دل سبزے کا پامال
صبا کو ناز سے رستہ بتاتی
دل سرو سہی کرتی دو پارہ
گل لالے نے کھائے داغ پر داغ
صنوبر رہ گیا مٹی مین گڑ کے
تو جھپکی نرگس بیمار کی آنکھ
میان بوستان مانند بو تھین
دُر دندان انور سے لڑی آنکھ
بندھا دل سے خیال رام لچھمن

گئی وہ نازنین فرطِ خوشی سے ۔ گذارش کی جناب جانکی سے
چمن مین ہین یہان دو طرفہ تر گل ۔ دلِ پیر و جوان جن پہ ہو بلبل
معنبر چین زلفِ پر شکن ہے ۔ خطا ہو گر کہین مشکِ ختن ہے
لبون پہ خندۂ دندان نما ہے ۔ قدم مین جلوۂ ظلِ ہما ہے
عجائب مصرعۂ قامت ہے یکتا ۔ کہ ہو شمشاد کو گلشن مین سکتا
لیے گوشے مین ہین تیر و کمان لیس ۔ لیے صیادی ہر مرغ جان لیس
کہا وہ کس طرف کو جلوہ گر ہین ۔ خرامان کس روش پر ہین کدھر ہین
غرض وہ ماہ لیکر ہاتھ مین ہاتھ ۔ بصد حسنِ تجمل لے گئی ساتھ
دہان دریدہ وہ شاخِ گلِ تر ۔ دکھایا جلوۂ روئے منوّر
ہوئے دونون جو سرگرمِ نظارہ ۔ ملا ابرو کو جنبش کا اشارہ
خرامان ناز سے دونون وفا کیش ۔ کبھی دہنے کبھی بائین کبھی پیش
کبھی بڑھکر کبھی رک رک کے دیکھا ۔ نگاہِ شوق سے جھک جھک کے دیکھا
کبھی اوجھل کبھی ظاہر کبھی دور ۔ مے دیدار سے سرشار و مخمور
کبھی آنچل پلٹ کر منہ پہ ڈالا ۔ الٹ کر زلفِ مشکین کو سنبھالا
کبھی فرطِ طرب سے مسکرائین ۔ لجائین شرم سے آنکھین چرائین
جو دیکھی جنبشِ ابرو سے خمدار ۔ تو جنبش ہو گئی اک امرِ دشوار
ادھر سکتے مین دل مصراعِ قد پر ۔ ادھر مضمونِ گیسو کا تصور
ہوا اسکنا نظر آئی جو صورت ۔ کہ بجیس ہو گئین پتھر کی مورت
گئی تھین وان لیے کارِ پرستش ۔ ہوئین اب خود سزاوارِ پرستش

سری لچھمن نے کی نطق گہربار
چمن مین کون یہ نازک بدن ہے
ہوئے تب درفشان ہنسکر سری رام
جہان مین جسکی شادی کی خبر ہے
اُدھر سیتا بمشکل تھام کر دل
بصد آدابِ ادب وہ پیکرِ ناز ٭
جلا کر دھوپ نیوید آرتی کی
شوالے مین وہ تھین گو جلوہ آرا
جبین پر آشکارا عشق کا طور
سرِ مورت پہ ہارِ گل جو ڈالا ٭
یہ صورت بیخودی نے جب دکھائی
سری سیتا نے ہو کر دل شکستہ
کہ اے دانندۂ رازِ نہانی
نمایان ہو جو ہے دل مین مری بات
کہا مورت نے لے سرمایۂ ہوش
قبول عرض سے وہ پاکدامان
ادھر دونون جنابِ رام و لچھمن

کہ اے بخشندۂ جرمِ گنہگار
کمالِ شوق سے نظارہ زن ہے
کہ ہے شاید وہی یہ نازک اندام
شکستِ قوس پر کل منحصر ہے
گئین مندر مین دیبی کے مقابل ٭
ہوئین محوِ پرستش حسبِ انداز
بجا لائین پرستش بھگوتی کی
مگر پھر پھر کے کرتی تھین نظارہ
نظر مورت کی جانب دل کہین اور
گرا فرشِ زمین پر چھٹ کے مالا
تو مورت سے تامل مسکرائی
دعا مانگی ادب سے دست بستہ
کرو مجھ پر نگاہِ مہربانی ٭
کہ دریائے کرم ہے آپ کی ذات
رہو تم شاد مطلب سے ہمدوش
سوئے دولتسرا آئین خرامان
ہوئے خیمے مین آکر جلوہ افگن

تشریف لانا سری رامچندر اور لچھمن جی کا دھنش جگ مین اور جمع ہونا سب دیوتون کا اور نہ ٹوٹنا کمان کا کسی شخص سے باوجود زور متواتر کے اور ٹوٹنا راجہ رامچندر کے ہاتھ سے اور آنا پرسرام جی کا برہم اور خشم آلودہ ہو کر اور گفتگو ہونا سری رامچندر اور لچھمن سے

رہین وردِ زبان نام سری پت	اجودھیا پت سیا پت جانکی پت
جو نکلا آفتاب عالم آرا	عروس صبح کا چمکا ستارا
بہار نو ہوئی رنگِ شفق سے	تو نوشاہِ فلک نکلا اُفق سے
ہوا یعنے ظہور جلوۂ روز	اُٹھا بستر سے سلطانِ دل افروز
بجاہ و شوکت و شان و مباہی	ہوا زینت فزائے تخت شاہی
فلک داب ادب سے سر پہ گھوما	زمین نے پایۂ خدمت کو چوما
وزیر و منشی و دیوان و ناظر	ہوئے سب بہر تسلیمات حاضر
جھکے افسر حضورِ پایۂ تخت	کہ مانند ہوا تھا سایۂ بخت
ہوا شاہِ جنک پھر یون گہر ریز	کہ ہو تیاری بزم طرب خیز

بپا ہو محفل عام و خاص جگت
کرو حاضر سرانجام و خاص جگ

ہوا نازل جو ارشاد گرامی
ہوئے محو تکلف اہتمامی

بچھایا اس روش سے نور کا فرش
کہ میلی تھی سراسر چادر عرش

بچھی جاجم عجائب حسب دلخواہ
فدا تھی چاندنی پر چادر ماہ

عجب زیبائش فرش زری تھی
فلک کو حسرت جامہ دری تھی

بچھایا درمیان بزم اقدس
حریر و پرنیان کمخواب و اطلس

وہ فرش جاجم و زربفت و سنجاب
کہ جھپکے آسمان پر چشم مہتاب

کہیں جب ہم سر جاجم نہ پایا
فلک نے آنکھ کا پردہ بچھایا

درون میں پردۂ زرکار زیبا
حجاب اطلس و کمخواب و دیبا

جبین فرش تھی چین سے معرا
غبار گرد کلفت سے مبرا

وہ مسند تکیہ گاہ اہل محفل
پھسلتی تھی نگاہ اہل محفل

تماشائی ہوئے آ کر جز و کل
ہر اک سو آمد آمد کا مچا غل

شہنشاہان با توقیر آئے
سپہدار و وزیر و میر آئے

رئیس و تاجر و خوش باش و چاکر
ہوئے داخل فرا محفل میں آ کر

شہنشہ نے براہ آشنائی
ادا کی سب کی رسم پیشوائی

بغلگیری ادا فرما کے سب سے
بٹھایا لا کے آئین ادب سے

برائے عام تھی بزم طرب خاص
برابر تھا ہر اک سے لطف و اخلاص

دلوں سے تھا خیال غم فراموش
ہر اک تھا شاد عشرت سے ہمدوش

مہامن اور جناب لچھمن و رام
ہوئے پھر بانیِ محفل سبک گام

قریب آئے جو وہ زینت وہ عرش
شہنشہ نے لیا آکر لب فرش

بصد لطف تکلم ساتھ لایا ہے
قدم پر گر کے ہاتھوں ہاتھ لایا

ملاست سے براہ پاکبازی ہے
دکھایا شیوۂ مہمان نوازی

جبین پر چشم پر سر پر بٹھالا
ہر اک کو کرسی زر پہ بٹھالا

بہ زیب رونق انس محفل مین آئے
وہ نور آسا نگاہ و دل مین آئے

ہوئی وہ سرزمین ہمپایہ عرش
ہوا روشن برنگ کہکشان فرش

جو رخسار مقدس پر نظر کی
تو آنکھین کھل گئین شمس و قمر کی

جو باطن مین تھی وان حضار محفل
پھڑک اُٹھے مثال دیدۂ دل

ہر اک کو اسطرح آئے نظر وہ
کہ خود ہر رنگ مین تھی جلوہ گر وہ

کوئی سر حلقہ و سردار سمجھا ہے
کوئی مردم کوئی اوتار سمجھا

کھلی اہل نظر کی چشم ادراک
کہ تھی کحل الجواہر پاؤن کی خاک

مبصر چشم دل کا نور سمجھے ہے
قریب دل دوئی سے دور سمجھے

نگاہ بزدلان مین ضیغم نر تھے
بچشم بزدلان مرد دلاور تھے

جنھین تھا حوصلہ جنگ و جدل کا
وہ سرکش کھا گئے دھوکا اجل کا

کسی کو نور قدرت کا گمان تھا
کسی دل کو نشان بے نشان تھا

سپہداران و شاہان زبردست
ہر اک تھا اپنے اپنے دھیان مین مست

شہنشہ آکے محفل مین پکارا
کہ اے خیل جوانان صف آرا

تونگر ہو غنی ہو یا گدا ہو
رئیس شہر ہو فرمان روا ہو

دھنک توڑے وہ ہو ہیبتا کے قابل
مثال آئینہ ٹھہرے مقابل

جسے جوشِ شجاعت ہو وہ آئے — کمان کو توڑ کر طاقت دکھائے
مجھے یہ امتحان مدِنظر ہے — نہین فرق اس سخن مین بال بھر ہے
سُنا جب یہ تو سب کو آگیا جوش — سنبھل بیٹھے جوانانِ زرہ پوش
اُٹھا ہر اک براہِ کج ادائی — کمان پر سب نے کی زور آزمائی
ہر ایک پر پیچ و خم گیسو کی صورت — نہ جنبش دے سکے ابرو کی صورت
کمر کس کس کے سر محفل مین ٹیکا — گرے فرشِ زمین پر کھا کے جھٹکا
گرے سر سے کیے جب پیچ پر پیچ — وہ جیغہ طرہ و دستار و سر پیچ
خجالت جب سرِ محفل یہ پائی — تو مانندِ کمان گردن جھکائی
بکثرت کسر مین گر گر کے لپکے — گرے خرمن پہ برق آسا تڑپ کے
چڑھا کر آستین کرنے لگے زور — فغان لب پر بہ رنگِ قلزم شور
کمان مطلق ہوئی لیکن نہ خم وہ — نہ سر کی صورت ثابت قدم وہ
کیا پھر مشورہ آپس مین یکبار — کہ توڑین مل کے سب شاہانِ جرار
جو چل جائے کمان پر بات اپنی — تو ہو بالا جہان مین بات اپنی
کمان کے توڑنے مین گو کہ شک ہے — ٹلے گر آبرو جائے ہتک سے
خطا کچھ ہو نہ بختِ ناتوان سے — نہ سبکی ہو کہین قوسِ گران سے
یہ سنکر دس ہزار اُٹھے کماندار — جھکے قوسِ گران پر مل کے یکبار
گرے جھٹکے سے خود فرشِ زمین پر — عرق تھا عارض و چشم و جبین پر
اُٹھے کیونکر وہ قوسِ آسمان رنگ — کہ سنگ اُسکی گرانی کا تھا پاسنگ
وہ شیو کے دستِ اقدس کی کمان تھی — طویل و سخت و سنگین و گران تھی

کسی جاگہ مین وہ شیو کی بددعا سے
گری تھی اُڑکے وان اوجِ ہوا سے

برنگِ کوہ سخت آکر پڑی تھی
کمان وہ سقفِ گردون کی کڑی تھی

شہِ راون نے آکر غائبانہ
کیا زور اُس کمان پر غائبانہ

سراسر سست دیا بازو کیے شل
نہ ہرگز عقدۂ لاحل ہوا حل

ہوا از بس پشیمان وہ جفا کوش
تو بھاگا کشورِ لنکا کو خاموش

شہِ عالم مخاطب ہو کے سب سے
پکارے بزم مین جوشِ غضب سے

اکڑ کر بل دکھانا رایگان ہے
یہ محفل مین نشانِ کسرِ شان ہے

کہان جاتا رہا سب جوشِ مردی
جو ہو پروردۂ آغوشِ مردی

اگر تم تند خو مثلِ صبا ہو
چلو بس ہو چکی محفل ہوا ہو

سمجھکر کیا ادھر تشریف لائے
برنگِ تیغ کیا جوہر دکھائے

فروغِ حسن پر مغرور ہو تم
چراغِ صبح ساں کافور ہو تم

سُنا جب یہ تو سینون مین اُٹھا درد
ہوئے چہرے برنگِ زعفران زرد

سری لچھمن اُٹھے جوشِ غضب سے
سری رگھناتھ سے پوچھا ادب سے

بدولت آپکے حاصل ہے وہ زور
کہ ہے جسکا میانِ بحر و بر شور

پئے تسلیم ہے پشتِ جہان خم
ہلال آسا ہے قوسِ آسمان خم

اگر ہو مرضیِ اقدس تو جاؤن
جہان کو جلوۂ قدرت دکھاؤن

کمان کو توڑ کر پھینکون فلک پر
چڑھے لرزہ تنِ جن و ملک پر

سرِ ناخن پہ از راہِ صفائی
اُٹھا لون صورتِ رنگِ حنائی

جنابِ رام نے ہنسکر قضارا
دکھایا اپنے ابرو کا اشارا

دیے بوسے لب و چشم و جبین پر
میان گوشۂ پہلو دل آسا
ہوئے از بس خجل سردار محفل
بہامن نے کمال نرمی سے
اُٹھو اب باعث تاخیر کیا ہے
دھنک توڑ و کرو سیتا کو بشاش
قدم چھو کر اُٹھے رگھبر جو صف سے
قریب قوس جب پہونچے سریرام
دھنک کو توڑ کر پھینکا زمین پر
ہوے آثار محشر مچ گیا شور
درندے چھپ گئے سب جی چھپا کر
پرندے دن کے اُڑے ہاتھونکے طوطے
رُخ خورشید پر زردی سی چھائی
یقین تھا تختۂ گردون پلٹ جائے
بدن مین دیوتا پھولے جزو کل
پھڑک اُٹھے جنک سیتا ہوئین شاد
بہمراہ جلیسان حسب آئین
لباس نو عروسی زینت بر
پہنے نے یہ زیور پر جلا کی

رُخ شفاف پر ابرو کی چین پر
تماشا لطف سے دیکر دلاسا
پشیمان ہو گئے حضار محفل
یہ فرمایا سری رگھناتھ جی سے
خوشی صورت تصویر کیا ہے
خوشی سے پردۂ قدرت کرد فاش
کھلی چشم تحیر ہر طرف سے
قدم نے دامن عنبر لیا تھام
اندھیرا چھا گیا عرش برین پر
چھپے گوشون مین مرغ و ماہی و مور
پرندے اُڑ گئے اوج ہوا پر
یکایک چونک اُٹھے دریا کے سوتے
قمر کے منھ پہ اڑتی تھی ہوائی
زمین شق ہو قمر دہشت سے گھٹ جائے
تو کی اوج ہوا سے بارش گل
خوشی سے خانۂ خاطر تھے آباد
جناب جانکی محفل مین آئین
بسا عطر و گلاب و مشک و عنبر
ہوئی بو موتیون مین موتیا کی

مکٹ سر پر نشانِ ارجمندی
عیاں ماتھے سے شانِ سربلندی

جنابِ رام کے قرب آگئے فی الحال
بچھا دی پھول کر پھولونکی جیمال

ہوئے شادان دلِ ناشاد ہر سو
مچا شورِ مبارک باد ہر سو

سپہدارون نے جب دیکھا یہ عالم
غزال آسا چمن سے کر گئے رم

براہِ سرکشی دو چار بولے
اکڑ کر یون سرِ دربار بولے

نہین اندیشہ گر توڑا دھنش خیر
سیا لیجائین گے دیکھینگے تب سیر

کرینگے لڑکے ان کو دل شکستہ
سیا کو لے کے بتلا دینگے رستہ

دھنک کا ہو گیا مضمون سب انجام
بگوشِ دل سُنو ذکرِ پرسرام

کوئی اقلیم ہندستان مین بن تھا
شگفتہ سربسر مثلِ چمن تھا

پرسرام اُس مین کرتے تھے عبادت
عیان چہرے سے آثارِ سعادت

صف افگن صف شکن صفدر صف آرا
شجاعت لوحِ رُخ سے آشکارا

پئے حفظِ خلائق کا رکن تھے
چراغ خانۂ جمدگن مُن تھے

برائے قتلِ شاہانِ ستمگار
ہوا تھا جلوہ گر نورِ نرنکار

برہمن زادہ و سرمایۂ ہوش
پئے عالم عطا پاش و خطا پوش

بنائے بخشش و سرمایۂ نور
عیان نورِ قدم سے سایۂ نور

شجاعت سے زمین سربار یا کی
گرخیلِ برہمن کو عطا کی

وہی پیش از ظہورِ جلوۂ رام
میانِ بحر و بر کرتے تھے آرام

کمان سیو کے ٹوٹنے کا جب سنا غل
چلے جوشِ غضب سے بے تأمل

خروشان آئے اُس بزمِ کمان مین
پڑا لرزہ زمین و آسمان مین

نگاہ و چشم کا دیکھا جو یہ رنگ
چھپے اہل نظر گوشون مین دلتنگ

ہر اک کا ہاتھ سے جاتا رہا ہوش
ہوئے تو سکتے مین شاہان زرہ پوش

ہر اک مثلِ صنوبر یا یہ گلِ تھا
نہ پہلو مین جگر سینے مین دل تھا

میانِ دیدہ اشک آسا تھمے تھے
برنگِ نقش پائے حس جمے تھے

جو برق آسا تبر محفل مین چمکا
قدم ٹھہرا نہ اک ثابت قدم کا

ہوئے سکتے کے عالم مین صف افگن
نہ تھا مطلق جو اس جامۂ تن

متاعِ ہوش تھا شاہون کا تاراج
کہین جیغہ کہین کلغی کہین تاج

چھپے گوشون مین جا کر اہل توقیر
عدو چلا کے بھاگے صورتِ تیر

گریزان ہو گئے کچھ ہو کے بیدم
ہوئے کچھ سہم کر شکلِ کمان خم

وہ شیر افگن جو حاضر تھے شہنشاہ
وہ بھاگے دم دبا کر مثلِ روباہ

پرسرام آ کے یون بولے غضب سے
خطا سرزد ہوئی کس کی ادب سے

سدا شیو کی کمان جس نے کہ توڑی
سزا جو کچھ مین دون اسکو وہ تھوڑی

مناسب ہے وہ محفل سے نکل آئے
عبث حضارِ محفل پر خلل آئے

صفِ شاہان سے اٹھ کر یک طرف ہو
وہی تیرِ صعوبت کا ہدف ہو

کہا شاہ جنک سے اے جفا کار
کیا کیا فتنۂ محشر نمودار

ترا نابود تخت و تاج کر دون
جنک پر کو ابھی تاراج کر دون

مناسب ہے یہی اے فتنہ ایجاد
مٹا دون سلطنت کی بیخ بنیاد

اگر دشمن مرا محفل سے نکلے
غبار آسا دل بے دل سے نکلے

جو بسوامتر نے دیکھی یہ تقریر
برنگ دل ہوئے آ کر بغلگیر

کہا خیر اب کوئی طرزِ عطا ہو
کہ تم بخشندۂ جرم و خطا ہو

کہا یسادہ افسون ساز ہے کون
کمان توڑے وہ تیر اندازہی کون

مجھے یہ فتنہ منظورِ نظر ہے
تبر میرا ہے اُس سرکش کا سر ہے

سنے جب یہ کلامِ ہیبت انجام
ہوئے حاضر جنابِ لچھمن و رام

گذارش کی ادب سے اے نکوکار
نہین شاہ جنک اسکا خطاوار

خدا کی صاحبِ تقصیر ہون مین
بلاشک واجب التعزیر ہون مین

مجھے جو چاہیے کہیے مہاراج
کہ ظلِ دامنِ دولت مین ہون آج

سری لچھمن نے فرمایا عجب ہے
شکستِ قوس پر جوشِ غضب ہے

جنک کا پاس رکھنا تھا جی کا
نہین جرم آئین دونون سے کسی کا

زبس قوسِ کہن تھی زنگ خوردہ
پڑی تھی صورتِ بسمل فسردہ

کھچے تھے خود بخود گوشے کمان کے
جدا تھے بند بند اس ناتوان کے

جناب رام نے سہواً چھوئی قوس
کشیدہ صورتِ ابرو ہوئی قوس

نچی بارِ نقاہت سے جو ٹوٹی
اگر پیچ لپچھیے سستی یہ چھوٹی

گران تھی زندگی سینے مین تھا جوش
ہوئی اب ناتوانی سے سبکدوش

نہین ثابت ہے جرم آئین کسی کا
بہانہ ہو گیا رکھنا تھا جی کا

مقامِ حیرت و جائے عجب ہے
عتابِ بےسبب کا کیا سبب ہے

رہا ایامِ طفلی مین یہ عالم
کمانین بارہا توڑا کیے ہم

نہ یون لیکن کبھی برہم ہوئے آپ
نہ ہرگز ہمکنارِ غم ہوئے آپ

زیادہ قوتِ آئین اگر تھی
سوا اسکے آپ کو مدنظر تھی

بصد جوشِ غضب بولے پرسرام
بڑے کو کچھ ادب مدِ نظر ہے
بظاہر خوشنما باطن مین ہے قہر
اکڑ کر بات مین لیتا ہے بل کی
متاعِ زندگانی ہو جو درکار
جنک اسکو ہٹا لیجاؤ یان سے
کہا لچھمن نے اے پیرِ خردمند
یہان آنکھون سے گویا دور ہو جائے
کہا دیکھو وہ پھر گرمِ سخن ہے
نہایت بے ادب ہے طفلِ گمراہ
مجھے سیدھا برہمن جانتا ہے
تبر وہ ہے کہ جس نے سر تراشے
مٹا کر راجپوتانِ اہلِ کین کو
کیے رہ پیچ و خم سے داؤ کے ہاتھ
زمین کو یک صد و یکبار جیتا
نہین معلوم کیا اے شوخ پُرفن
کہا لچھمن نے سب طاقت عیان ہے
شجاعت ہے جہان مین آشکارا
شجاعت چینِ ابرو سے عیان ہے

کہ ہین برگشتہ اِن دونون کے ایام
مگر چھوٹا بناسے شور و شر ہے
سپوتے زرمین ہو جس طرح سو زہر
مگر خواہش ہے پیکانِ اجل کی
نظر سے دور ہو جائے گنہگار ہے
یہ عاجز ہے متاعِ جسم و جان سے
بس اب آپ اپنی آنکھین کیجیے بند
سحر مثلِ شبِ دیجور ہو جائے
ابھی تک ہر ادا مین بانکپن ہے
نہین شاید مری طاقت سے آگاہ
تبر مطلق نہین پہچانتا ہے
عقابِ موت کے شہپر تراشے
کیا صاف اِس نے دامانِ زمین کو
تراشے بہ سہسرا باہُ کے ہاتھ
نہ چھوڑا کوئی بدکردار جیتا
کہ نسلِ چھتری کا ہون مین دشمن
نہین کچھ احتیاج داستان ہے
کہ خود نادر کو لے تقصیر مارا
دلیری تندیِ خو سے عیان ہے

به آن مشک است وصفِ خود بویہ
مگر برعکس او عطار گویدہ

ہوا ثابت زبانی سے فقط بل
جو گرجین گے وہ کیا برسینگے بادل

سُنے جب یہ کلام عبث انجام
تو خورشیدِ غضب آیا لبِ بام

تبر بجلی سا چمکا یا کڑک کے
کہا یون صورتِ آتش بھڑک کے

جینک اسکی نگاہِ شر تو دیکھو
جبین پر چین ہے تیور تو دیکھو

بہت کی درگذر مین نے پر افسوس
جدا ہوتا ہے دم بھر مین سر افسوس

مری ہرگز نہین ثابت ہے تقصیر
قضا نے اسکی طوق آسا گلو گیر

اِسے خود خواہشِ جامِ اجل ہے
سخن گویا یہ پیغامِ اجل ہے

مروت سے ہے نہین مجکو کسی کی
فقط خاطر ہے بسوامتر جی کی

انھین کبھی ہے طریقِ مکر و فن یاد
کیا خوب اپنے شاگردون کو استاد

عجب ہے انکی تعلیمِ ادب ہو
بشر وہ باعثِ رنج و تعب ہو

مبدل صورتِ آہن نہو جائے
ملے پارس سے پر کندن نہو جائے

سری پچھمن قضا را مسکرائے
پرسرام اور بھی غصہ مین آگئے

کہا ابتک وہی بل ہے وہی بات
وہی چتون وہی تیور وہی گھات

مجھے در پردہ ہنستا ہے یہ گستاخ
قلم سر اُسکا ہوگا صورتِ شاخ

بڑھاتا ہے یہ اک جوشِ تعب اور
سوا ہوتا ہے رہ رہکر غضب اور

جنابِ رام سے بولے کہ اے رام
برادر ہے تمھارا سخت ناکام

شریرِ بے ادب سرکش ہے بھائی
مگر یہ کالۂ آتش ہے بھائی

اشارہ آنکھ سے پا کر تمھارا
ہوا اُس کو سخن گوئی کا یارا

تمھاری ذات سے سارا یہ شر ہے — یقین مجھکو یہ نقش کالحجر ہے
کہا رگھناتھ نے ابھی خرد سے ہے — خطا لچھمن کی مجھ پر شد و مد سے ہے
کرے سے کوئی ہو سکتا نہین گرم — کہ آہن شعلۂ آتش سے ہو نرم
سہ نو کج او اگر دولن یہ جب سے — نہین گنجایش راس و ذنب سے
مہاراج اب عنایت کی نظر ہو — برادر کی خطا سے در گذر ہو
برہمن آپ ہین اے صاحب جود — پرستش سے ہین حاصل ہر بہبود
سنا جب یہ تو سب جاتا رہا ہوش — کھلے مثل ستارہ دیدۂ ہوش
نظر آیا جمال قدرت خاص — بڑھا سینہ مین جوش لطف و اخلاص
کمان اپنی عطا فرما کے بولے — براہ راستی شرما کے بولے
جھکے گر یہ تو مشکل رفع تنک ہو — ترد صفحۂ خاطر سے حک ہو
کمان سمٹی وہ مثل چین بستر — کھچا رود وہ برنگ تار مسطر
ہوا ثابت کہ ہے نور نرنکار — عیان ہے پردۂ عالم مین اوتار
بڑھی الفت گھٹا جوش غضب وہ — قدم چھو کر ہوئے رخصت طلب وہ
تن شاہ جنک مین آ گئی جان — ہوئی مشکل ہوا خواہون کی آسان
برنگ غنچہ دل پھولا بغل مین — سری سیتا ہوئین داخل محل مین
شہنشاہون کے رنگ رخ اڑے فق — کلیجے خنجر غم سے ہوئے شق
جو دیکھی محفل برخاستہ وہ — اٹھے محفل سے دل برداشتہ وہ
مہامن اور جناب لچھمن و رام — گئے خیمے کو باصد عزت و اکرام

نامہ لکھنا راجہ جنک کا راجہ دسرت کو بشعر الفائے شرط شکستگی کمان و بشارت تقرر شادی بسر عنوان

سری رگھبر بہم ہو یاری بخت
برنگ باغ ہے کاغذ زر افشان
شہنشاہِ جنک نے ہو کے مسرور
کہا تیار ہی بزمِ طرب ہو
جو ہون آکر شریکِ میہمانی
بنوک خامۂ عنبر شمامہ
کہ اے سر حلقۂ شاہان عالم
سپہر ارجمندی دانش آگاہ
مہاراج الدھراج آسایشِ خلق
تمھین وہ شوکتِ شاہی بہم ہے
اگر گرمی پہ ہو تیغ شرر بار
وہ ہو ابر تبر سے بارشِ خون
مجھے اک عہد منظور نظر تھا
سداشیو کا دھنش توڑے جو دیجاہ
خلائق بھر کے پردہ اٹھانے ہوئے جمع

کرون مین طے سخن کی منزل سخت
قلم ہے صورت طاؤس رقصان
بلاکے جملہ سرداران مشہور
دیا جلسۂ شاہانہ سب ہو
کرو تم حشم و سگر قدردانی
بدین مضمون لکھا دسرت کو نامہ
کرم بخش جہان و جان عالم
فلک حشمت فلک شوکت فلک جاہ
بنائے بخشش و زیبایش خلق
کہ پشت آسمان طاعت کو خم ہے
تو ہو ہنگامۂ محشر نمودار
پکارے الامان جلاد گردون
جو لوح دل پہ نقش کا لچھمن تھا
کرون دختر کی شادی حسبِ دلخواہ
پتنگے اڑکے آپہونچے پے شمع

ہجوم جملہ شاہان سرافراز
ہوا یان شرکت محفل مین ممتاز

ہر اک آنے کی مقدار آزمائی
سر مو تو کسی جنبش نہ پائی

ہوا مطلب نہ کچھ جب شور و شر سے
گرے مردم سب اشک آسا نظر سے

لئے دیدار لطف محفل عام
ہوئے یان جلوہ افگن لچھمن و رام

اشارہ پا کے بسوامترجی سے
دکھائی قدرت اک فرط خوشی سے

کہ یعنی رام نے توڑا کمان کو
ہوئی جنبش زمین و آسمان کو

مجھے شادی رقیبون کو ہوا غم
رہا ثابت مرا عہد مصمم

بہم ہے جملہ سامان طرب ناک
فقط ہے انتظار مقدم پاک

مع خیل و خدم تشریف لاؤ
بہار جلوۂ درشن دکھاؤ

مین ہون اک بندۂ ارکان دولت
بدل وابستۂ دامان دولت

ملے مجکو رسوخ ارجمندی
بہم ہو خاک پا سے سربلندی

تمنا ہے مری مقبول ہو عرض
کہ ہے انجام شادی واجب و فرض

بطرز مختصر مضمون خط ہے
تامل آمد آمد کا فقط ہے

برائے حاصل گنج مقاصد
چلا سوئے اودھ خط لیکے قاصد

اڑا وہ تیز رو مانند صرصر
دکھایا جلوۂ بال کبوتر

شہنشہ نے خبر سنکر بلایا
میان بزم سلطانی بٹھایا

پڑھا جب نامۂ سلطان عادل
منور ہو گیا کاشانۂ دل

ہوئی روح روان کو تن مین تنگی
خوشی سے تن کو پیراہن مین تنگی

بلکھو ارکان شاہی کو بلایا
خط شادی سر محفل سنایا

دعا دی ہو کے خوش دسرت نے
کہا لفظ مبارکباد سب نے

دیا قاصد کو دسرت نے خلعتِ زر
عقیق و نیلم و الماس و گوہر

جوابِ نامہ دیکر حسبِ دستور
کیا رخصت وہان سے شاد و مسرور

راجہ دسرت کا مع سامان برات جنکپور مین آنا اور چارون بیٹون کا بخوشی تمام بیاہ کرکے ملک اودھ مین پھر جانا

رہے ہر دم خیالِ جانکی ناتھ
تصور مین لگے خاکِ قدم ہاتھ

رواں لے توسنِ فکرِ رسا ہو
کہ میدانِ مضامین زیر پا ہو

رقم وہ لفظ نو ایجاد ہو جائین
انھین آنکھون سے سب کے صاد ہو جائین

وہ درج اسمین ہون مضمونِ حمیدہ
کہ پھڑکین ناظرین مانند دیدہ

بہارِ جاودان آئی چمن مین
نہ گل پھولے سمائے پیرہن مین

دُرِ شبنم کا تن پر سج کے گہنا
لباسِ ارغوانی گل نے پہنا

لیے عطرِ حنا سے جامۂ گل
معنبر تھی سراسر زلفِ سنبل

عروسِ سبزہ کی دیکھی جو پاکی
فلک نے چادرِ شبنم عطا کی

چٹکنا غنچۂ رعنا گئے بھول
چمن مین کھل کھلائے پھولکر پھول

ہر اک جانب بہارِ جانفزا تھی
خرامِ ناز مین بادِ صبا تھی

زمین سے آسمان تک تھی مچی دھوم
نہ تھا باغِ جہان مین کوئی مغموم

فراخی تھی دلِ چرخِ کہن مین
گئی تنگی حسینون کے دہن مین

بحکم شہ منادی نے ندا کی ۔ کہ ہے یہ موسم ہنگام شادی
بجوشِ دل ہر اک محو طرب ہو ۔ عروسِ خرمی سے لب بہ لب ہو
سرانجامِ طرب ہو جس کو درکار ۔ وہ ہو ارکان دولت سے طلبگار
رعیت نے پئے تعمیل احکام ۔ بپا کی بے تامل عشرت عام
بہ آئین بہین دارجمندی ۔ میانِ شہر کی آئینہ بندی
در و بام در داق و طاق و روزن ۔ کیے رنگین برنگِ صحنِ گلشن
منقش سب مکان و شہر و بازار ۔ جہان تھا جنس عشرت کا خریدار
مکانون سے عیان شانِ لطافت ۔ دکانین رنگین کانِ لطافت
سجی چھت پردۂ دیوار گیری ۔ بہم ہر جا پہ سامانِ امیری
درون مین پردۂ سنجاب پر زر ۔ مثالِ پردۂ چشم منور ہے
خجل لطفِ نگارستان چین ہو ۔ خجالت سے حلب چین بر جبین ہو
جوان و پیر و معصوم و زن و مرد ۔ ہر اک تھا شاہد عشرت کا ہمدرد
پئے مہمانی ارباب دعوت ۔ بہم تھا ہر جگہ اسباب دعوت
جا بہ جا بجا تھا راگ کا رنگ ۔ بدل تھا مطرب پیر فلک تنگ
رباب و ارغنون چنگ و چغانہ ۔ وہ بربط عشرت افزائے زمانہ
کوئی مائل تھا گلگشت چمن پر ۔ کوئی راغب بہار انجمن پر
کسی کو دختر انگور کی تاک ۔ کسی کو دیدۂ مخمور کی تاک
کہین نغمہ ترنم اور کہین تان ۔ خوشی کی دھن کسی کو عیش کا دھیان
کسی کو فصل گل مین جوش مستی ۔ کوئی آمادۂ عشرت پرستی

کوئی پردہ نشین در پردہ ساز
بیان سوز کرتی تھی بصد ناز

غرض سب تھے اپنے دھیان مین مست
بموجب شعر استاد زبردست

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

لکھون گر سب بیان جشن معقول ہے
برائے عرض مطلب ہو گیا طول ہے

مگر ہے مختصر مین لطف دونا ہے
ز خرداری سخن مشتے نمونہ

گلستان جہان مین غنچۂ دل
شگفتہ ہو گئے مثل عنادل

شہنشہ نے برسم خسروانہ
کیئے چارون طرف قاصد روانہ

پیام الفت و اخلاص بھیجے
تحائف بہر خاص الخاص بھیجے

غریب و اہل زر کو مژدۂ عام
سرافرازون کو خط شاہون کو پیغام

کمال شوکت و جاہ و حشم سے
ہوئے سب جلوہ گر خیل و خدم سے

بچشم و سر چلے سن سن کے پیغام
ہوا ملک اودھ مین مجمع عام

شہنشہ نے براہ سرفرازی
دکھایا شیوۂ مہمان نوازی

کسی کو دیدۂ سر پر بٹھالا
کسی کو مسند زر پر بٹھالا ہے

کیئے دست کرم سے گنج تقسیم
کسی کو زر کسی کو گوہر و سیم

بروز احسن و وقت ہمایون
چلا سلطان برنگ سیل جیحون

روان تھے صورت بحر روان تخت
طلائی نقرئی گوہر فشان تخت

سراسر خوشۂ یاقوت و الماس
گلون کی نقرئی پھولونمین بو باس

عجائب تخت تیلی کے وہ دلکش
کہ پتلی چشم مردم کی ہوئی غش

وہ آرائش تھی اک آرائش شہر
وہ بالا جس سے تھی زیبائش شہر

کھلا تھا منزلوں تک تختۂ باغ | فلک کو عالمِ حسرت سے تھا داغ
سوارانِ دلاور گرز بر دوش | پیادے برق رفتار و زرہ پوش
سجے فرطِ طرب سے تن پہ ہتھیار | معزّز طرۂ و سرپیچ و دستار
فرس سرمایۂ چابکتری تھے | صبا چلنے میں اڑنے میں پری تھے
تڑپ میں برقِ تاباں سے نہ تھا فرق | سراپا بحرِ زرق و برق میں غرق
سواری جب چلی شاہِ جہاں کی | ادب سے جھک گئی پشت آسمان کی
بجاہ و حشمت و شانِ تجمل | جلو میں جملہ شاہانِ جز و کل کے
بھرت اور سترہن با خوشنمائی | سوارِ فیل ہو دونوں بھائی
نظر آیا جو یہ سامانِ شادی | خوشی سے پیرِ گردوں نے دعا دی
ہمیشہ در جہاں باشی با اقبال | جوان بخت و جوان دولت جوان سال
ہجوم جملہ خلقت فرحت اندوز | بشستہ اک رتھ پر اپنے جلوہ افروز
چلا سب لشکرِ شاہی بصد جاہ | رواں منزل بمنزل صورتِ ماہ
برات آئی جو نزدیک جنک پور | ہوا شاہِ جنک بشاش و مسرور
رئیس و جملہ سردارانِ نامی کے | ہوا خواہ و مشیر و اہتمامی
وزیر و مرشد و دانا ستانند | امیر و اہلکارانِ خردمند
سبھوں کو بہرِ استقبال بھیجا | بجاہ و حشمت و اجلال بھیجا
ہوئی جب آمد آمد شہرۂ عام | ملے جا کر جنابِ لچھمن و رام
جھکایا سر کو آئینِ ادب سے | ملے درجہ بدرجہ جا کے سب سے
نگہ نے پایا نسخۂ نور | پھڑک اٹھا بہ تابِ چشمِ مخمور

دلہے بوسے زنخدان و جبین پر
لب و رخسار اور گیسو کی جبین پر

سنگار کرشمہ نے خوش رفتار رہوار
کیا بس جیت و چابک انکو اسوار

فرس تھے یا شمیم روح پرور
نسیم صبح یا بوئے گل تر

چھلاوہ تھے پری تھے یا ہوا تھے
فرس کہنے کو پر کیا جانے کیا تھے

ملے رستے مین بسوامتر جاکر
نوشہ نے ڈنڈوت کی سر جھکا کر

سر تخت روان پر لا بٹھالا
کیا رتبہ سرافرازون سے بالا

خبر جس دم ہوئی آوازۂ گوش
کہ آئے جملہ شاہان زرہ پوش

عزیز و اقربا کو لے کے ہمراہ
جنک نے پیشوائی کی بصد جاہ

برات آئی در شاہ جہان پر
تجلی تھی زمین و آسمان پر

ہوا ایسا فروغ شمع کا نور
کہ فانوس فلک تھی جس سے بے نور

ہزارون نیچ تاشے جلوہ آرا
کھلا تھا باغ عالم مین ہزارا

جھلکتی تھی وہان چشم حسد گل
فلک پہ مشعل خورشید تھی گل

چھٹین جب چرخیان گھبرا گیا چرخ
پہ رنگ چرخ چکر کھا گیا چرخ

رخ خورشید پر زردی سی چھائی
اڑی مہتاب کے منہ پر ہوائی

پشیمان ہو گئے سیارۂ چرخ
دھوئین سے بھر گیا غبارۂ چرخ

گلون سے تھی بہار لالہ ہر سو
دوان تھے شعلۂ جوالہ ہر سو

نظر آئے جو نخل سرو مین پھول
فلک گلزار انجم کو گیا بھول

جنک نے رسم دروازہ ادا کی
دلون کو فرحت تازہ عطا کی

میان رقبۂ شہر جنک پور
مکان اک تھا قریب مطلع نور

اُسی مین مہمانون کو آتا رائے
رہے وان حسبِ دستورِ سلف وہ
کیے حاضر جنک نے تحفۂ عام
ہزارون خوان حلواے معطّر
ہزارون لولیان صاحبِ ناز
لگین گت ناچنے وہ اہلِ دایرہ
جہان کو صحبتِ عشرت بہم تھی
وزیرِ شاہ نے فرطِ طرب سے
مبارک روزِ دل افروز ہے آج
گھڑی اچھی لگن اچھی دن اچھا
عروجِ آفتابِ برتری ہے
سُنی جب یہ نویدِ روح پرور
ہوئے سب برمحل داخل محل مین
ہوا چرچا یہ خیلِ دیوتا مین
بشر بن بن کے آئے بہرِ تماشا
بریخ و لیشن و سنکادو ہا دیو
اگن تھے اندر تھے جم تھے برن تھی
وہ کنر جچھہ گندھرپ اپسرا سب
عطارد مشتری مریخ و زہرہ

ہوئے شاہان نامی جلوہ آرا
ہوا گھر غیرتِ برجِ شرف وہ
لذیذ و دلپسند و پختہ و خام
نفیس و خوشگوار و روح پرور
ہوئین محو ترنم حسبِ انداز
کہ زہرہ غش ہوئی اوجِ سما پر
بیے عاشق مگر ہر تال سم تھی
وہ عادسرت کو دی آکر ادب سے
ادا سے رسم کھا نور سے مہاراج
تھی اچھی ساعت اچھی ہی چھین اچھا
قرانِ ماہتاب و مشتری ہے
براتی آئے سب قصرِ جنک پر
گئے سیارہ سان برجِ حمل مین
کہ ہے جشنِ طرب دولتسرا مین
ہوئے وان جلوہ افگن بے تحاشا
ہوئے شریک سب رونق فزا دیو
شریکِ انصرام و کارکن تھے
ہوئے رونق دہ دولتسرا سب
مہ و مہر آئے سب حُسن حُسن کے شہرہ

ستارے جملہ آئے بہر تسلیم
وے بھانو رجناب رام سے بیٹھے
سری سیتا کو پھر بٹھلا دیا پاس
ہوئی حاصل عدو کو رو سفیدی
مزہ تھا لائق دید اس جگہ کا
پرستش کیلیے حاضر تھین فی الفور
ہوئی جس جس کی مورت کی ضرورت
سیا کو رام سے بیاہا جنک نے
غرض اک ادر تھی دختر شہنشاہ
کوئی کس کیت تھا شہ کا برادر
جنک نے رسم و دستور کہن سے
حقوق رسم شادی سب نے پائے
جو دیکھے ایک جا چار دن دلاور
بشسٹ آئے حضور شاہ نامی
بہم گو جملہ سامان طرب ہے
بعد شادی اجازت دیجیے آپ
جنک بولے کہ اے سرمایۂ ہوش
نہیں میں عہدہ برا انکے کرم سے
بیان کب ہون صفات گرمجوشی

فلک حاضر ہوا خود لیکے تقویم
ادب سے جملہ خاص و عام بیٹھے
خواصین تھین پس پیش وچپ و راس
بنائی اُٹھکے برہماجی نے بیدی
کہ خود گھٹ کے عوض تھین تھین گنگا
سری گنیت سری درگا سری گور
ہوئی پیش نظر صاف اسکی مورت
مبارک ہو کہا پیر فلک نے
سر دست اسکا لچھمن سے کیا بیاہ
تھین اسکی دختریں دو نیک منظر
انھین بیاہا بھرت او رسترہن سے
بصد دریا دلی گوہر لٹائے
شہنشہ نے کیے موتی نچھاور
کہا اے فخر شاہان گرامی
پر اب شاہ اودھ رخصت طلب ہے
مناسب ہے کہ رخصت کیجیے آپ
شہنشہ ہین عطا پاش و خطا پوش
سرافرازی ہوئی خاک قدم سے
قلم کے لب پہ ہے مہر خموشی

کرم بخشی سے خود جلوہ دکھایا ۔ عطا کی آبرو رتبہ بڑھایا
لیے رخصت نے مجھے تکرار کیا ہے ۔ مطیع حکم کو انکار کیا ہے
ہوئی تیاری رخصت محل مین ۔ لیا مادر نے سیتا کو بغل مین
ہر اک سو تھی بپا فریاد و زاری ۔ جگر مین سوز اشک آنکھون سے جاری
کیا سکھیاں مین سیتا کو اسوار ۔ بندھا تھا آنسوؤن کا چشمے سے تار
جہیز اتنا دیا شاہ جنک نے ۔ نہ دیکھا تھا کبھی چشم فلک نے
ہزارون طاقۂ کمخواب و اطلس ۔ حریر و قاقم و سنجاب و اطلس
ہوا دار و فرس فیل و عماری ۔ روش سے ہو خجل باد بہاری
پرستار و خواصان خوش اخلاص ۔ سپاہی ہمنشین و ہمدم خاص
دم رخصت براہ مہربانی ۔ شہ دسرتھ نے کی گوہر فشانی
کیے جوڑے ہزارون شہ نے تقسیم ۔ دیے الماس و یاقوت و زر و سیم
لٹائے اسقدر انبار گوہر ۔ کہ سستا ہو گیا بازار گوہر
جہیز اٹھا یکایک مچ گیا غل ۔ چلے شادان براتی با تجمل
زبانون پر صفات قدردانی ۔ جنک کی یاد تقریر زبانی ہو
غرض سب فوج و شاہان ہوا خواہ ۔ اودھ مین ہو گئے داخل بصد جاہ
سیا کو قصر شاہی مین اتارا ۔ محل کا بر محل چمکا ستارا
ہوئین دلشاد ملکہ اور یہ رام ۔ ہوئی حاصل دلونکو عشرت عام
رہے چارون برادر شاد و خرم ۔ انیس و محرم و ہمراز و ہمدم

شروع اجودھیا کانڈ راجہ دسرت کا راجہ رامچندر کیواسطے سلطنت اودھ تجویز فرمانا اور بن باس ہونا راجہ رامچندر کا بوجہ رانی کیکئی کے

سدا نام سیاپت بر زبان ہو — بہم نقد نشاط جاودان ہو
زبس پیر فلک ہے فتنہ پرور — کہ ہے اُس کا خمیر کینہ و شر
ازل سے تفرقہ پرداز ہے چرخ — پئے دو دل ہی افسون ساز ہے چرخ
ہزارون کے مٹائے گھر فلک نے — دیئے مثل صبا چکر فلک نے
گلون کے حق مین ہی یہ صورت خار — نہین لطف و محبت کا روادار
جہان کو اِسکی گردش سے خلل ہی — کتھا گویا یہی ضرب المثل ہے
کہ جب سے رام و سیتا کا ہوا بیاہ — دلِ گردون کو گردش کی ہوئی چاہ
یہ تھا اندیشۂ چرخ سیہ مست — کہ ہاتھ آئے کوئی پہلو سر دست
مگر جوینده یابنده جو ہے نقل — نکالا تفرقہ اک از رہِ عقل
کہ پہنچے ایک دن نارد قضا را — ہوئے مالک اودھ مین جلوہ آرا
لباس زعفرانی زینتِ دوش — سراپا دانش و سرمایۂ ہوش
صدائے بین فریب نکتہ بینان — پسندیدۂ گوش حسینان
نوید آمد آمد جب کہ پائی تو — جناب رام نے کی پیشوائی تو
خوشی سے اپنی محفل مین جگہ دی — بٹھا لا آنکھ پر دل مین جگہ دی
کہا نارد نے اے سرمایۂ ہوش — کیا قولِ کہن شاید فراموش

ہوا ہے جب سے عالم مین اوتار ‌‌ نہین اب تک کوئی صورت نمودار
مخالف بر سرِ طیش و تعب ہین ‌‌ ہجوم دردمندان جان بلب ہین
فروغ قدرت کامل عیان ہو ‌‌ پے بیچارگان مشکل آسان ہو
کہا وعدہ وفا بیشک کرینگے ‌‌ حروفِ غم دلون سے حک کرینگے
کلام دلنشین کہہ کے بارے ‌‌ سری نارد قدم چھوکر سدھارے
نہان اک دل مین امر دلنشین تھا ‌‌ یہ آنا خالی از علت نہین تھا
روایت ہے کہ شہ دسرت کسی روز ‌‌ ہوئے تخت شہی پر جلوہ افروز
ہجوم بندگان بادشاہی ‌‌ کھڑا تھا سامنے با صد مباہی
خیالِ زینت کاکل جو آیا ‌‌ مقابل رخ کے آئینہ منگایا
سفید آئے نظر کچھ تار کاکل ‌‌ سراپا سرد تھا بازار کاکل
جھلک دیکھی جو مثلِ تارِ مقیش ‌‌ مکدر ہو گیا آئینۂ عیش
دل الجھا حلقۂ گیسو کی صورت ‌‌ شکن دل مین پڑی ابرو کی صورت
خیال آیا تصور مین کہ افسوس ‌‌ نہالِ نوجوانی پر پڑی اوس
یہ تاج و تخت شاہی رائگان ہے ‌‌ چمن مین آمد فصل خزان ہے
بہار کاکل مشکین ہے کافور ‌‌ بنا ہر مو کے مہرِ سنگِ بلور
شبِ گیسو مبدل ہے سحر سے ‌‌ مسافر غافل اب تک ہے سفر سے
مناسب ہے کہ بخشون رام کو راج ‌‌ کہ ہین وہ فی الحقیقت لائقِ تاج
رہون مین گوشۂ دنیا مین دلگیر ‌‌ کرون کچھ توشۂ عقبیٰ کی تدبیر
بسشٹ تکیہ مین اسکے پاس جاکر ‌‌ سنایا راز دل گردن جھکا کر

کہا رکھ نے زہے قسمت زہے بخت
مبارک روز ہین فرخندہ ایام
سنا جب یہ تو رکھ کو لیکے ہمراہ
یہ فرمایا وزیر نیکبخت ہین سے
کہ کل ہوگا ظہور قشقۂ رام
سنا جب حکم شاہ بحر و بر سے
بہ تجویز نشست اہل ادراک
تمامی تیرتھون کے جل منگائے
وہ زینت دی مقام تختگہ کو
ہوئے خوش باش عالم مین جزو کل
فلک کا شور و غل گردون تلک تھا
مچی ہر کوچہ و بازار مین دھوم
خوشی تھی سب کو تو دولتسرا مین
خیال آیا کہ ہو گر رام کو تخت
شہ راون کرے خلقت کو تاراج
جناب سرستی جی کو بلایا
کہا گر رام یان شاہی کرینگے
نمایان ہو کوئی تدبیر کامل
نہ بیٹھین رام تاجِ [illegible] شاہی

اگر بخشو جناب رام کو تخت
کرو سامان شادی کا سرانجام
سو دولت سرا آیا شہنشاہ
ہوا خواہ و مشیر و ہمنشین سے
طلوع صبح تک سب ہو سرانجام
ہوئے وہ مستعد سب چشم و سر سے
منگایا جملہ سامان طربناک
ہر اک صحرا کے پھول اور پھل منگائے
ہوئی حیرت نگاہ مہر و مہ کو
سب اپنے تن مین پھولے صورت گل
یہ ذکر آویزۂ گوش فلک تھا
ہوئے شادان جوان و پیر و معصوم
تردد تھا ہجوم دیوتا مین
کرین شورش وتیان سیہ بخت
جہان ہو گردش گردون سے محتاج
مفصل مطلب خاطر سنایا
اسیر بد دعا کیونکر ترسینگے
شگفتہ جس سے ہو ہر غنچۂ دل
سحر کو جانب صحرا ہون راہی

سنی جب سرستی جی نے یہ گفتار ۔ گئین ملک اودھ مین چار ناچار
میان رتبہ شہر دلاویز ۔ نظر آئی بہار فرحت انگیز
زمانہ کو حسد سے کچھ نہین کام ۔ ہر اک دل سے ہوا خواہ سر رام
جدہر دیکھو صدائے چنگ و دف ہے ۔ چراغستان کا عالم ہر طرف ہے
کنیز کیکئی اک تھی بدانجام ۔ سیہ کار و سیہ دل منتھرا نام
مہارانی نے کی عقل اسکی زائل ۔ ہوئی سیر و تماشا پر وہ مائل
جو نکلی بے حجابانہ محل سے ۔ تو دیکھے جشن سلطانی کے جلسے
ہر اک جانب ہے بزم عشرت عام ۔ زبان زد ہے نوید قشقۂ رام
سراپا بحر حسرت مین ہوئی غرق ۔ چلی نار غضب مین پا سے تا فرق
مثال دیدۂ مردم پھری وہ ۔ زمین پر خود سرشک آسا گری وہ
کہا رانی سے اے جان شہنشاہ ۔ نہین تو مرضی سلطان سے آگاہ
بھرت کو شہ نے منزل سے نکالا ۔ غبار آسا تہ دل سے نکالا
ملے گا رام کو اورنگ شاہی ۔ بھرت پر ہوگا آنا تباہی
خبر کوچہ بکوچہ مشتہر ہے ۔ ظہور قشقہ ہنگام سحر ہے
نہو سلطان پہ ہرگز بر سر ناز ۔ یہ ہے سب ظاہری الفت کا انداز
بباطن شہ ہے کوشلیا پہ مائل ۔ دل دانا ہے طوق آسا حمائل
اسی کا ہے فریب و مکر و نیرنگ ۔ کیا لخت جگر کو زیب اورنگ
غضب سے کیکئی بولی کہ بدبخت ۔ زبان سے کیا نکالا کلمۂ سخت
بھرت اور رام ہین سو دل سے پیارے ۔ برابر ہین مری آنکھوں کے تارے

بھرت سے رام کو الفت بڑی ہے
بڑھے گا آستان بوسی سے پایہ
اگر ہون مالک افسر پہ رام
بھرت کو ہو حصول ارجمندی
زہے قسمت زہے تقدیر یاور
یہ سنکر منتھرا بولی کہ ہیہات
برا تم نے مری باتون کا مانا
کوئی شہ ہو کوئی ہو اہل اکرام
کنیزی چھوڑکر رانی نہو نگی
تم اب سمجھو نہ سمجھو دل کے شک سے
کرو بہتر جو اپنے حق مین جانو
برادر سا کوئی دشمن نہین ہے
خصوصاً جبکہ گھڑی ہو صاحب تاج
کہان کی رسم کیسی آشنائی
اگر سمجھے شریک حصہ مال
سنے جب یہ کلام آشنائی
کہا تب منتھرا نے با دل زار
مناسب ہے کہ آج اصرار کیجے
سری رگھبر کرین صحرا مین آرام

نظر چشم تصور مین لڑی ہے
بڑھے گا دامن دولت کا سایہ
تجھے حاصل ہو پھر اعزاز و اکرام
بہم ہو افتخار و سربلندی
کہان ہے قوت بازو برادر
حماقت کی جو کچھ تم نے کہی بات
نہین شاید کہ نیکی کا زمانہ
تجھے اپنی پرستاری سے ہی کام
جہان مین آپ کی ثانی نہو گی
ادا مین ہوچکی حق کے نمک سے
صلاحاً کہدیا مانو نہ مانو
ملے موقع تو مار آستین ہے
برادر کو کرے عالم مین تاراج
خوشی کی بات ہے بھائی نہ بھائی
کرے مثل حنا قدمون سے پامال
ہوئی دل کو ہوا سے کج ادائی
کیئے تھے شاہ نے دو تم سے اقرار
وفائے وعدہ پر تکرار کیجے
بھرت یان بادشاہی کا کرین کام

سُنے جب یہ کلامِ وحشت انگیز
تب رقت سے پیراہن کیا چاک
کئے گیسو پریشان مثلِ سنبل
گری ذرّے کی صورت بر سرِ خاک
ہوئی جب ظلمتِ شب آشکارا
نظر آیا عجب اک عالمِ ہو
کہ بیٹھی کیکئی با صد دلِ زار
غبارِ گرد خاکستر سے تن مین
شہنشہ نے جو دیکھا حالِ بانو
ہوا یون جوشِ رقت سے سخن ساز
قسم ہے رام کی مانگے جو پیاری
اگر روحِ روان مانگے تو بخشون
کسے مارون کسے بخشون زر و گنج
کسے دون رتبۂ فرمانروائی
کرون مثلِ حنا پامال کس کو
کہا تب کیکئی نے با دلِ زار
یہی بس آپکی خدمت مین ہے عرض
بھرت ہون زینتِ اورنگِ شاہی
جنابِ رام جائین بہرِ گلگشت

زبس نارِ حرارت ہو گئی تیز
برنگِ برگِ گل دامن کیا چاک
ہوئی محوِ فغان مانندِ بلبل
بنی زہرہ سے مریخِ غضبناک
ہوا سلطان محل مین جلوہ آرا
خزان کی گلشنِ ایوان مین تھی بو
زمین پر تھی برنگِ نقشِ دیوار
مثالِ مہرِ تابان سے گہن مین
ہوا فرطِ الم سے سر بزانو
ستایا کس نے اسے سرمایۂ ناز
ابھی بخشون براہِ انکساری
متاعِ جسم و جان مانگے تو بخشون
کرون کس کو اسیرِ حلقۂ رنج
کسے دون قیدِ کلفت سے رہائی
کرون دولت سے مالا مال کس کو
کیے تھے آپنے دو مجھسے اقرار
وفائے وعدہ اب ہے واجب الفرض
بہم ہو رتبۂ عالم پناہی
رہین چودہ برس آوارۂ دشت

نہ ہرگز پاس خاطر سے رہیں پاس — برنگ بوئے گل بن میں کریں باس
سنا جب یہ سخن غارتگر ہوش — شہ دسرت ہوئے از خود فراموش
گرے سبزہ کی صورت بر سر خاک — گریبان کثرت غم سے کیا چاک
کہا رو رو کے لے سرمایۂ شہ — سخن کس طرح کا لائی زبان پر
نہیں ہر رام کو کچھ خواہش تاج — وہ کب فرمانروائی کے ہیں محتاج
انھیں پروا شہنشاہی کی کیا ہے — قدم کو رتبۂ ظل ہما ہے
فلک ہے انکے آگے دست بستہ — زمیں ہے اک مطیع دلشکستہ
مرادم ہے فقط اک انکے دم سے — بندھی ہی دولت دنیا قدم سے
یہی گر تجکو منظور نظر ہے — انھیں تخت شہی سے درگذر ہے
بصد آئین و انداز شرافت — بھرت ہوں وارث تخت خلافت
خوشی سے پادشاہی کا کریں کام — نہیں لیکن گوارا فرقت رام
سوا اسکے ابھی کچھ سن نہیں ہی — پھریں صحرا میں یہ ممکن نہیں ہے
وہ ہیں ناواقف گرمی و سردی — نہیں ہیں لائق صحرا نوردی
کہاں پائے حنائی مثل گل نرم — کہاں ریگ بیابان آتش گرم
مناسب ہے کہ اس سے درگذر تو — نہ کر ہر لحظہ اصرار سفر تو
کرو رخصت انھیں کیونکر میں انجان — انھیں سے قالب خاکی میں ہی جان
کہا اس نے براہ اعتراضی — مناسب ہے وفائے شرط ماضی
زبان شہ بدل سکتی نہیں ہے — زمیں گردش سے ٹل سکتی نہیں ہی
صداقت کے سبب عرش بریں ہے — ستادہ اک پانوں سے گاؤ زمیں ہی

صداقت سے بنائے شش جہت ہے
بظاہر ستون گردون کی چھت ہے

سخن کرتے نہین اہل صفا رد
مثل ہے قول مردان جان دارد

سوا اسکے نقطے ہے الفت رام
یہ نقش کالحجر ہے الفت رام

تہ دل مین ہر شک بیشک بھرے ہیں
حباب آسا ہیں کچھ چشمک بھرے ہیں

ہوئے دسرت یہ سنکر خود فراموش
گرے فرش زمین پہ ہو کے بیہوش

ہوا جس دم گریبان سحر چاک
عروس شب چھپی پردے مین غمناک

امیران مبارک ذات آئے
ادب سے بہر تسلیمات آئے

ارا کین و مشیران ہوا خواہ
ہوئے حاضر میان کورنش گاہ

ظہور صبح صادق تک وہ ناکام
رہے امیدوار قشقہ رام

سومنت دانش آموز خرد ور
گیا دولتسرا مین ہو کے مضطر

شہنشہ کو بر دست خاک دیکھا
برنگ گل گریبان چاک دیکھا

دعا دی دست بستہ شہ کو فی الحال
ترقی پر رہے خورشید اقبال

نصیب دشمنان کیا درد دل ہے
طبیعت کس سبب کیون مضمحل ہے

نہین گر بندگان بادشاہی
کرین کوشش براہ خیر خواہی

کہا تم رام کو لاؤ یہان جلد
روان ہو صورت روح روان جلد

تب اسنے رام کو جا کر خبر کی
کہی حالت شہ والا گہر کی

جناب رام چندر آئے پدر پاس
نظر آئی عجب اک صورت یاس

کہ سلطان صورت ماہی طپان ہے
برنگ مرغ بسمل نیم جان ہے

نہ طرہ ہے نہ کلغی ہے نہ سر پیچ
پڑے ہین مثل گیسو پیچ بر پیچ

گزارش کی یہ آئین ادب ہے
کسی سرکشی سے ہو گر خوف آزار
مری جانب سے گر کچھ حرف شک ہو
زہے قسمت جہان مین اس پسر کی
نہین کچھ تخت سے آرام مجکو
زبس تلخی زندگانی ناگوارا
جگر مین صورت دریا اٹھا جوش
بہ شکل رام کو کھینچا بغل مین
کہا تب کیکئی نے خوار و ناچار
خلاف بادشاہان وفا کیش ہے
اگر چاہو جہان مین نیک نامی
جو فرزند سعادتمند ہو تم ہو
بہت خوش ہون زینت اورنگ شاہی
کہا صحرا نوردی ہے جو مرغوب
چلے رگھبر قدم چھو کر ادب سے
مچا اک بارگاہ شہ مین کہرام
یہان پیچیدہ گیسوے سخن ہے
ورق ہے صورت سطر کشیدہ
بیان رخصت و عزم سفر پر

ہجوم درد و غم کے کس سبب ہے
تو کر دو دل کشتۂ تیغ شرر بار
تو نوک کارد شفقت سے حک ہو
رضا جوئی کرے مادر پدر کی
فقط ہے بندگی سے کام مجکو
نہ تھا نشہ کو سخن سنجی کا یارا
رہا مثل صدف پھیلا کے آغوش
کیا نقش محبت کو عمل مین
کیے تھے شاہ نے دو مجھسے اقرار
وفائے وعدہ مین اب ہے پس و پیش
کرو تعمیل ارشاد گرامی ہے
وفائے وعدہ کے پابند ہو تم
خوشی سے تم سوے صحرا ہو راہی
بہت بہتر بہت اچھا بہت خوب
ہوئے رخصت شہ رخصت طلب سے
ہوا عشرت کدہ مین ماتم عام
جبین صفحہ پر تابت شکن ہے
دوات آسا قلم ہے آب دیدہ
حروف تازہ خاک افشان ہین سر پر

جناب جانکی نے جب سنا حال — تو جوشِ گریہ سے آنکھین ہوئین لال
ہوئی آسایشِ خاطر فراموش — اڑا اوجِ ہوا پر طائرِ ہوش
نہ تھا ضبطِ شکیبائی کا یارا — ہوئی شوہر کی فرقت ناگوارا
حیا نے آکے گو دامن لیا تھام — مگر جوشِ محبت نے کیا کام
خیال آیا کہ ہمراہی مین رہیے — صبا بنکر ہوا خواہی مین رہیے
پئے پابوسیِ خوشدامنِ خاص — ہوئین حاضر براہِ لطف و اخلاص
کہا سجاد بھی اب حکمِ سفر ہو — کہ تسکینِ دل و جان و جگر ہو
سنی جس دم یہ خوشدامن نے گفتار — کیے دامن کے پرزے جیب کے تار
کہا رو کر کہ اے سرمایۂ عیش — بنائے نازکی پیرایۂ عیش
تمھین سے قالبِ جانکی مین ہے جان — تمھین سے مشکلِ لاحل ہے آسان
تمھین ہو رونقِ کاشانۂ دل — تمھین نورِ چراغِ خانۂ دل
مکانِ بادشاہی مین کرو چین — رہو دل مین مثالِ مردمِ عین
متاعِ ننگ و ناموسِ شہنشاہ — کرو غارت نہ بن مین جا کے ہمراہ
سفر مین حاصلِ بیم و ضرر ہے — حقیقت مین سفر مشکل سقر ہے
کہان پائے حنائی رشکِ گلزار — کہان نشتر صفت نوکِ سرِ خار
کہان یہ چہرۂ پرنور کا نور — کہان وہ ظلمتِ شبہائے دیجور
رگِ گل پائے نازک مین جو گڑ جائے — جبین پہ چینِ شکن ابرو مین پڑ جائے
گران ہے جبکہ خوشبوئے گلِ تر — سہو گی کب غبارِ بادِ صرصر
مناسب ہے کہ دلداری کرو تم — اودھ مین رہ کے غمخواری کرو تم

گر و صحرا نوردی مین تأمل — نہ چھوڑو دامن صبر و تحمل
جناب جانکی طرز سخن سے — ہوئین شکر فشان تنگ دہن سے
کرے ہے صحرا نوردی کی مجھے چاہ — رہونگی سایہ سان قدمون کے ہمراہ
وہی ہے زوجۂ اہل صداقت — کرے سختی مین شوہر کی رفاقت
حیات زوجہ ہے شوہر کے دم سے — چھٹے کیونکر غبار آسا قدم سے
زن عفت گزین ہے سایۂ مرد — لباس و زیور و پیرایۂ مرد
کہان فرق زن و شوہر سے ہو — قدم سے کب جدا نقش قدم ہو
بتاتا ہے کہ رہیے رام کے ساتھ — کہ نقد دولت عظمی لگے ہاتھ
بیابان پنجۂ مژگان سے جھاڑون — قدم سے دامن غبرا کو پھاڑون
روش سے ہر قدم زیر کف پا — بچھادون پردۂ چشم مصفا
بہار آسا بسین جس سر زمین پر — بچھادون پھول کر فرش گل تر
نہین کچھ خار کلفت کا مجھے داغ — بیابان ہے سراسر تختۂ باغ
یکایک شاہ دسرت نے سنا غل — بلایا جانکی کو بے تأمل
نصیحت کی براہ نکتہ بینی — ہوا مانع بے صحرا نشینی
جناب جانکی جی نے نہ مانا — ہوئین مسکن سے صحرا کو روانا
سری لچھمن نے وان دیکھا جو یہ رنگ — کیا مسکن سے ہمراہی کا آہنگ
گرے پیش پدر با آہ و زاری — گذارش کی براہ انکساری
اجازت ہو مجھے بھی اے شہنشاہ — کہ جاؤن دشت مین بھائی کے ہمراہ
بجالاؤن مین رسم شرط یاری — بچشم و سر کرون خدمتگزاری

نہین لطف وطن سے اب مجھے کام — کہ ہے عین سعادت خدمت رام
رہون آمادۂ کار غلامی — کرون حاصل متاع نیکنامی
برادر سے ہے وہ بیشک دشمن جان — نہو گر وقت مشکل مین نگہبان
نہین ہرگز اس مین بوے آشنائی — رفاقت جسکو بھائی کی نہ بھائی
یہ کہکر صورت اشک پردردہ — چلے آنسو بہا کر چشم تردہ
شہنشہ نے زبس کی آہ وزاری — رہا کوئی نہ بہر غمگساری
ہوئے آنکھون سے لخت دل روانہ — ملا آنسو بہانے کا بہانہ
جو پہلو مین دل محزون کو دیکھا — زمین دیکھی کبھی گردون کو دیکھا
کہا اے آسمان فتنہ پرور — کیے کیا کیا ستم جان حزین پر
سُمنت صاحب عقل وخرد سے — یہ فرمایا کمال شدومد سے
دکھا کر چار دن سیران کوین مین — مرے پھولون کو لے آنا چمن مین
چلے گھر سے جو وہ سرمایۂ ہوش — تماشائی ہوئے ازخود فراموش
در و دیوار پر چھائی اُداسی — ہوئی خلقت کو مسلوب الحواسی
لب دریا پہ تھے رقت سے نالے — حباب آسا پڑے تلوون مین چھالے
بڑھین جھیلین قدمبوسی کو سر سے — بھرین چشمون کی آنکھین آب تر سے
یہ اُمڈے چاہ سے منزل پہ تالاب — نظر آتا تھا کوسون عالم آب
کیا موجون نے دریا سے کنارا — سر شوریدہ کو پتھر سے مارا
زبس رقت مین آئے چشمہ پر بند — ہوا چشم صدف مین موتیا بند
رخ گلشن پہ تھے آثار زردی — صبا کو تھی ہوائے کوچہ گردی

پریشان نخل سنبل نے کیے بال — ہوا سبزہ ہولے غم سے پامال
شفق نے صبح سا پھاڑا گریبان — ہوا دن غیرتِ شامِ غریبان
ہوے حبس دم وہ دروازے سے باہر — گرا غش کھا کے فوراً سایۂ در
جدائی رام کی ازبس ہوئی شاق — کھلین حسرت سے چشم روزن و طاق
سر راون سے لنکا مین گرا تاج — ہوا اُس کا متاع ہوش تاراج
بد اقبالی سے اوّل مُنہ کی کھائی — شگون بد نے کیا صورت دکھائی
رکاب رام مین طفل و زن و مرد — چلے سوئے بیابان صورت گرد
ہر اک محو فغان شکل جرس تھا — ہوائے دل سے پران مثل خس تھا
جہان تھا فرقت رگھبر سے مغموم — ہجوم دیوتا مین تھی مچی دھوم
سومنت و لچھمن و سیتا سر رام — ہوئے شب کو کہین پر محو آرام
ہجوم واقفان لذت غم — پڑا فرش زمین پر مثل شبنم
جناب رام نے باآشنائی — ہر اک کو آکے سمجھایا کہ بھائی
وطن کا چھوڑنا اچھا نہین ہے — یہان کیا ہے اودھ مین کیا نہین ہے
کرو تم دل سے غربت کی ہوس دور — نہ ہم دور اور نہ ہین چودہ ۱۴ برس دور
خوشی سے ہو اودھ مین جاکے آباد — ہماری گوشۂ دل مین رکھو یاد
اگر دم ہے تو اک دن آملین گے — تمھارے غنچۂ مطلب کھلین گے
سنے جب قافلے نے کلمۂ ہوش — دلون مین بحر الفت نے کیا جوش
ہوئے مثل جرس محو فغان اور — اُڑائی سر پہ کچھ ریگ روان اور
دکھائی رام نے قدرت یہ ناچار — ہوئے سب نشۂ غفلت سے سرشار

جو سوے بندہ آسا دل چلے وہ
چمن سے صورت صرصر چلے وہ

لبالب گوہر حسرت سے داماں
قریب میرپور آئے خراماں

جو ہنگام سحر آیا وہ فگین ہوش
دلوں مین بحر حیرت نے کیا جوش

پھرے مثل صبا صحرا مین ہر سو
نہ ان بوے تجسس کی ملی بو

دکھائی آسمان نے گردش سخت
پھرے ملک اودھ کو صورت بخت

آنا نکھاد مردم صحرائی کا راجہ رامچندر کے پاس اور راہ بتانا جنگل کا اور رخصت کرنا سمنت وزیر کو اور تشریف لانا رامچندر کا چترکوٹ پر بعد ملاقات رکھیشروں کے

رہے ہر دم سری رگھناتھ کی یاد
کہ دل ہو محبس کلفت سے آزاد

نکھاد اک تھا کوئی مرد جہان گشت
شکار افگن میان دامن دشت

ہمیشہ مائل صید دد و دام
دل شوریدہ مین یاد سری رام

وفادار و وفا کار و وفا کیش
مثال قلب آئینہ صفا کیش

نوید آمد سنکے بن مین
برنگ گل وہ پھولا پیرہن مین

لیے خویش و عزیز و اقربا ساتھ
ہوا پابوس خدمت باندھکر ہاتھ

ادب سے آکے پرکرمان پھرا وہ
قدم پر انکے اشک آسا گرا وہ

جو تھا واقف وہ سیاح جہان گشت
ہوا وہ رہنما سے جادۂ دشت

سومنت نکتہ بین سے چار ناچار | سری رگھبر ہوئے سرگرم گفتار
رہو جاکر اودھ مین شاہ کے پاس | نہ ہو ہرگز غریق قلزم یاس
نہ ہو میرے سبب خانہ بردوش | خراب و خستہ و از خود فراموش
لین گے پھر اگر قالب مین ہے دم | وہی تم ہو وہی سب ہین وہی ہم
سومنت باوفا تب ہوکے مضطر | ہوا یون درفشان با دیدۂ تر
دم رخصت یہ تھا حکم شہنشاہ | رہو تم سایہ سان قدمون کے ہمراہ
تماشا چار دن دکھلا کے بن مین | سنے جس طرح سے لانا وطن مین
بس اب تشریف لیجیے مہاراج | اودھ ہے آپکے درشن کا محتاج
پھلے سلطان کا نخل زندگانی | پڑے سوکھے ہوئے دھانون مین پانی
ضعیفی مین نہ تنہ کو دیجیے داغ | وطن کو کیجیے پھر غیرت باغ
کہا ہنسکر کہ سب سچ ہے ولیکن | پلٹ جانا مرا ہے غیر ممکن
قدم راہ وفا مین دھر چکے ہم | بس اب عزم مصمم کر چکے ہم
اودھ مین ہم جو پھر جاکر رہین گے | سلاطین زمانہ کیا کہین گے
ہنسین گے باپ پر اہل سخن سب | رہین گے تاقیامت طعنہ زن سب
غرض سمجھا بجھا کر کلمۂ پند | کیا رخصت وہ دستور خردمند
جناب رام نے بدلا ادھر روپ | کہ پھیکی جسکے پرتو سے ہوئی دھوپ
مثال خاکیان تن پر ملی خاک | بظاہر کر لیا خاکی تن پاک
بدن کو حسن زیبائش ملا اور | ہوئی آئینۂ رخ پر جلا اور
یہ مضمون صفا دراز ادب ہے | وہ رخ محتاج زیبائش کا کب ہے

مگر ان حسن کا پایہ بڑھایا
جلا کو خود جلا دیکر جلایا

بڑھائے سایہ آسا تار گیسو
نزاکت سے گران تھا بار گیسو

لٹوں نے کی کفِ پا تک رسائی
کہ جو مین نجۂ پاسے حنائی

لباس قاقم و سنجاب و دیبا
برنگِ زعفرانی تن پہ زیبا

غرض تینون ہم شکر فشان وہ
روان تھا صورت موج روان وہ

بہار آسا کنار گنگ پہونچے
براہِ سرعت و آہنگ پہونچے

یکایک آمد آمد کا مچا غل
برہمن دوڑ کر آئے جز و کل

کوئی بولا ادھر آکر نہاؤ
مہاراج اسطرف تشریف لاؤ

ہر اگ دون سے عزت مین بڑھ گھاٹ
نگاہِ موج عالم پر چڑھے گھاٹ

کوئی یہ کہکے کرتا تھا اشارے
برہمن ہون بزرگون کا تمھارے

نہائے پھر وہ دریاے لطافت
مٹی دل سے وہ سب گرد کثافت

کیا اُن سب کو مالا مال زر سے
ہر اک دامن بھرا لعل و گہر سے

برآئی الغرض حاجت جو سب کی
تو کشتی خود بدولت نے طلب کی

کہا ملاح نے اے بندہ پرور
زبس خاکِ قدم سے ہے مجھے ڈر

جہان مین قاف سے شہرہ ہی تا قاف
غبار پا سے پتھر اڑ گیا صاف

مری کشتی جو ہو گردون کو راہی
رہون مین غرقۂ بحر تباہی

مری ہر روز کی روزی مین بل ہو
شگوفہ آپ کا میرا اجل ہو

قدم سے ہر طرح خوف و خطر ہے
مقدم امتحان مدنظر ہے

قدم دیکھون مین دھوکے اپنی نگو ذات
رہی شاید کہ دھوکے کی نہو بات

سُنے جب یہ کلام آشنائی — تبسم کرکے فرمایا کہ بھائی
وہی کر جو تہ دل سے ہو منظور — کہ شک آئینۂ خاطر سے ہو دور
اُسی دم آزمایش کی نظر سے — قدم کو اُس نے دھویا آب تر سے
کیا پھر کشتی چوبی پہ اسوار — چلا مانند موج بحر زخار
برنگ موج تر ساحل پہ پہونچے — سفر طے ہو گیا منزل پہ پہونچے
کیا خوش ہو کے کشتی سے کنارا — ہوئے ریگ رواں پر جلوہ آرا
سری سیتا نے وان جوش طرب سے — سری گنگا کی پوجا کی ادب سے
دعا مانگی کہ جس دم لچھمن و رام — وطن کو بن سے جائینگے با آرام
کرونگی مین بدل پوجا تمھاری — مثال خادمان خدمتگزاری
ندا فوراً لب ساحل سے آئی — کہ ہو گی محبس غم سے رہائی
پس از چندے ہم آغوش ظفر رام — اودھ مین ہونگے جا کر جلوہ گر رام
ادا شکر ہوئے گرم سفر وہ — چلے آگے بڑھے مثل نظر وہ
وہ یون روح سہ حرفی جلوہ گر تھے — بہم گویا دل و جان و جگر تھے
سیا جی تھین میان لچھمن و رام — دل و روح روان لچھمن و رام
میان ہر دو چشم اک نور تھین وہ — مگر قرب دوئی سے دور تھین وہ
پراگ اک ہے مقام طاہر و پاک — ہوئے وارد وہان چُست و چالاک
یہ تیرتھ ہے عجب ہندوستان مین — نظیر اُس کا نہین باغ جہان مین
ملین ہین سرستی گنگ و جمن سے — بہم روح روان ہے جان و تن سے
ہے تربینی اسی سے مشتہر نام — جہان مین قدرتین ہین شہرۂ عام

دہان جاکر وہ دریا دل نہا کے
بھرتو واج ایک رکھ وان جلوہ گر تھے
ہوئے مسکن پر آنکے جلوہ آرا
رہے شب بھر شریک میہمانی
برآمد جب ہوا مہر شفق پوش
چلے آگے جنا بچھمن و رام
لب بحر جمن پہونچے وہ ذیجاہ
بصد شادی گئے دونون برادر
ادا کی مُن نے سب رسم مدارات
منگا کر میوہ شیرین کیے پیش
کہا جو تب بھئیّے کہ اے رام
بنام چیتر کوٹ اک ہے یہان کوہ
شکار و سبزہ و دریا ہے موجود
روان ہے اک سُری گنگا کی دھارا
رکھیشر جابجا ہین اہل فرہنگ
طبیعت پر نہ ہو گر ناگوارا
خوشی سے اُٹھ کے ہنگام سحر وہ
نظر آیا عجب لطف نیستان
پھلے پھولے نہال بے ثمر وہ

ادا سے ڈنڈوت کو سر جھکا کے
گرامی رتبہ و عالی گہر تھے
مکان رکھ کا چمکا یا ستارا
سُنائی رکھ کو سب اپنی کہانی
ہوئی شمع قمر گردون پہ خاموش
ہوئے دامان صحرا مین سبکگام
ہوا رخصت بکھادِ دانش آگاہ
حضور بالمیک نکتہ پرور
براہ آشنائی کی ملاقات
کہ برگ سبز ہے سوغات درویش
کر دیجئے یہین پر رکھیے آرام
پسند خاطر اہل جہان کوہ
گلاب و عطر و مشک و عنبر و عود
نشیب کوہ مین ہے جلوہ آرا
نہان ظاہر مین مثل آتش سنگ
رہو چندے وہان پر رونق آرا
ہوئے مثل صبا گرم سفر وہ
پرستان تھا کہ تھا رشک پرستان
شگفتہ تازہ و سیراب تر وہ

روان باصد لطافت چشمہ صاف — لطیف و دلکش و دلچسپ و شفاف
ہر اک شاخ گلستان جھومتی تھی — صبا غنچہ کا عارض چومتی تھی
جناب رام نے دیکھا جو یہ رنگ — تو صاف آئینۂ دل سے مٹے زنگ
غبار رنج سا اڑا سب درد و اندوہ — ہوئے رونق فزا بے دامنِ کوہ
پڑا جس دم غبار پائے والا — ہوا اس کوہ کا رتبہ دوبالا
زمرد کا رخِ سبزہ پہ تھا رنگ — بنے لعل بدخشان پارۂ سنگ
فروغِ ذرۂ خاکِ قدم تھا — وہ صحرا مشرقستان سے نہ کم تھا

پھر آنا سومنت کا اودھ مین اور کہنا راجہ دسرت کا حکایت سرون کی کوشلیا سے اور جان دینا رام کے فراق مین اور آنا بھرت جی کا اپنی ننہال سے

تصور رام کا شام و سحر ہو — خیال جانکی نقشِ جگر ہو
سومنت آیا جدا ہو کر جو بن سے — بہ رنگِ بلبل نالان چمن سے
فغان لب پر جگر مین شدتِ درد — گلِ عارض بہ رنگِ زعفران زرد
دلِ مضطر مین جوشِ بیقراری — فغان لب پر سرشک آنکھو سے جاری
سومنت آیا اودھ مین مچگیا غل — ہوئے محوِ فغان سب مثلِ بلبل
ہوا آکر وہ پابوسِ شہنشاہ — کہی سب داستانِ دردِ جانکاہ

دل پر غم مین رقت نے کیا جوش
کمالِ ضعف سے وقفِ زمین تھا
جنابِ رام کی تھی انتظاری
فقط یہان تھا وہ دیوانۂ رام
سرِ بالین طلب کی زوجۂ خاص
وہ بیٹھی آکے مثلِ نقشِ قالین
کہا تب شہ نے سب حالِ گذشتہ
کہا مین تھا کبھی دن جانبِ دشت
پڑا جب پردۂ ظلمت جہان پر
سُنی مین نے صدائے شورشِ آب
ہوا مجھکو یکایک وہمِ نخچیر
قریب آیا تو دیکھا آدمی زاد
پڑا ہے خاک پر با صد تباہی
کہا اُس نے کہ سرون ہے مرا نام
مرے ماں باپ دونون بے بصر ہین
چڑھا کر زلف سان شانے پہ انکو
ہوئے وہ تشنگی سے بسکہ بیتاب
خطا کی لے خطا پر تیر مارا
مجھے واجب ہے جوشِ مہربانی

ہوا سلطان خموش از خود فراموش
وہ دم گویا کہ وقتِ واپسین تھا
رہا کرتا تھا محوِ دم شماری
چراغِ صبح تھا پروانۂ رام
کہ تھی ہر دم شریکِ لطف و اخلاص
بنی پروانگی سے شمعِ بالین
سُنایا رو کے احوالِ گذشتہ
سحر سے شام تک کرتا رہا گشت
ہوا وارد کنارِ چشمۂ تر
ہوا دل مضطرب مانندِ سیماب
خطا سے مین نے مارا اُسطرف تیر
برنگِ مرغِ بسمل محوِ فریاد
طپان ریگِ روان پر مثلِ ماہی
کیا ناحق اسیرِ دردِ آلام
ضعیف و ناتوان با چشمِ تر ہین
لیے پھرتا ہون با چشمِ تر انکو
ادھر مین ناگہان آیا لیے آب
غضب ہے مجکو بے تقصیر مارا
پلا ان دونون بیتابون کو پانی

ہوا آخر وہ کہکر آخر کار — ہوا مین خنجر غم سے دل افگار

کمال غم سے بھر کر کوزۂ آب — گیا اندھون کے آگے سخت بیتاب

کہا آہستہ باصد ناتوانی — پیو لایا ہون مین دریا سے پانی

صدائے غیر سنکر دونون بیمار — ہوئے سکتے مین تشکل نقش دیوار

کہا تو کون ہے سرون کدھر سے — کہان ہے کس طرف با چشم تر سے

کہا تب مین نے رو رو کر سب احوال — قدم پر انکے اشتاب ترپیے ڈال کے

ہوئے وہ تشنہ لب بیہوش دونون — اجل سے ہو گئے ہمدوش دونون

دم آخر کہا یون با دل زار — کیا دسرت ہمین ناحق دل افگار

ہوئے ہم جسطرح پیری مین دلریش — غم فرزند ہو تجکو بھی درپیش

وہی دن ہے بس اب اے راحت جان — حباب آسا کوئی دم کا ہون مہمان

فراق رام مین بھر بھر کے آہین — ہر اک سو حسرتون سے کین نگاہین

غرض رو رو کے چھوڑا قالب خاک — سوے سر پر گئی روح تن پاک

وہ کوشلیا سومترا کیکئی سب — ہوئین جوش الم سے نوحہ بر لب

پریشان ہو گئے سب سنبل کی صورت — ہوئین محو فغان بلبل کی صورت

رعیت تھی کف افسوس مالان — پریشان مضطر و مغموم و نالان

بھرت اور سترگھن دونون برادر — ننہال سے جدا تھے گھر

کسی نے آنکھ سے آنسو بہائے — کسی نے غش پہ غش سنکے کھائے

خبر پائی بششٹھ نکتہ دان نے — کہ لوٹا باغ شہ باد خزان نے

تشفی کی انسی دم آکے در پر — رکھا مرہم ہر اک زخم جگر پر

کہا چارہ نہین ممکن اجل کا
شکیبائی مناسب ہے بہر طور
غرض سمجھا کے باصد حسرت و یاس
رکھا لاشہ میان روغن تر
سنا نانا کے گھر جب بھرت نے حال
چلے نانا کے گھر سے بے نواسے
بصد جوش فغان دونون برادر
نظر آیا شبستان مین اندھیرا
کہا یہ کیکئی سے ہو کے مضطر
کہان سیتا کہان لچھمن کہان رام
کہا تقدیر سے چارہ ہے کس کو
بحکم شہ جناب لچھمن و رام
نہ تھی تاب فراق رام و لچھمن
بھرا دریا صفت پیمانۂ عمر
تمھین بخشا پدر نے تاج شاہی
بھرت نے جب سنا احوال جانسوز
پریشانی سے نوچے سر بسر بال
نصیحت کی بشسٹ نکتہ دان نے
الم بیفائدہ غم رایگان ہے

شہ وسرت کا ساغر بھر کے چھلکا
ہر اک ہے مبتلائے گردش دور
گیا قاصد روانہ بھرت کے پاس
کف غنچہ مین سونپا کیسۂ زر
پریشان صورت سنبل کیے بال
پریشان کثرت آہ و بکا سے
ہوئے داخل اودھ مین زار و مضطر
کہ گھر تھا ظلمت آفت نے گھیرا
یہ گذرا صدمۂ جانکاہ کیونکر
کہان ہے لاشۂ شاہ دلارام
قضائے فاش سے یارا ہے کس کو
ہوئے سیر بیابان کو سبک گام
شہ عالم نے چھوڑا جامۂ تن
کہانی ہو گیا افسانۂ عمر
اودھ سے خود ہوئے سر گرم راہی
پڑا سینے پہ اک تیر جگر دوز
طپانچون سے رخ گلگون کیا لال
دکھایا دن یہ جور آسمان نے
مناسب ہر طرح ضبط فغان ہے

امانت ہے ابھی تک لاشۂ شاہ
جلا بجستجوے رسم اگن داہ

اجازت پیر دانا سے جو پائی
چلے لاشہ اٹھا کر دونون بھائی

اگن دیکر لب سرجو نہائے
خرو شان قصر سلطانی مین آئے

فراغت رسم ماتم سے ہوئی جب
ہوئے مصروف کار دنیوی سب

بشسٹ صاحب دانش بہ تکرار
بھرت سے یون ہوئے سرگرم گفتار

خیال خواب تھا پچھلا فسانہ
یہی ہر دم سے نیرنگ زمانہ

کرو ملک اودھ مین بادشاہی
رعیت تا نہ ہو محو تباہی

زمانے کو کرم سے شاد کیجے
دل ویران خلق آباد کیجے

بھرت جی بول اٹھے تب بھر کے آہ
تمہین تاج خلافت کی مجھے چاہ

غضب ہے رام ہون صحرا کو راہی
خوشی سے مین کرون یان بادشاہی

ارادہ ہے کہ کل صحرا کو جاؤن
جناب رام لچھمن کو مناؤن

بہ شان و شوکت عزت و شرافت
کرون زینت وہ تخت خلافت

مثال کفش برداران دلسوز
غلامی مین رہون حاضر شب و روز

ہوئے حضار محفل سنکے بشاش
کہا صد آفرین شاباش شاباش

کسی نے بھرت کے حق مین دعا کی
فراست پر کسی نے واہ وا کی

مچا ملک اودھ مین غل یہ ناگاہ
بھرت جائین گے صحرا کو سحرگاہ

جانا بھرت اور سترہن کا مع مادران و عزیز و اقارب کے واسطے لانے رامچندر کے اور نہ آنا انکا اور کاروبار سلطنت کرنا سترہن کا اور بیٹھنا بھرت جی کا گوشہ مین ریاضت کیواسطے

رہون ہر دم فدائے پائے رگھبیت
سحر کو جبکہ خورشید جہان گرد
بھرت اور سترہن دونون برادر
ہلال آسا سرِ تسلیم خم تھا
برائے بندگی وقفِ زمین تھے
برنگِ سایہ گر پڑتے تھے ہر گام
محافون مین چڑھین رو رو کے مادر
بصد زینت بشست نکتہ بین ساتھ
بھرین اشکون سے آنکھین بصورت جام
روان مثلِ نسیم گرم آہنگ
وہ سب کشتی شکستہ پار پہونچے
شہنشاہِ جہان تھا نیک تقدیر
زبس تھا شوقِ دیدار سریرام

بچشم و سر جبین فرسائے رگھبیت
ہوا تابندہ یا رخسارۂ زرد
چلے سوے بیابان مثلِ صرصر
وہ فرق بندگی جائے قدم تھا
سہیل آسمان داغِ جبین سے تھے
دلِ شوریدہ مین یاد سریرام
جلو مین اقربا خویش و برادر
ہوا خواہ و مشیر و ہمنشین ساتھ
دلون مین خواہش پابوسی رام
ہوئے وارد کنار چشمۂ گنگ
نسیم آسا سبک رفتار پہونچے
ہوا رستے مین بھائی سے بغلگیر
چلا ہو کر شریکِ مجمعِ عام

کہا دیر نے دیکھی جو یہ فوج
خیال آیا بھرت ہیں دشمن رام
کیا قبضے میں ملک و افسر و تخت
ارادہ ہے کہ لیکر فوج جرار
بھرا دل میں غبار بغض و کین ہے
بلائے اسنے سب خویش و برادر
کہا یارو یہی ہے موقع جنگ
نہیں ہے یہ مقام چشم پوشی
جو سر آئے جناب رام کے کام
دلیروں نے سنے جب کلمۂ ہوش
براہ سرکشی چونکے وہ سرکش
بڑھے جس دم وہ مردان صف آرا
براہ عقلمندی بول اٹھا ایک
پھرینگے ہم بہ فتح و شادمانی
ہوا بلبل صفت اک نغمہ پرداز
دل مضطر یہ دیتا ہے گواہی کہ
عجب کیا ہے ادھر سے جانب دام
کہا دیر بولا سنکے گفتار
جو بل ظاہر ہوا موج جبین سے

تو لہرایا غضب سے صورت موج
بچھایا ہے فریب و مکر کا دام
نکالا رام کو بے توشۂ و رخت
کرے صحرا نشینوں کو گرفتار
یہ لشکر خالی از علت نہیں ہے
رفیق و ہمنشینان دلاور ۔۔
بھرت پر عرصۂ ہیجا کرو تنگ
کرو دشت وغا میں سر فروشی
کریں سب کشور ہستی میں آرام
تو دریائے شجاعت نے کیا جوش
سنبھالے اپنے اپنے تیر و ترکش
تو بائیں رخ پہ چھینک آئی قضا را
شگون عطسہ ہے فرخندہ و نیک
ہم آغوش عروس کامرانی
صف بھارت میں ہر رونے کی آواز
بھرت کو ہے ہوائے عذر خواہی
منانے کے لیے جاتا ہوا ہے وہ
میں جاتا ہوں پئے تفتیش اسرار
تو کہدونگا اشارے میں وہیں سے

غرض وہ غرقۂ دریاے وسواس — براے امتحان آیا بھرت پاس
جھکائی گردن طاعت قدم پر — رکھا پائے بھرت پر دیدہ و سر
بھرت نے صادق الالفت جو پایا — بچشم و سر قدم سے سر اٹھایا
ہوئے طرزِ محبت سے سخن سنج — دلِ غمگین سے کھویا صدمہ و رنج
نکھا دیر پیراہن مین پھولا — برنگِ گل لباسِ تن مین پھولا
بھرت سے رام و لچھمن کا کہا حال — شروع سیر سے تا انتہا حال
بلا کر سب وہ صیادِ جوان نجبت — بنا خود رہنماے جادۂ دشت
نسیم آسا چلا ہمراہ بھارت — کہ تھا دل سے ترقی خواہ بھارت
بھرت حاضر ہوئے پیش بھردواج — کہ تھے وہ نکتہ آراؤن کے سرتاج
مہامن نے بصد حسن لطافت — وہان کی جملہ لشکر کی ضیافت
سری بھارت ہوئے رخصت سحرگاہ — بیابان کو چلے لشکر کے ہمراہ
غرض خیلِ بھرت با حالتِ غیر — قریب چترکوٹ آیا سبک سیر
نکھا دیر تھا فرخندہ فرجام — ہوا بڑھکر قدمبوسِ سری رام
ادب سے پاؤن پر گردن جھکائی — نوید آمد بھارت سنائی
سری لچھمن جتی نے جب سنا حال — تو سرخ آنکھیں ہوئین دلمین پڑا بال
جناب رام سے اٹھکر یہ کی عرض — کہ تعزیرِ بھرت ہے واجب الفرض
بھرت کا سب عناد و شور و شر ہے — فسادِ تازہ منظورِ نظر ہے
لیے شاہی کیا خارج وطن سے — اڑایا عندلیب آسا چمن سے
اجازت ہو اگر مجکو مہاراج — کرون سب لشکرِ بھارت کو تاراج
اسی دم صورتِ نخچیر سب کو — کرون یان سے خدنگِ تیر سبکو

سنی جب خود بدولت نے یہ گفتار — تو کی خوش ہو کے تقریر گہربار
بھرت پر ہے مری چشم عنایت — نہیں لب پر کبھی حرف شکایت
بھرت سے سینہ بے کینہ ہے صفا — مرا دل صورت آئینہ ہے صفا
بھرت قالب ہیں میرے شکل دم ہیں — جدا ظاہر ہیں باطن میں ہم ہیں
بھرت ہیں جان و دل سے ہم کو پیارے — بھرت ہیں قوت بازو ہمارے
بسا ہے تن بدن الفت کی بو میں — پڑا ہے حلقہ شفقت گلو میں
ہے یکساں باطن و ظاہر بظاہر — نہیں وہ حلقہ طاعت سے باہر
یہ فرما کر غبار دل مٹایا — سری لچھمن کو پہلو میں بٹھایا
جناب رام نے دیکھا بصد غور — بھرت ہیں مبتلائے گردش دور
زمیں پر سر ہے تسلیم خم ہے — نہایت شوق دیدار قدم ہے
بھرت اور سترہن دونوں برادر — گرے آ کر سرشک آسا قدم پر
جناب رام نے دست کرم سے — اٹھایا سر نظر آسا قدم سے
عجب وہ جوش رقت کی گھڑی تھی — دو رویہ ابر نیساں کی جھڑی تھی
ہوئے پھر بھرت لچھمن سے بغلگیر — ملے دونوں برنگ شکر و شیر
گرے مثل سرشک دیدہ تر — جناب جانکی جی کے قدم پر
دعا سیتا نے دی حاصل ہو آرام — ترقی پر ہو ہر دم الفت رام
سری رگھبر نے چومے پائے مادر — ہوئے سر سے جبیں فرسائے مادر
سری لچھمن نے بھی گردن جھکائی — تسلی خاطر مادر نے پائی
دعا دی جب تلک شمس و قمر ہیں — زمین و گلشن و شاخ و شجر ہیں

سر گردون پہ جبتک ہین ستارے
رہین دونون مری آنکھونکے تارے

شگفتہ سر بسر باغ امل ہو
جگر مین الفت اور بازو مین بل ہو

ہوئے محظوظ سنکر دونون بھائی
حضور کیکئی گردن جھکائی

سومترا کے قدم پر سر جھکایا
ادب سے شیوۂ طاعت دکھایا

ملے دونون بششٹ نکتہ بین سے
مٹایا غم دل اندوہگین سے

ملے ایک ایک سے باصد لطافت
دلون سے دور کی گرد کسافت

بصد دلجوئی و خاطر نوازی
ہر اک پر کی نگاہ سرفرازی

ہوا لشکر فروکش بر سر کوہ
مٹا سب آستان بوسی سے اندوہ

سری بھارت بششٹ اہل اکرام
ہوے خلوت مین پابوس سریرام

کہا اے لائق تاج خلافت
اودھ پر چھا گئی ہے فوج آفت

جدائی سے ہر اک ان نیمجان ہے
یہ فرط درد و غم محو فغان ہے

جو تھے از بس تپ فرقت سے غمناک
لباس زندگی کشتہ نے کیا چاک

سنی کیفیت مرگ پدر جب
ہوئے دونون برادر نوحہ بر لب

یہ جوش آنکھون نے رقت کا دکھایا
سرشک تر کا اک دریا بہایا

بششٹ نکتہ در بولے مہاراج
جہان ہے موت کے جھونکون سے تاراج

یہ بستی میہمانون سے بسی ہے
سحر کو وقت رخصت بیکسی ہے

کسے چارہ ہے منظور ازل سے
بچا ہے کون آغوش اجل سے

ہوا جو کچھ مقدر سے ہوا خیر
بس اب باغ اودھ کی کیجیے سیر

مناسب ہے بھرت کی سرپرستی
کہ ہے یہ شیوۂ اقلیم ہستی

بہن مجھے غم اگر سر پر نہیں باپ
بھرت کو ہیں فقط جاے پدر آپ

کہا بیشک بھرت آنکھوں کے ہیں نور
قریب دل ہیں گو ظاہر میں ہیں دور

مگر ٹالوں جو ارشادِ پدر کو
دلیری ہو ہر اِک فردِ بشر کو

دروغ و مکر کی خلقت ہو عادی
سخن کی ہو مرے بے اعتمادی

کرونگا جو کہا شہ نے زبان سے
پھرے کب تیر جو نکلے کمان سے

مناسب ہے کہ چھوڑو آہ و زاری
کرو چودہ برس تک انتظاری

بھرت ہوں رونق دربار شاہی
کریں سب انتظامِ کارِ شاہی

رعیت پر خلل آنے نپاوے
متاعِ آبرو جانے نپاوے

بھرت نے رو دیا فرطِ الم سے
کہا دم ہے اسی نورِ قدم سے

تمنا ہے کہ صحرا میں رہوں ساتھ
مثالِ خادمان باندھے ہوئے ہاتھ

بھرت کو رام نے مضطر جو پایا
میانِ گوشۂ پہلو بٹھایا

لیے بوسے لب و چشم و جبین سے
سرشکِ تر کو پوچھا آستین سے

عطا کی نیجۂ اقدس کی نعلین
کہ ہو حاصل دلِ بیتاب کو چین

ہوئے گویا بصد شیرین زبانی
تسلی کو یہ کافی ہے نشانی

رہو تم منتظر چودہ برس تک
در دل پر خوشی کی ہوگی دستک

گذر جائینگے جب ایام میعاد
کرینگے ہم اودھ قدموں سے آباد

نہو اب صدمۂ فرقت سے دلگیر
مشیت پر ہو شاکر تن بہ تقدیر

گذارش کی بھرت نے دست بستہ
کہ اے منزل رسان پا شکستہ

سوا میعاد سے گذرا جو اک روز
اُٹھے گی دل سے اک آہ جگر سوز

تجسّس مین رہیگی روح بیچین | پھریگی شکل مردم مردم عین
لباس زندگانی چاک ہوگا | غم فرقت کا قصہ پاک ہوگا
غرض نعلین چوبی رکھ کے سر پر | بجاے جیغہ و تاج منور ہے
ہوئے بھارت سرشک آسا روانہ | ہر اک آنسو بنا موتی کا دانہ
چلا سب قافلہ با حالت زار | پریشان مضطر و ششدر دل افگار
گئے سوے اودھ با دیدۂ تر | خراب و خستہ و بیتاب و ابتر
بھرت جی نے براہ عقل و فرہنگ | وہ کی نعلین چوبی زیبا و رنگ
بنایا سترہن کو کارپرداز | کہ تھے وہ اہل توقیر و سرافراز
بھرت اک گوشۂ مسکن مین بیٹھے | جدا تشکل رکھیشر بن مین بیٹھے

آغاز آرن کانڈ راجہ رامچندر کا چترکوٹ پر سیر کرنا اور آنا جینت راجہ اندر کے بیٹے کا بہ تشکل زاغ اور منقار مارنا جانکی جی کے پاؤن مین بنظر آزمائش اور تیر مارنا راجہ رامچندر کا اور پناہ نہ پانا جینت کا تینون لوک مین اور مجبور ہوکر گرنا رامچندر کے قدم پر

جناب رام ہو چشم عنایات | کہ ہے دریاے بخشش آپکی ذات
یہان سے اب ہے آغاز ارن کانڈ | زبان ہے کاشف راز ارن کانڈ

سری سیتا سری لچھمن سری رام
زبس محو تماشائے چمن تھے
کہین سبزہ زمرد پوشش دیکھا
کہین بلبل خوشی سے نغمہ خوان تھی
گئی سیر چمن سے بیکلی بھول
گلون کا گوندہ کر زیور بنایا
لیے سیر گل و سرو و صنوبر
جنید فتنہ پرداز و خرد مند
بنا عقل و ہنر سے صورت زاغ
خیال آیا یہ دل مین بے تحاشا
قدم تک کرکے زلف آسا رسائی
گرایا سری سیتا پہ یکبار
ہوا زخمی جو پشت پائے گلگون
ہوئی سرخی عیان مثل گل تر
جناب رام نے دیکھا جو یہ حال
کیا گوشے سے تیر جانستان سر
بصد حسرت پدر کے پاس پہونچا
سری برہما نے دیدی دوہائی
اڑا اوج ہوا پر صورت ہوش

ہوئے اک دن بیابان مین سبک گام
گلون کے رنگ و بو پر خندہ زن تھی
گل و بلبل کو ہم آغوش دیکھا
کہین پر فاختہ رطب اللسان تھی
بہم دامان صحرا سے چنے پھول
تن نازک پہ سیتا کے پنہایا
ہوئے زینت فزا فرش حجر پر
سری سرپت کا فرزند جگر بند
اڑا گردون پہ مثل بلبل باغ
کہ دیکھون زور قدرت کا تماشا
مین دیکھون رام کی زور آزمائی
چبھوئی بشکل نشتر نوک منقار
تو جاری ہوگیا فوارۂ خون
نیا قدمون کو ہاتھ آیا بہادر
کمال طیش سے آنکھین ہوئین لال
سو گردون اڑا زاغ سیہ پر
حضور مالک کیلاس پہونچا
رہائی تیر آتش سے نہ پائی
ہوا تحت الثرا مین جاکے روپوش

یہ طاقت تھی کسے جز رام و سیتا
جو زخم اُس طائر بے پر کا سیتا

غرض ہر سمت سرگردان پھرا وہ
بہ مجبوری قدم پر آ گرا وہ

کہا رو کر کہ اے سرمایۂ ہوش
خطا پوش و خطا پوش و خطا پوش

تمھین نے راچھسون کو بن مین مارا
براہِ مہربانی سب کو تارا

قدم مین قدرتِ کامل بھری ہے
اہلیہ زوجۂ گوتم تری ہے

نہنگِ جانستان سے فیل بے زور
چھُڑایا درمیانِ قلزمِ شور

خطا سے دیدہ و دانستہ میری
ولیکن اب ہے چشمِ دستگیری

سُنے جب رام نے یہ کلمۂ ہوش
تو دریاے ترحم نے کیا جوش

امان دی اُسکو تیر تیز پر سے
بچایا تشدد درد جگر سے

پئے عبرت نگر اک کور کی چشم
کہ تھی شوخی پہ اُس شہ زور کی چشم

امان پائی تو وہ مرغِ قوی پر
قدم چھو کر اُڑا اوج ہوا پر

چلنا رامچندر کا چترکوٹ کے پہاڑ سے طرف صحرا کے اور مارنا ایک راچھس کو اور ملاقات ہونا رکھیشرون سے اور مقام کرنا پنچ بٹی اور ڈنڈک بن کے اور چند مدت تک رہنا مع سیتا جی و لچھمن جی کے

سری رگھبر ترا سے یادگار رہی
سخن کو میرے بخشو پایداری

گُلِ مضمون مین ہو وحدت کی بو باس
فریبِ تختۂ گلشن ہو قرطاس

بیابان در بیابان چمن در رام
لیے سیر تماشا تھے سبک گام

جدھر مثل صبا کرتے تھے گلگشت
مہک جاتا تھا سارا دامن دشت

عیاں تھا مہر کا ذروں میں پرتو
قریب آئے آ پہونچے سبک رو

رگھیشر نے جو دیکھا جلوۂ پاک
قدم کی لے کے ماتھے میں ملی خاک

جگہ دی گوشۂ مسکن میں آنکھوں نے
بہار آسا رکھا گلشن میں اُن کو

بصد جوش و نشاط شادمانی
ادا کی اُس نے رسم میہمانی

گئے پھر واں سے دونوں صاحب جاہ
حضور بالمیک نکتہ آگاہ

مہامن نے براہ چارہ سازی
دکھایا شیوۂ مہمان نوازی

مہیا تھی ہر اک آرام کی شے
وہیں پر منزل شب رہ گئے کی طے

مسافر خانۂ مشرق سے جس دم
ہوا مغرب کو راہی مہر اعظم

ہوئے رخصت وہ تینوں نازپرور
سوئے صحرا چلے با دیدۂ تر

ہوئے جس سرزمیں پر سایہ افگن
وہ رشک باغ بستان بنگیا بن

بچھا دیتے تھے عین آنکھیں غزالے
سراسر سنگ تھے روئی کے گالے

کوئی راکھس تھا رستے میں سیہ کار
ستمگر ہر دم آزار دستمگار

نظر میں پردۂ نخوت جو تھا فاش
ہوا آکر مقابل پھر بہ پرخاش

کماں کی طرح تھا مائل کجی پر
گرا ایسے جناب جانکی پر

اٹھا کر لے گیا سیتا کو یکبار
گیا زینت وہ داماں کہسار

نمایاں پھر ہوا پیش سر رام
عیاں کی رزگہ میں ظلمت شام

کبھی گرجا کبھی تڑپا جہاں گرد
اڑائی گہ بسوئے آسمان گرد

کبھی ظاہر ہوا میدان مین گمراہ
سری لچھمن نے مارے تیر ہر چند
سر مو کچھ شرارت مین نہ تھا فرق
مہاراج الدھراج آئے غضبناک
گرا جسدم سر شک آمادہ شہزور
جو تھی چشم حصول عز و اکرام
جناب رام نے جوش خوشی سے
اودھر لچھمن سری سیتا کو لائے
ملے سر بھنگ نام اک کہ نکو ذات
زبس پژمردہ مانند گل تر
جو پایا نقد دیدار سری رام
بھڑک کے آتش الفت کے زبس
پتنگے کی طرح جلکر ہوئے خاک
جو رکھ نے سوزش الفت دکھائی
سو لچھمن نے سنی جب آمد پاک
جھکایا سر براہ خاکساری
جو دیکھا رمز طاعت مین ایسے طاق
چلے آگے وہ پھر سرمایۂ جاہ
گرفت اپنے حال زار مین تھا

چھلاوہ کی طرح غائب ہوا گاہ
عداوت سے نہ باز آیا تنومند
تڑپتا تھا مقابل صورت برق
کیا اک تیر سے آغشتہ خاک
مچا گردون پہ جے جے کار کا شور
دم مرگ اسنے کی یاد سری رام
جگہ سرپور مین بخشی راستی سے
ہوئے شادان قدم آگے بڑھائے
فہیم و صاحب کشف و کرامات
کھڑے تھے اک پاسے تھے مثل صنوبر
قدم پر گر پڑے وہ اہل اکرام
ہوا سوزان تن انکا صورت خس
شعاع حسن انور پہ ہوئے خاک
چلے آگے خرامان دونون بھائی
گرا آکر قدم پر جیت وچالاک
قدم دھوئے بجوش اشکباری
مہاراج اس سے پیش آئے باخلاق
سو لچھمن سایہ سان قدم ان کے ہمراہ
خرامان دامن کہسار مین سے

کہین پر اک مکان صاف دیکھا
قرینے سے قطار نخل موزون +
الگ اک رکھ وہان تھے جلوہ افروز
جو پابوسی کو آئے وہ نکو ذات
مہامن نے زبس کی مہربانی +
زبان نرم سے بولے سریرام
ازل سے ہے رسوخ لطف و اخلاص
کرم سے مجکو بتلا دو وہ تدبیر +
کہا رکھ نے کہ ڈنڈک بن مین رہیے
خوشی سے کیجیے اس بن مین آرام
چلے دونون برادر شاد و مسرور
نظر آیا وہ صحراے لق و دق
ہر اک جانب ہجوم وحشی و طیر
شجر پانچ اک جگہ آئے نظر سبز
جھکی ہر شاخ تر ابرو کی صورت
پھلین شاخین ہرے پتے گھنی چھاؤن
مقام جانفزا تھا بہر آرام +
نظر آیا بیابانون مین جو یہ رنگ
جناب لچھمن و سیتا سریرام

مثال آئینہ شفاف دیکھا + +
دل آرا تھا بہار نخل موزون
ادیب و اوستاد نکتہ آموز
تو پائی دولت لطف ملاقات
بجا لائے طریق میہمانی +
کہ اے دانا دل و فرخندہ فرجام
مرا ظاہر ہے تم پر مطلب خاص
کرون تا فتنہ ایجادون کو تسخیر
خرامان گوشۂ گلشن مین رہیے
پھنسے گا طایر مطلب تہ دام
تردد گوشۂ دل سے ہوا دور
کہ ہو رنگ بیابان عدم فق
شکار و سبزہ و دریا کی تھی سیر
مطرا تازہ و سیراب و سرسبز
مسلسل حلقۂ گیسو کی صورت
مجسم سایۂ رحمت بنی چھاؤن
میان شش جہت تھا پنچ بٹی نام
ہوئے شادان وہ تینون اہل فرہنگ
ہوئے وان جلوہ افگن بہر آرام

خراماں گہ بسر کہسار پر تھے ✦ کبھی محو تماشائے شجر تھے ✦
کبھی تھے مائل صید دد و دام ✦ بصد جوش طرب کرتے تھے آرام

آنا سُپ نکھا ہمشیرۂ راون کا اور عاشق ہونا اسکا رامچندر پر اور ناک کٹنا اسکا لچھمن جی کے ہاتھ سے اور جانا اس کا کھر دوکھن کے پاس واسطے فریاد کے

رہے ہر لحظہ یاد پرتھوی ناتھ ✦ کہ راہ نظم طے ہو لطف کے ساتھ
بیان راوی شیریں سخن سے ✦ وہی یاں تازہ مضمون کہن ہے
جہاں پر رام و لچھمن کا گذر تھا ✦ وہاں ہمشیرۂ راون کا گھر تھا
جسیم و زشت باطن سپ نکھا نام ✦ برنگ گیسوے مشکیں سیہ فام
غریق بحر نخوت پا سے تا فرق ✦ بلائے آسمانی صورت برق
کسی دن اتفاقاً بہر گلگشت ✦ ہوئی وارد میان عرصۂ دشت
بچشم دل جو دیکھا جلوۂ رام ✦ اڑا مرغ قرار و صبر و آرام
قدم دیکھا تو صاف عقل اسکی سرکی ✦ ہوئی زخمی جو شمشیر نظر کی
پھنسا دل حلقۂ دام بلا میں ✦ الجھ کر رہ گیا زلف دوتا میں
جو دیکھیں نرگسی آنکھیں وہ مخمور ✦ تو دل جام بلور آسا ہوا چور
بڑھا دریائے جوش بے قراری ✦ چڑھا اندرون پہ شوق ہمکناری

بنی وہ اہل فطرت پیکر حسن
فریب جلوۂ ماہ دو ہفتہ
وہ گیسو غیرت گیسوئے سنبل
وہ قد رشک قد سرو و صنوبر
سخن رشک نبات و شکر و قند
وہ جام بادۂ گلفام آنکھیں
وہ ابرو رشک تیغ اصفہانی
وہ تل میزان دانش میں جو تل جائیں
غرض بنکر وہ محبوب دلآرام
میں ہوں شاہنشہ راون کی ہمشیر
فلک ہر دم مرے رتبے سے کم ہے
بہت ہے مہجبینوں کو مری چاہ
بپا شور محبت کر رہے ہیں
بہت گو خوش ادا قوم بشر ہے
مگر یک گونہ یاں بیشتر ہوں مائل
رہیں باہم کلام گر مجھ سی
ہنسی گرمی بازار الفت
میں اہل حسن ہوں تم صاحب ناز
ہوئی گرم سخن یوں جب وہ ناکام

سر چرخ نزاکت نیر حسن
کہ ہوں اہل نظر از خویش رفتہ
پریشان ہوں سراسر موئے سنبل
قیامت خود کرے تعظیم جھک کر
زبان بلبل کی گویائی کرے بند
فریب دیدۂ بادام آنکھیں
نظر گویا بلائے ناگہانی
تو آنکھیں چرخ کی تارا سی کھلجائیں
ہوئی یوں نغمہ زن پیش سری رام
مری اہل جہاں کرتے ہیں توقیر
ہلال آسمان طاعت کو خم ہے
تپ فرقت سے ہر دم نکلتے ہیں آہ
حباب آسا مرا دم بھر رہے ہیں
نہیں مجکو کبھی مد نظر ہے
پسند آئے مجھے حسن و خصائل
حجاب آسا نہ کیجے چشم پوشی
کہ تم ہو واقف اسرار الفت
کند ہمجنس با ہمجنس پرواز
تو بولے خندہ فرما کر سری رام

نہین ہی مجکو اس دولت سے بہرہ ور | کہ ہون آوارۂ صحرا بہ صحرا
سنبھلے گی کس طرح اے مایۂ ہوش | کرو تو پردہ نشین ہین خانہ بردوش
سری لچھمن مگر ہان قدردان مین | جوان مرد و شکیل و خوش بیان ہین
حصول خرمی ہے بے غم و رنج | زبس ہین زیرک و دانا سخن سنج
کہے اُنسے جو اسرار نہانی | عجب کیا گر کرین کچھ قدردانی
گئی تب جانب لچھمن وہ دلگیر | دکھائی مطلب باطن کی تصویر
کہا اس حلقۂ گیسو کے صدقے | بہار جنبش ابرو کے صدقے
مجھے کیجے اگر خدمت مین مقبول | سدا عرض محبت کو رہے طول
کہا لچھمن نے ہنسکر اے نکوکار | نہین مجکو یہ گستاخی سزاوار
ہمیشہ بندگی سے ہے مجھے کام | مین ہون پابند ارشاد سریرام
انھین زیبا ہے سب اے پیکر ناز | کرین تجکو جو خدمت مین سرافراز
انھین سے پھر بیان مدعا کر | لجاجت کر ساجت کر دعا کر
گئی پھر سب کہا قرب سریرام | پریشان صورت زلف سیہ فام
کہا رگھبر نے اے سرمایۂ نور | مری شان فراست سے یہ ہے دور
گریبان میرا دست غیر مین ہے | کہ زنجیر تعلق پیر مین ہے
عروس مدعا سے دور ہون مین | ہوس سب کچھ ہی پر مجبور ہون مین
ابھی کم سن ہین لچھمن چشم بد دور | بدن سے ہے فروغ شعلۂ نور
انھین سے پھر گذارش کر قدم لے | انھین کے دامن الفت مین دم لے
گئی وہ پیش لچھمن با دل زار | ہوئی رو رو کے یون سرگرم گفتار

نہ زلف آسا سخن کو طول کیجے
غلامی مین مجھے مقبول کیجے

کہا لچھمن نے ہنسکر اے وفا کیش
مجھے اس امر مین ہے سو پس و پیش

کہ ہون مین ہمرکاب رام و سیتا
ہوا خواہ جناب رام و سیتا

سیا کی اے وجود با تمیزی
گوارا تجکو کب ہو گی کنیزی

انھین کے پاس جا اے صاحب آل
انھین سے کر مکرر عرض احوال

غرض یون ہی گئی آئی کئی بار
بر آئی پر نہ امید دل زار

زبس جب آمد و شد سے ہوئی تنگ
تو جامہ سے ہوئی باہر وہ بے ننگ

خروشان جانب لچھمن گئی وہ
غضب آندھی کا جھونکا بنگئی وہ

کہا تمنے مجھے دیوانہ سمجھا
چراغ حسن کا پروانہ سمجھا

جلایا دل لگی کر کر کے جی کو
بجھایا پر نہ اس دل کی لگی کو

بنائے مکر و تزویر و دغا ہو
حقیقت مین سزاوار سزا ہو

جناب رام نے ہنسکر قضارا
کیا ابرو سے لچھمن کو اشارا

اسی دم کرکے لچھمن نے گرفتار
تراشے بینی و گوش گنہگار

کٹے جب سپ نکھا کے بینی و گوش
برنگ برق تڑپی وہ جفا کوش

غضب سے اشک ریزان با دل زار
ہوئی بن سے گریزان سوے کہسار

وہان رہتے تھے دو اسکے برادر
بنائے نخوت و پیرایۂ شر

قریب حکمت سنجان عقل سے دور
کھر و دوکھن سے نخوت سے مخمور

کمال زور و نخوت تھا سلف سے
مقرر تھے وہ راون کی طرف سے

زبس تھی کان خودبینی وہ ناپاک
گئی پاس اُن کے باچشم غضبناک

کہی رو کر برنگِ ابرِ پُرجوش
سنائی سب مفصل اپنی روداد
کہا دو آدمی آئے ہین بن مین
جما قدمون سے ہے رنگ حنائی
صفا لوحِ جبین پر یہ ملا ہے
وبال جان کٹے گیسو کی بو سے
اودھ کے رہنے والے لچھمن و رام
لیے تیر و کمان پھرتے ہین بن مین
عجب اک نازنین کمسن سی ہے ساتھ
تنِ نازک مین پوشاک معرق
بہم پوشاک کو رونق ہے تن سے
قدمبوسی سے مہندی کی بڑھی شان
وہ زلفِ پرشکن ہے سایۂ نور
گئی تھی مین سوے صحرا خرامان
پکڑ کر مجکو رستے مین بصد جوش
تمھین گو مین نے دی رو رو کے آواز
نہ دیکھی جا نبری اپنی کسی طور
مقام حیف ہے جائے عجب ہے
تم ایسے جسکے بھائی ہون زبردست

بناسے بینی و خالِ بناگوش
مچایا فرطِ غم سے شور و فریاد
غضب وہ ناتوانی ہے تن مین
گھٹے آبرو دانتون سے پانی
مجسم نور سانچے مین ڈھلا ہے
نہ الجھے دل بلا سے چار سو سے
یہان ہین شائقِ صید و دد و دام
نسیم آسا خرامان ہین چمن مین
تصور مین نزاکت چوم لے ہاتھ
کہ خورشیدِ افق کا رنگ ہو فق
جلا زیور کو ہے نورِ بدن سے
تنِ زیور مین گویا پڑ گئی جان
یہ اسم جانکی سرمایۂ نور
کیے سب پرزے پرزے جیب و دامان
تراشے نے تامل بینی و گوش
مدد کو پر کوئی پہونچا نہ جانباز
گریزان ہوکے یان آئی ہین فی الفور
بشر غصہ کرین مجھپر غضب ہے
وہ ہو یون صورتِ نقشِ قدم پست

سراسر دامن حرمت ہوا چاک
مثل ہے کیا رہی جب کٹ گئی ناک

اگر کچھ پاس غیرت ہے تو بھائی
مرے بدلے کرو زور آزمائی

اگر شاہنشہ لنکا کا ڈر ہو
تو مانند سپر سینہ سپر ہو

لگے گی پھر نہ ایسی نازنین ہاتھ
رہو گے رکھ کے بالائے جبین ہاتھ

جو نام رام و لچھمن ہے زبان پر
دماغ خام ہے آج آسمان پر

سنی یہ سب کتھا سے جبکہ روداد
چلے نار غضب سے فتنہ ایجاد

چڑھا زورون پہ دریاے حرارت
چلے شورش کو از راہ شرارت

کماندار و دلیر و ناوک انداز
صف افگن صفدر و سرکش ستم ساز

لیے چودہ ہزار افسر زرہ پوش
چلے جوشان خروشان گرز بردوش

گئے بن مین وہ سب ہمپایۂ ابر
ہوا گویا چمن پر سایۂ ابر

جو دیکھی شورش فوج ستم کام
سری لچھمن سے یون بولے سری رام

مخالف صورت مژگان پھری ہین
چمن پر آکے ابر آسا گھری ہین

سیا کو دامن کہسار مین تم
کرو پنہان برنگ نور مردم

کرون مین دشمنون کو کشتۂ تیر
کہ واجب ہے گنہگارون کو تعزیر

غرض لیکر سری سیتا کو ہمراہ
گئے کہسار مین لچھمن بصد جاہ

پہونچکر وان کہا دشمن نے کڑکے
نہین ہے فائدہ جنگ و دوسر سے

اسیر حلقۂ خونخواری نہ کیجے
غریبون کی دل آزاری نہ کیجے

بآسانی جو مطلب ہاتھ آجائے
تو کیون ہو کشت خون پھر بیٹھے بٹھلائے

یہ کہکر الغرض بیباک سبک گام
کیا گھر سے روانہ جانب رام

کہا قاصد سے کہدینا خبردار
کرو اگر ادب سے جبہہ سائی
بسی دل مین جو بوی شور و شر ہے
وہ راون ہی شہنشاہِ زبردست
بلا قامت غضب ہے زور جس کا
اسی راون کی ہم دونون ہین بھائی
اسی شہ کی وہ سپنکھا ہی ہمشیر
کہان نخوت کہان صحرا نشینی
حیات اپنی اگر ہو تمکو منظور
بلا سر پر نہ لو بیٹھے بٹھا لے
سنا جب قاصدِ کھر سے یہ پیغام
شہ دسرتھ کے ہم لخت جگر ہین
پے صید پلنگ و آہو و شیر
زبس صید افگنی کی دل مین لو ہے
در مطلب ملا بیٹھے بٹھائے
شہ لنکا زبس ہی خود فراموش
بر از نخوت فراست سے ہے خالی
کسی صورت اسے بھی آخر کار
کہا جا کر یہ جب قاصد نے کھر سے

کہ آ پہونچی سپاہ گرز بردار
اجل سے ورنہ ہے مشکل رہائی
نہین شاید شہ لنکا کا ڈر ہے
ہجوم دیو تا جنگی کیا پست
مچا ہے بحر و بر مین شور جس کا
مسلح ہین لیے زور آزمائی
شرارت جس سے کی بے جرم و تقصیر
ترا تھی اسکی خود بینی سے بینی
تکبر گوشۂ دل سے کرو دور
کرو سیتا کو راون کے حوالے
زبان نرم سے بولے سری رام
یہ اسم رام و لچھمن مشتہر ہین
میان کوہسار آئے ہین دلگیر
تمھین سے آہو دل کی جستجو ہے
کہ آہو سوے صحرا گھیر کر آئے
عروس خود پسندی سے ہم آغوش
مناسب اسکی اب ہے گوشمالی
کرینگے کشتۂ تیر شرربار
چلین جو شان صف کین آئین شرر سے

ہر اک جانب سے کی تیروں کی بوچھار
ہوا میدان سراسر تیرہ و تار

کوئی بھڑکا برنگِ آتشِ تیز
کوئی کڑکا بسانِ برقِ خونریز

کسی نے میان سے خنجر نکالا
کسی نے سر کے بل بھالا سنبھالا

جو دیکھی رام نے تیروں کی بوچھار
برابر سے کئے تیرِ شرر بار

سوارِ سنگدل گھوڑوں کی زین سے
گرے جل جل کے تیرِ آتشین سے

گرے کٹ کٹ کے دوش و بازو و سر
کہین جیغہ کہین کلغی کہین سر

جو بھاگے کچھ دیتان صف آرا
اُنھین رن مین تعاقب کر کے مارا

سواروں نے زبس کی تیزپوئی
ولیکن ہو سکا جانبر نہ کوئی

ہوئی غرقِ تباہی فوج ناکام
پھرے جوشِ تبسم سے سری رام

ادھر لچھمن سری سیتا کو لائے
ملے باہم قدم پر سر جھکائے

جانا سپ نکھا کا راون کے پاس فریاد کیواسطے اور آنا اُسکا ماریچ راچھس کو لیکر پنچبٹی مین۔ اور ہرن بننا ماریچ کا اور شکار ہونا رامچندر کے ہاتھ سے اور لیجانا راون کا سیتا کو لنکا مین برہمن بنکر اور اُتارنا درمیان اپنے باغ کے

خیالِ جانکی صبح و مسا ہو
یہ دل بوئے تصور سے بسا ہو

گئی میدان مین جب راون کی ہمشیر
کھر و دوشن کو دیکھا کشتۂ تیر

کمال درد سے کھینچی دہائی
پریشانی سے سر پہ خاک اڑائی

تڑپ کر پھر برنگ برق تابان
گئی بن سے سو لنکا شتابان

خبر دشان محفل راون مین آئی
غبار آسا دل راون مین آئی

شہ راون سے نخوت سے مدہوش
سریر زر پہ بیٹھا تھا بصد جوش

سر نخوت پہ دیہیم زر افشان
مفرق پر تکلف گوہر افشان

اراکین دست بستہ صف بصف تھے
مشیر و اہتمامی ہر طرف تھے

جما تھا رنگ جشن خسروانہ
سرود و نغمہ و چنگ و چغانہ

بہم نقل و کباب و ساغر و مے
رباب و ارغنون چنگ و دف و نے

جو دیکھا سب یہ سامان طربناک
غضب سے سب کہا جلکر ہوئی خاک

جلایا آتش قہر و غضب نے
عجب نالہ مچایا جان لبب نے

گئی راون کے آگے فتنہ ایجاد
دہائی دی کہا فریاد فریاد

تجھے کچھ کار دنیا کا نہین ہوش
مے نخوت سے ہے از خود فراموش

جہان مین ہی ہم آغوش طرب کون
الم سے رو رہا ہے جان لبب کون

طلوع نشۂ مستی ہے کس پر
ستم کس پر زبردستی ہے کس پر

غفلت سے مجھے آزار و ستم ہو
ترے جیتے تری خواہر کو غم ہو

میان گوشۂ بزم حمیدہ
دکھائے بینی و گوش بریدہ

ہوا ادا دن یہ ستارہ بر سر طیش
پڑا رخنہ میان محفل عیش

کہا ایسا وہ کون آیا چو اژدر
کیا جس نے اسیر حلقۂ درد

کرون جاکر خدنگ تیر کس کو ۔ دکھاؤن برشِ شمشیر کس کو
کہا دو تن بنام لچھمن و رام ۔ ہوئے ہین سوے ڈنڈک بن سبک گام
فلک تک جلوۂ نورِ قدم ہے ۔ کمالِ قوتِ بازو بہم ہے
سخن پرور اودھ کے رہنے والے ۔ چلن سیدھا بظاہر بھولے بھالے
خطائے ذات انسان سے بری ہین ۔ شہ دسرت کے فرزندِ جری ہین
زنِ پردہ نشین ہے اُنکے ہمراہ ۔ کہ جسکے نقش پا ہین نیر و ماہ
یہ اسمِ جانکی سرمایۂ حسن ۔ کفِ پا سے ہے اُسکے پایۂ حسن
قضارا درمیانِ دامنِ دشت ۔ گئی تھی مین خرامان بہرِ گلگشت
تری خواہر سمجھکر اے شہنشاہ ۔ دیا مجکو نہایت دردِ جانکاہ
کیے گو نالہ و زاری بصد جوش ۔ زبردستی تراشے بینی و گوش
پکارا سرورِ لنکا کہ ہیہات ۔ نہ کیون تو نے کہی دو کھن سے یہ بات
پہونچکر خون ستمگارون کا پیتے ۔ کبھی دونون کو بے جیتے نہ جیتے
ہوئی گرمِ سخن راون کی ہمشیر ۔ وہ پہلے ہو چکے ہین کشتۂ تیر
مدد کو جب مری پہونچے وہ جوشان ۔ جناب رامچندر آئے خروشان
بضرب تیر آتش اے وفا کوش ۔ کیے تن سر کے بوجھے سے سبکدوش
ہوئی گو آبرو برباد میری ۔ مناسب ہے کہ سُن فریاد میری
پڑا راون کے دلمین غم کا چھالا ۔ تسلی دے کے خواہر کو سنبھالا
ہوا از بس اسیرِ حلقۂ رنج ۔ ہوا دل غرقِ دریاے شش و پنج
اُٹھا خود بزمِ سلطانی سے بیتاب ۔ ہوا داخل شبستان مین پئے خواب

سحر کو جب کہ خورشید جہانگیر / چمک اٹھا کرن کی لیکے شمشیر
اٹھا بستر سے راون با دل زار / سرور بادۂ نخوت سے سرشار
بصد جستی سلاح جنگ پہنے / لباس صاف و زنگار رنگ پہنے
کیے تاج مرصع زینت سر / لیے ہاتھون مین تیر و گرز و خنجر
بصد شوکت وہ رتھ پر ہو گئے اسوار / چلا لنکا سے صحرا کو صبا وار
یہان لچھمن سحر کو حسب معمول / گئے بن مین خرامان توڑنے پھول
سری سیتا سے یون بولے سری رام / کرو چندے تن آتش مین آرام
سزائے سرکشان مد نظر ہے / یہان جنکے ستم سے چشم تر ہے
یہان تک ہین ستمگار زمانہ / کرونگا سب کو ناوک کا نشانہ
رہو تم اگن مین تا مدت چند / تن آتش مین نور آسا رہو بند
سیا جی نے پئے تعمیل ارشاد / کیا کاشانۂ آتش کو آباد
تن آتش مین آئین صورت دم / سمایا نار مین نور مجسم
مجسم سایۂ سیتا بصد جاہ / رہا دامن صفت شوہر کے ہمراہ
سری لچھمن پھرے جب توڑ کر پھول / برادر نے کیے لطف اپنے مبذول
سیا کا جسم آتش مین سمانا / سری لچھمن جتی نے بھی نہ جانا
ادھر راون سر دِرمے سے سرشار / گیا نزدیک ماریچ ستمگار
کہا اے نکتہ آرا و قوی تن / کماندار و دلیر و ناوک افگن
ازل سے ہمدم و غمخوار ہے تو / شریک محنت و آزار ہے تو
مہم اک سخت ہے در پیش مجھکو / مدد دے اے محبت کیش مجھکو

اودھ سے دو برادر لچھمن و رام ہوئے ہین صورت صرصر سبک گام
نہایت سر پہ زلف آسا چڑھے ہین برنگ موجۂ دریا بڑھے ہین
تکبر سے ہوئے ہین خود فراموش ترا شئے سب لکھا کے بینی و گوش
سزائے کار گستاخی ہے لازم ہین ہون انکی گرفتاری کو عازم
مدد کو میری ہمراہی ہین چل تو دکھا گیسو صفت ملکر کے بل تو
سنا راون سے جب نام سریرام برنگ بید کانپ اٹھا وہ ناکام
کہا بس اے شہنشاہ وفا کوش نصیحت کر مری آویزۂ گوش
وہ ہین نور مجسم دونون بھائی نکر تو خواہش زور آزمائی
دلیر و صفدر و مرد زبردست کرینگے سرکشون کا حوصلہ پست
وہی یہ ہین جناب لچھمن و رام جنھون نے تاڑکا ماری سر عام
وہی یہ ہین سمجھا تم نہ ان کو بلا لائے تھے بسوامتر جن کو
شریر و فتنہ گر مارے انھین نے کیے کشتون کے پشتے انھین نے
انھین نے ناوک اک مارا بصد زور گرا مین درمیان قلزم شور
اسی دن سے بدن سے چور میرا لڑون پھر یہ کہان مقدور میرا
اسی تیر گران سے تنگدل ہون ضعیف و ناتوان و مضمحل ہون
تصور سے لبون پر ہے دم سرد ابھی تک ہے جگر مین شدت درد
اسی مین خیر ہے اے شہنشاہ ابھی سیدھی طرح سے گھر کی لے راہ
خیال سرکشی کر دل سے باہر کہ زور ان کا ہے دل پر ہی ظاہر
سنا مارچ سے جب حرف انکار ہوا گیسو صفت برہم سیہ کار

کہا ہی لائق زور آوری کون
یہ منہ کس کا کہ آکر منہ دکھائے
مری ہی ساکنان عرش تک دھوم
پرندے دبتے ہے خوف وخطر سے
نہین ہرگز مجال آدمی زاد
خلاف عقل کی تقریر تونے
اگر ہے تجکو ہمراہی سے انکار
سُنی جب یہ شہ راون کی تقریر
پڑا اک مصرعہ خاطر مین سکتا
فتادہ در کشاکش ماہی ماندن
متاع زندگی سے ہاتھ دھو کے
کہا دل مین کہ گو ہے منزل سخت
پس مدت مقدر یار ہوگا
سرافرازی ملے گی مین نے جانا
اگر بخشین تو ہے صدق ارادت
ادھر جلنے مین عیش بے کدورت
وہان ہر طرح سے شکل بہبود
غرض دونون وہ بدبخت سیہ کام
نظر آیا جو نور عارض پاک

مقابل ہو وہ ایسا ہی جری کون
دکھائے منہ تو بیشک منہ کی کھائے
ہوا قبضے مین ہی آتش ہے محکوم
درندے چھپ گئے ہیں گوشون مین ڈر سے
اکڑ کر مجھ سے لے مانند شمشاد
خطا کی واجب التعزیر تونے
کرون گا کشتہ تیغ شرربار
یکایک تھرتھرا اٹھا وہ دلگیر
رہا سکتے کے عالم مین سسکتا
نہ روے رفتن نہ جاے ماندن
چلا راون کی ہمراہی مین رو کے
مگر کچھ ہے طلوع کوکب بخت
میسر شربت دیدار ہوگا
قدمبوسی کا ہاتھ آیا بہانہ
وگر مارین تو ہے عین سعادت
ادھر سے ہین نارائن کی صورت
بہم در اصل ہوگا گو ہے مسدود
گئے قرب جناب لچھمن و رام
گرا غش کھا کے راون بر سر خاک

فروغ حسن لاثانی تھا بن مین
سنبھل کر دفعتہً خواب عشق سے
نظر آیا مبدّل چہرۂ پاک
یہ چھائی ظلمت شبہائے شامت
بصورت دفعتہً دیکھی جو بن مین
قدم رعب تجمل سے نہ مارا
کہا ہمدم سے اے پیر خوش اسلوب
اٹھین صید افگنی کو لچھمن و رام
یہ ہون اوجھل جو صحرا مین نظر سے
سُنی جب دم شہ راون سے یہ بات
مغرق دوش زیبا پر پڑی جھول
عیان سر پر بہار شاخ زرین
مغرق نیلم و الماس و زر سے
تجمل حسن سے غزالان ختن ہون
روش سے فتنۂ محشر ہویدا
غرض یون بن کے وہ آہوے خوش رنگ
قریب رام انکی آہو جب آیا تو
کہا شوہر سے ہنسکر اے مہاراج
عجب کچھ اُسکی رفتار کا چلن ہے

چمک تھی پردۂ چرخ کہن مین
نظر کی پھر دوبارہ سرکشی سے
مہیب و دہشت انگیز و غضبناک
قد موزون نظر آیا قیامت
پڑا اعشہ ساراون کے بدن مین
رہا آگے نہ پھر چلنے کا یارا
کراس میدا مین تدبیر خوش اسلوب
مین یان سیتا کو لیکر ہون سبک گام
ملے پھل باغ مطلب کے شجر سے
بنا فوراً وہ آہوے طلسمات
فشکل و دلکش و دلچسپ معقول ہے
تجلی تھی نثار شاخ زرین
چمک تھی جلوہ گر چاندی کی کُھر سے
ہرن کے نشۂ غفلت ہرن ہون
شرارت اُسکی عین آنکھون سے پیدا
ہوا امید مین ہر سو گرم آہنگ
نظر مین نقش حیرت سما یا
یہ دیکھا آہوے زرین عجب آج
نمایان ہر ادا مین بانکپن ہے

زبس آہوے مرغوب دل آزار
کسی حکمت سے کر دیجے گرفتار

اسی وحشی کو تنہائی مین پاؤن
غم صحرا کسی حیلے سے ٹالون

اگر زندہ نہ ہاتھ آئے یہ نخچیر
تو لاچاری سے کیجے کشتۂ تیر

نہ کے گا مرگ چھالا بھی بہت خوب
نفیس و خوشنما دلچسپ و مرغوب

تبسم کر کے یون بولے سریرام
لچھمن اسکی اسیری سے ہے کیا کام

یہان ہین سرکشان فتنہ ایجاد
طلسم و شیوۂ افسون کے اُستاد

نہین معلوم کیا نیرنگ و فن ہے
ہوا ہے یا چھلاوہ یا ہرن ہے

غرض جب جانکی جی نے نہ مانا
ہوئے اُٹھکر بمجبوری روانا

کیا تیر اُسپہ سہکے محنت و غم
زمین پر گر کے آہو کر گیا رم

دوبارہ جبکہ ناوک نے خطا کی
ہوا اُرخ پر ظہور خشمناکی

سہ بارہ پھر کمان سے تیر مارا
ہوا گم آہوے زرین قضا را

وہ گم یون اُڑ کے ہوتا تھا نظر سے
پرندہ جسطرح پران ہو پر سے

یوہین کچھ دیر تک بن مین رہا حال
نہ چھوڑا رام نے آہو کا دنبال

کبھی ظاہر کبھی غائب تھا مغرور
کبھی رُک رُک کے پاس آیا کبھی دور

گئے کچھ دور جب بن مین وہ دیجاہ
بر آیا مدعا تب حسب دلخواہ

گرا یعنی وہ زخمی ہو کے بے دم
غزال روح فوراً کر گیا رم

زبان رام سے با سحر و انداز
دم مرگ اُسنے دی رو رو کے آواز

کہ اے لچھمن نہایت چشم تر ہے
خبر لو شدت درد جگر ہے

صدائے گریۂ آواز پر جوش
ہوئے سیتا کے نالہ حلقۂ گوش

سری لچھمن سے فرمایا کہ بن مین کسی کی بو سے رتبے سخن مین
نصیب دشمنان آفت ہے آئی فلک نے تازہ کچھ گردش دکھائی
کہا لچھمن نے اے فرخندہ فرجام نہین ہرگز یہ آواز سریرام
نہین خوف انکو فوج صف شکن سے نہین کھٹکا طلسم مکر و فن سے
ظفر خود انکی نوک تیر مین ہے شجاعت قبضۂ شمشیر مین ہے
کسی کا دم حباب آسا روان شکار جان بلب محو فغان ہے
کہا سیتا نے اے سرمایۂ ناز نہو بیدرد یون رخنہ پرداز
رہے ہردم شریک گریہ جوشی نہین سختی مین واجب چشم پوشی
برادر کے لیے گھربار چھوڑا ہجوم مونس و غمخوار چھوڑا
نہین واجب طریق کج ادائی خبر لیجے براہ آشنائی
کہا انکو نہین مطلق خطر ہے یقین مجکو یہ نقش کالحجر ہے
مگر جب کیا سیتا نے اصرار چلے سوے بیابان چار و ناچار
مدور خط بشکل ہالۂ ماہ دیا کھینچ اس جگہ پر بھر کے اک آہ
کہا اس حلقۂ خط مین بس اب تم رہو پنہان مثال نور مردم
برنگ روح تم اس تن مین رہنا بدن کی طرح پیراہن مین رہنا
محافظ ہے یہی نقش مدور قدم رکھنا نہ اس حلقہ سے باہر
بتاکید اس طرح سمجھا کے پیارے سری لچھمن سو صحرا سدھارے
نکل کر گوشۂ صحرا سے راون مبدل ہو گیا بشکل برہمن
بدن مین جامۂ زرتار زیبا گلو سے تا کمر زنار زیبا

بہار قشقۂ صندل جبین پر — غبار آلودہ گیسو بل جبین پر
گیا قرب سری سیتا خرامان — دعا سے عمر دی پھیلا کے دامان
کہا سیتا مہا مائی کی جے ہو — مہیا جسکی خواہش ہر وہ شے ہو
کرم کر مجھپر اسے فخر زمانہ — کئی دن سے ہون مین بے آب و دانہ
اسیر حلقۂ درد و تعب ہون — غم فاقہ کشی سے جان بلب ہون
جو کچھ موجود ہو اے صاحب داد — عنایت کر مجھے با خاطر شاد
سنی جب دم برہمن کی یہ آواز — اٹھی پھل لیکے وہ سرمایۂ ناز
پئے بخشش جو کھولا بھگوتی نے — دعا دیگر گذارش کی جتی نے
مجھے حلقہ سے باہر ہو کے دو پھل — تمھین بھی تا کہ پھل دینے کا ہو پھل
مہارانی نے کچھ دیکھا نہ بھالا — قدم کو نقش کے باہر نکالا
بغل مین لیکے سیتا کو وہ پر جوش — ہوا صحرا سے غائب صورت ہوش

آگاہ ہونا جٹائی گرس کا اور جنگ کرنا راون سے اور مارا جانا اُسکا اور پہونچنا رام و لچھمن کا تلاش جانکی مین جٹائی کے پاس اور کریا کرم کرنا اُسکا اور تشریف لیجانا وہان سے سیوری کے مکان مین

جناب رام ادھر ہو جوش اخلاص — کہ تا پھر مضامین مین ہیرت غواص
اُسی رستے مین اک نخل کہن تھا — زمین پر دور تک سایہ فگن تھا

اسی پر تھا مقیم اک کرگس پیر
مبارک طلعت و فرخندہ تقدیر

قوی ہیکل جسیم و نکتہ پرداز
ہمارے اوج دانش عرش پرواز

جٹائی نکتہ آموز و سخنور
شہ شاہین و شہباز سبک پر

سدا دل مین تھی اُسکے رام کی یاد
عروج نخل پر رہتا تھا دلشاد

سنا نعرہ جو اُس نے عرش پر سے
اُڑا مانند بو شاخ شجر سے

عقاب آسا لب چنگل کیے باز
سر راون پہ جا پہونچا وہ طناز

طیاں دیکھا جناب جانکی کو
ہوئی آشفتگی کرگس کے جی کو

مقابل آکے بولا اے نگوں بخت
زبون عقل و زبونکار و زبون بخت

نہ لہرا کر غضب سے جوش مین آ
سنبھل جا مے ہین اپنے ہوش مین آ

یہ سیتا ہین کرم بخش یگانہ
عطا پاش و خطا پوش زمانہ

متاع تکت کی داتا یہی ہین
جناب جانکی ماتا یہی ہین

یہی سب بے یو تو نمین ہین سرافراز
زمین ہے اُنکی پا بوسی سے ممتاز

غبار پا بس اے اہل ستم سے
پرستش کر ذرا جھک کر قدم سے

نہین سیتا سے ہے گردست بردار
سنبھل مین سر پہ آ پہونچا خبردار

کہا راون نے چپ اے مشت پر تو
شرارت سے بس اپنی در گذر تو

نہین تجکو خیال و خوف انجام
ترا تن ہے فقط اک لقمۂ خام

سنی باہر ہی جو یہ کرگس نے گفتار
سر راون پہ ماری اُڑکے منقار

ادھر راون نے بڑھکر سر کیا تیر
جھپٹا ضیغم صفت بالاے نخچیر

رہی آویزش کامل دہ تا دیر
زبر تھا کرگس دانا کبھی زیر

بدن نوچا و بوچا بر سر جنگ
غرق خون کیے سب ناخن و چنگ

تن شہ پر دہ مارے اسنے شہپر
غبار آسا گرایا خاک رہ پر

نہوک تیر منقار صف آرا
گیا زخمی تن راون وہ سارا

بصد چستی سیا کو فارغ البال
اٹھا لایا نہ تخیل کہن سال

کمال جوش شفقت سے بٹھا کر
مقابل پھر ہوا راون سے آکر

غشی سے خاک پر آیا جو کچھ ہوش
اٹھا راون غضب سے ہوکے پرجوش

بھڑک کر مثل آتش سر کیے تیر
گیا بارے غریق آب شمشیر

سراسر شل کیے بال قوی بال
تن کرگس ہوا تیروں سے پامال

گرا فرش زمین پر ہوکے بیہوش
غشی طاری لب شیرین تھی خاموش

رہین تھا اشتیاق لچھمن و رام
گرا بار فراق لچھمن و رام

جو تھی اظہار مطلب کی ضرورت
کھلی آنکھیں رہیں تماشے کی صورت

تڑپتا تھا بہ فرط درد جانکاہ
دم آنکھوں میں لبوں پر نالہ و آہ

ادھر راون سری سیتا کو لیکر
اڑا مانند باد اوج ہوا پر

سیا نے کی زبس فریاد و زاری
کوئی پہونچا نہ بہر غمگساری

کلیجے مین طپش لب پر فغان تھا
قفس مین طائر روح روان تھا

کبھی کہتین ہوا سے اے ہوا خواہ
پتا جا کر بتا دینا سر راہ

بیان کرنا یہ حال اضطرابی
کہ ہے مانند گل سیتا بیتابی

پرندوں سے کبھی کہتین کہ پردار
خبر جا کر مری کرنا خبردار

کبھی کہتین کہ اے آہ شرر ریز
پہونچ وان تک اگر

روان گو بر سر عرش برین تھین مخاطب جانب فرش زمین تھین
پھونچکر ہر جگہ باچشم نمناک نشانی اپنی پھینکی بر سر خاک
کہین انگشتری پھینکی کہین چھن کہین زیور کہین پیرایۂ تن
نظر آیا کہین بالائے کہسار ہجوم خرس و میمونان جرار
لباس زعفرانی سے کے تن سے سری سیتا نے پھینکا عقل و فن سے
غرض راون نے پوشیدہ اُڑا کے بٹھایا کشور لنکا مین جا کے
سری سیتا کو گلشن مین جگہ دی روان کو گوشۂ تن مین جگہ دی
بہت فوج دیتان بد اختر براے پاسبانی کین مقرر
خبر کو کوئی تا آئے نہ پائے پرندہ کیا صبا آنے نہ پائے
لکھا سب اسطرف کا حال جانسوز ادھر کا اب سنو ذکر زبان سوز
حروف غم سے خاک افشان ورق ہے جگر شق ہے قلم کا رنگ فق ہے
سیاہی ہے رُخ کاغذ پہ چھائی نہین خط قلم مین روشنائی
اُدھر جب عنقریب جلوۂ شام ہرن لیکر پھرے بن سے سری رام
سری لچھمن ملے رستہ مین ناگاہ تو فرط غم سے کھینچی رام نے آہ
کہا اے پیر گردون خیر کیجے غم فرقت نصیب غیر کیجے
سری لچھمن سے فرمایا کہ بھائی عنان عزم کس رُخ کو اٹھائی
کہان چھوڑا سری سیتا کو ہیہات سبب کیا وجہ کیا باعث ہے کیا بات
یہان ہر سو ستمگارون کا ڈر ہے بلا و سحر و افسون کا خطر ہے
[illegible]چھمن نے اے عصیان فراموش مین اس کی خطا سے ہون سبکدوش

صدا اسے غم سے سیتا کو ہوئی یاس — بمنت مجکو بھیجا آپکے پاس
نصیحت کی ز بس لیکن نہ مانا — ہوا تب مین مجبور ہی روانہ
سمجھے آپ کچھ دل مین پیس و پیش — نہین وان کوئی جا سکتا جفاکیش
بس اقبال آپ کا کافی فقط ہے — مرا پھر حفاظت نقش خط ہے
کہا سچ ہے یہ اے فرخندہ کردار — وصال جانکی سے ہے امر دشوار
پھڑکتی ہے سبب کیون چشم تر ہے — شگون بد نما پیش نظر ہے
غرض باہم یہی کرتے ہوئے ذکر — گئے بن مین وہ دونون صاحب فکر
ملی تصویر حیرت جا سے سیتا — نیا پا کچھ نشان پاے سیتا
گیا زخم جگر غنچہ صفت کھل — رہے دونون برادر تھام کر دل
کیا بس بیکلی سے چاک دامان — کمال درد سے پھاڑا گریبان
ہوئے بے اختیار از خود فراموش — پریشان دم بخود سکتے مین خاموش
صبا کی طرح ہر سو خاک اڑائی — چلے بہر تجسس دونون بھائی
کبھی نخلون سے پوچھا اشک تر ڈال — رہا صنتے ہو تم اوڑھے ہوئے چھال
سدا نظارہ افگن چار سو ہو — بتادو جس طرف سیتا کی بو ہو
کبھی پتون سے کہتے تھے بتادو — نشان غنچہ مطلب بتادو
کبھی پھولون سے کہتے بے تامل — چراغ رنگ دو پھر گر نہ ہو گل
تمھاری بو سے مطلب پر نظر ہے — کہو کچھ جانکی جی کی خبر ہے
کبھی کہتے تھے اے صحرا کے بوٹو — کہو کچھ غنچہ آسا منہ سے پھوٹو
کبھی اے درد کے فرماتے بصد درد — خبر دو اے غزالان جہان گرد

نہ تھا ہوش اُنکو خود تن سے تن کا
نشان کیا دین ہرن سیتا ہرن کا

غرض آگے بڑھے جو دونون محزون
تو دیکھے خار و خس پر قطرۂ خون

چلے آگے تو دیکھے ترکش و تیر
شکستہ قبضہ و پیکان و شمشیر

کہین صحرا کو دیکھا خون مین تر ہے
کہین باز و کہین نوچے ہوئے پر

کہا لچھمن سے یان بیشک ہوئی جنگ
علامت آشکارا ہے بہر رنگ

تجسس کو بڑھے آگے جو ناگاہ
تو آئی اک صداے نعرۂ و آہ

کہا بھائی کوئی یان چشم تر ہے
کسی کو شدت درد جگر ہے

غرض آیا نظر اک کرگس پیر
زمین پر ہے پریشان زخمی تیر

زبان پر نالۂ درد و ستم ہے
حباب آسا فقط آنکھون مین دم ہے

بصد شفقت سر بالین پہ جا کر
رکھا سر اُسکا زانو پر اُٹھا کر

کہا رتنے اے سرمایۂ خیر
طپان ہے کس لیے با حالت غیر

کہا کرگس نے بھر کر نعرۂ آہ
جٹائی ہون مین دسرت کا ہوا خواہ

مری اُنکی نہ تھی مطلق جدائی
سدا تھا اتفاق آشنائی

کیا سر لوک کے لینے کا جب عزم
سوے اوج فلک پہونچے پے رزم

نہ تھی تاب ضیاے مہر افلاک
پھرے فرط غشی سے جانب خاک

قضا را مین عروج شاخ پر تھا
تماشا سب مرے پیش نظر تھا

سنبھالا جا کے مین نے نصف رہ پر
بٹھالا بر سر اورنگ شہ پر

خوشی سے لا کے پربت پر اُتارا
کیا سب مین نے دانائی سے چارا

پرون سے دی ہوا سے سر دین نے
کیا کی دوا سے درد مین نے

شہ دسرت کو جب آیا ذرا ہوش — گلے مل مل کے فرمایا بصد جوش
مسلسل اب ہوا تار محبت — پڑا گردن مین زنار محبت
غرض اُس دن سے اے فخر زمانہ — رہے سب اتحادِ غائبانہ
نبھی تا زندگانی بات باہم — ہوئے کیا کیا نہ احسانات باہم
سیا کو لیکے اک راچھس قضاکار — اسی رستے سے کل نکلا ستمگار
لیے سیتا ہوا مین بر سر جنگ — گرا لیکن زمین پر ہو کے دلتنگ
گرا غش کھا کے مین فرش زمین پر — وہ ظالم اُڑ گیا عرش برین پر
جو تھا مین اشتیاق چشم دیدار — دم اٹکا تھا میانِ دیدۂ زار
ملے درشن بس اب عزم سفر ہے — کہ ہر دم شدتِ دردِ جگر ہے
سُنی جب یہ جناب رام نے بات — ملے دستِ تاسف کہکے ہیہات
کہا اسے رونق گلزار ہستی — کریگا کون ایسی سرپرستی
تمھاری دید سے اک لکو تھا چین — منور ہو گیا تھا خانۂ عین
تمھاری جانکنی سے پردہ غم ہے — غمِ مرگِ پدر گویا کہ کم ہے
اگر جینے کی ہو رغبت جلادون — لیے آئینۂ قدرت جلادون
کہا کرگس نے رو کر اے مہاراج — بقا کی کچھ مجھے خواہش نہین آج
نہ وقت ایسا پھر آئیگا کبھی ہاتھ — دم آخر ملے آپکے قدمون پہ ماتھا
یہ کہتا تھا کہ آنکھین ہو گئین بند — سوے سر پُر گیا مرغ خردمند
چھٹا مرغ روان قید بدن سے — پھڑک کر اُڑ گیا بلبل چمن سے
بہت رو رو کے دی دونون نے آواز — نہ لیکن دیدۂ کرگس ہوئے باز

بھرے فرطِ الم سے نعرۂ آہ
ادا کی آخرش رسمِ اگن واہ

بزرگ اپنا سمجھکر بادلِ نرم
کرم سے برلبِ دریا کیے کرم

چلے آگئے تب رقت سے نالان
لیے کرگس کفِ افسوس مالان

کلنڈ اک راچھس ظلم سیہ کار
ہوا بن مین مقابل بہرِ پیکار

جناب رام نے دیکھا جو یہ طور
تو فرمایا سری لچھمن سے فی الفور

بہ نرمی اسکو سمجھاؤ بجھاؤ
سمجھ جائے تو کیون سختی دکھاؤ

طبیعت سست ہے تیزی نہین خوب
کسی کی مفت خونریزی نہین خوب

کہا لچھمن نے جاکر راستی سے
عداوت کر نہ رستے مین کجی سے

بصد نخوت کہا راچھس نے ہنسکے
چھٹوگے کب مرے پنجہ مین پھنسکے

شکارِ تازہ ہاتھ آیا بہ مشکل
کرونگا انطفاے آتشِ دل

جناب رام نے دیکھا جو یہ رنگ
بہ مجبوری ہوئے آمادہ جنگ

کیا غصے سے تیرِ آتشین سر
گرا جلکر عدو فرشِ زمین پر

گرا جب مثلِ اشکِ دیدۂ زار
ہوا باشکلِ نورانی نمودار

جھکایا سر تفاخر کی نظر سے
کہا گندھرب مین تھا پیشتر سے

دعائے بد سے درباسا کی ناچار
ہوا مین اک دیتِ مردم آزار

مجھے تھی آپ کی عین انتظاری
ہوئی اب صورتِ مطلب براری

برنگِ موجۂ بادِ وزان وہ
اڑا کہکر بسوے آسمان وہ

ادھر رخصت ہوا وہ اہلِ اکرام
بڑھے آگے جنابِ لچھمن و رام

نظر آیا کسی جا وقتِ گلگشت
مکان اک درمیانِ دامنِ دشت

مصفا سر بسر سینہ کی صورت　　منور صاف آئینہ کی صورت

کوئی سیوری زن فرخندہ بنیاد　　اسی دشت لق و دق مین تھی آباد

سنا تھا اُسنے صحرا مین قضا را　　کہ ہین یان رام و لچھمن جلوہ آرا

لہذا وہ زن پاکیزہ دامان　　سحر کو دشت مین جاتی خرامان

پئے دعوت بر شیرین جو پاتی　　وفور شوق سے چن چن کے لاتی

کمال مہربانی سے کسی روز　　ہوئے دان خود بدولت جلوہ افروز

بقدر رفعت سیوری کا چمکا　　ملا کھینٹی ہوئی درشن قدم کا

قدم بارے چھوئے گردن جھکا کر　　بر شیرین کیے پیش اُسنے لا کر

نہال اُسکو کیا پھل چکھ کے یکبار　　نہال مستمندی کا دیا بار

خبر سیتا کی پوچھی ذوق دل سے　　کہ تھے فرقت مین جنکے مضمحل سے

کہا ہان دشت پنپا پر ہے نزدیک　　ملے گا آپ کو اُس مین پتہ ٹھیک

ہوئے رخصت وہان سے لچھمن و رام　　ہم آغوش عروس درد و آلام

آغاز کسکندھا کانڈ پہونچنا رام و لچھمن کا صحرائے پنپا پور مین

رہے یاد جناب رام و لچھمن　　بسے دل مین خیال رام و لچھمن

سنبھل اے توسن کلک سبکرو　　بیابان سخن مین کر تگ و دو

پئے سیتا جناب لچھمن و رام　　صبا کی طرح تھے ہر سو سبک گام

رخ انور پہ تھے آثار زردی　　قدم کو صدمہ صحرا نوردی

فراق جانکی مین چشم نمناک　　گریبان تحمل سر بسر چاک

جدھر مثل صبا کرتے تھے گلگشت
مہک جاتا تھا سارا دامن دشت

خراماں سوئے پنپاپور پہونچے
شب ظلمت مین مثل نور پہونچے

نہالان کہن کو سون ہرے تھے
سراسر میوۂ تر سے بھرے تھے

کہین نسرین کہین لالہ کہین گل ہے
کہین تھا نغمۂ والحان بلبل ہے

جھکین سب پھولکر شاخ گل تر ہے
بہار سبزہ و سرو و صنوبر ہے

کہین جوہی کہین شبو کو دیکھا ہے
روان صحرا مین آب جو کو دیکھا

اسی صحرا مین اک کوہ گران تھا
بلندی مین نظیر آسمان تھا

جناب رام و لچھمن باصد اندوہ
ہوئے زینت فزائے دامن کوہ

بہار جانفزا دیکھی عجب وان
تصدق جس پہ ہو لطف گلستان

مثال اشک تر چشمے تھے جاری
روان تھی موجۂ باد بہاری

کہین رقصان تھی طاؤسان طناز
کہین تھے نغمہ زن مرغ خوش آواز

کہین کیفیت رنگ سمن تھی ہے
کسی جانب بہار نسترن تھی

کہین تھے قمری و شمشاد باہم
کہین تھا مجمع مرغان فراہم

جو دیکھی رام نے کیفیت دشت
ہوئے ہمراہ لچھمن محو گلگشت

متنگ اک رکھ وہان پر تھے فردکش
تہان کوہ گران مین شکل آتش

جناب رام نے جب کی ملاقات
ادا کی رکھ نے تعظیم و مدارات

چلے آگے وہ سیاح سبکرو
ہوئے محو بہار نخل خودرو

خراماں ہر طرف مثل صبا تھے
بدل محو بہار دلکشا تھے

وہان بندر رہتا اک سگریو نامی
قوی اندام و سردار گرامی

برادر اُسکا تھا بالِ قوی بال | مہ عز و کرم خورشید اقبال
زبس آئینۂ دل میں جو تھے زنگ | اُسے وہ غنچہ ساں کرتا تھا دلتنگ
اُسی کے خوف سے وہ دل شکستہ | چھپا تھا بن میں آکر خوار و خستہ
کئی میمون تھے ہمراہی میں اُسکی | رفاقت میں ہوا خواہی میں اُسکی
انھیں میں تھے براہ عزت و شان | جناب کیسری نندن ہنومان

احوال پیدائش سری ہنومان جی کا یعنی راجہ اندر کا گوتم رکھ کے مکان پر آنا اور بد دعا دینا رکھ کا اہلیہ اور انجنی اور راجہ اندر اور چندرمان جی کو اور ظہور فرمانا ہنومان جی کا انجنی کے بطن سے

سری رگھبر ادھر چشم کرم ہو | کہ سر سبزی پہ تا شاخ قلم ہو
سنبھل اے خامۂ فرخندہ تقدیر | رقم کر یاں تجھے احوال مہابیر
کہ جس دم پردۂ سر یہ ہوا فاش | دلِ گوتم پہ تھا زخم جگر پاش
دعائے بد نے یہ دکھلا دیا رنگ | ہوئی یعنے اہلیہ پارۂ سنگ
ہوئے داغ اندر کے جسم و جگر میں | کلف کا لگ گیا دھبہ قمر میں
جو تھی اک دخت گوتم اہل اکرام | عفیف و پاکدامن انجنی نام

اُسنے بھی صاف گو تم نے دعا دی
کہ ہو تجکو حصولِ نامرادی

دعا کے پھل سے حسرت کا لٹا باغ
میانِ چادرِ عصمت لگے داغ

زبس تھی اُنکی دریاے فرہنگ
رہی جا کر کنارِ چشمۂ گنگ

بنایا اک مکان بہرِ عبادت
ریاضت کی بہ آئینِ سعادت

بظاہر بند ہر جانب سے گھر تھا
نہ ممکن پیکِ صرصر کا گذر تھا

رہین مثلِ گہر بطنِ صدف مین
چھپا مہر ہما بیت الشرف مین

رہین بند اُسمین بکثرت وہ ذیشان
میانِ جسمِ خاکی صورتِ جان

نہ تھا وان سایۂ خورشید کا دخل
نہ پاتا طائرِ عقلِ رسا دخل

فقط اک روزنِ مخفی تھا در مین
نہ آتا تھا مبصر کی نظر مین

بہ فرطِ تشنگی ہوتین جو بیتاب
اُسی روزن سے پیتین قطرۂ آب

یہ سچ ہے لاکھ تدبیرِ خرد ہو
مگر کب ہونے والی بات رد ہو

بشر ہر چند تدبیرین کرے سب
حروفِ نقشِ پیشانی مٹین کب

کوئی راچھس تھا بھسماسُر جفا کوش
سراسر بادۂ نخوت سے مدہوش

سدا شیو کی بذوقِ دل جو کی یاد
دیے درشن کہا بس آفرین باد

بیان اس جانفشانی کا سبب کر
خوشی سے مدعاے دل طلب کر

سنی گوری بھی تھین ہمراہ شمبھو
انہیں وہ ہمدم و دلخواہ شمبھو

فروغِ حسنِ گوری پہ ہوا غش
لگا دی عشق نے سینہ مین آتش

ہو آشفتۂ گوری وہ بدخواہ
نہایت قلزمِ دل مین ہوئی چاہ

خیال آیا کہ اب کیجے وہ تدبیر
عروسِ مدعا ہو جس سے تسخیر

سدا شیو نے گذارش کی کہ ہے ناتھ
چلے وہ جس کے سر پر میں رکھوں ہاتھ

سدا شیو ہیں جو بھولے ناتھ مشہور
تامل گوشۂ خاطر سے ہے دور

کمال مہربانی سے کہا خیر
نہ سمجھے ہونے والی ہے کوئی سیر

قبول آرزو سے وہ زبردست
شراب جو دلپسندی سے ہوا مست

خیال آیا یہی بہر نمایش
کروں شنبھو کے سر پر آزمایش

رکھوں ہر دم سری گوری کو ہمراہ
برائے آرزو دے حسب دلخواہ

زبس تھا زور نخوت پر چڑھا وہ
برنگ سایۂ شنبھو بڑھا وہ

جو دیکھا شیو نے یہ حال عجائب
ہوئے مانند بو صحرا سے غائب

جدھر تھے مثل قدرت جلوہ گر وہ
رواں تھا صورت پیک نظر وہ

زبس آمادۂ شر تھا جفا کیش
کبھی دہنے کبھی بائیں کبھی پیش

یہ تھا دل میں سر اقدس کو چھو لوں
نسیم آسا گل مطلب کی بو لوں

صدا شیو جی بصد دسواس اندوہ
چھپے جا کر میان دامن کوہ

جناب بشن نے دیکھا جو یہ رنگ
کہ شنبھو دست بد اچھس سے ہے دلتنگ

سری گوری کی صورت بنکے بیٹھے
خراماں سامنے دشمن کے بیٹھے

ادا سے کر کے ابرو کا اشارا
کہا ہنسکر کہ اے مرد صف آرا

مری تم کو تو مجکو ہے تری چاہ
مثل سچ ہے کہ دل کو دل سے ہے راہ

سلے دل زین سخن آگاہ باشد
کہ دلہا را ز دلہا راہ باشد

کرے کیا کوئی گر وہ دل ہوں راضی
نہیں دخل کلام اعتراضی

مجھے جو صحبت شیو سے حذر ہے
فقط تاج آن کا منظور نظر ہے

شرین و سر پہ رکھکر ناز سے ہاتھ — وہ گاتے ہین عجب انداز کیسا ساتھ
وہی جلسے دکھائے گر کوئی اور — مطیع حکم ہون اسکی بہر طور
کہا گر ہے یہی مرضی تو تیسر — وہی گت ناچتا ہون دیکھیے سیر
وہ ناری یہ تن خاکی مین پھولا — کہ سب اندیشۂ انجام بھولا
رکھا ہاتھ اپنا جب فرق [illegible] پر — تو جلکر گر پڑا فرش زمین پر
دکھا کر بشن اعجاز عجائب — ہوئے شیو دفعۃً نظروں سے غائب
خرامان بر سر کہسار پہونچے — قریب شیو سبک رفتار پہونچے
گذشتہ سرگذشت اپنی سنائی — شبیہ قدرت کامل دکھائی
کہا شیو نے برائے عقل و فرہنگ — مجھے وہ یک نظر دکھلایئے رنگ
وہی صورت وہی ہو لطف انداز — وہی تیور وہی چتون وہی ناز
جناب بشن نے بدلا وہی روپ — شعاع رخ سے پھیکی پڑ گئی دھوپ
دکھایا عارض تابان کا پرتو — برنگ شمع ہر بتی نے دی لو
جو دیکھا شیو نے وہ حسن دلارام — گھٹا جوش شکیبائی بڑھا کام
جلا [illegible] مسلسل صورت منقش — بہا بیساختہ تخم مقدس
جناب بشن جی نے مسکرا کر — لیا قطرہ کو اک برگ شجر پر
زبس تھا دل مین جوش عقل و فرہنگ — اسے چھوڑا میان چشمۂ گنگ
بہا پانی مین مثل لعل بہتا وہ — درخشان سر بسر مثل سہا وہ
ہوا کے قطرہ کی لیکن چار سو تھی — کہ کوسون عنبر سارا کی بو تھی
بہا قطرہ تو حسن زور ضیا سے — ہوا باہم عروس مدعا سے

روان قربگہ عبادتگہ کے پہونچا | مکان انھی تک جا کے پہونچا
حفاظت انھی نے کی تھی ہر چند | مگر چشم بصیرت ہو گئی بند
پیا جل رختۂ دیوار کی راہ | گیا تخم مقدس منھ میں ناگاہ
رہا گوہر وہ آغوش صدف میں | فروغ مہر تھا بیت الشرف میں
جو گزرا عہد معمولی قضا کار | ہوئے نشو انھی نشان نمودار
عیان چہرے سے آثار کرامت | طراوت بخش گلزار کرامت
مگر جل نے جو بہکے قطرۂ تر | گیا منھ میں بزور باد صرصر
ہوئی شرکت صبا کی طشت از بام | یون پیدا اس سبب سے ہو گیا نام
یہ پیش انھی فرط طرب سے | جھکا یا سر کو آئین ادب سے
گزارش کی براہ نکتہ دانی | غذا بخشو بہ فرط مہربانی
جو دیکھی شکل فرزند جگر بند | ہوئیں وہ محو حیرانی دم چند
خلاف جنس انسان تھی جو صورت | ہوئی آئینۂ دل پر کدورت
کہا بارے کہ اے فرزند دانا | نظر جو سرخ پھل آئے وہ کھانا
بوقت صبح دامان افق میں | طلوع مہر تھا رنگ شفق میں
یکایک ساغر جرات جو چھلکا | ہوا دھوکا بسر کو لال پھل کا
برنگ شعلۂ آتش وہ لپکے | گئے گردون پہ برق آسا تڑپکے
لیا مہر درخشان کو دہن میں | مچا غل پردۂ چرخ کہن میں
اندھیرا چھا گیا برج سما پر | زمین و طبقۂ تحت الثرا پر
ہجوم دیوتا ششدر تھا جی میں | خلل تھا کاروبار دنیوی میں

جو دیکھا شور و غل بالائے افلاک ۔ سری سریت ہوئی از بس غضبناک
جو مارا بجر بجرنگی کے تن پر ۔ پڑا وہ ناگہان جا ذقن پر
ذقن کج ہو گئی ضرب گران سے ۔ گرے فرش زمین پر آسمان سے
پڑا تھا پردہ ظلمت جو ہر سو ۔ پریشان تھا ہر اک مانند گیسو
بر کند رو جو ہوتا ہے زبس لال ۔ کھلایا دیوتون نے لاکی فی الحال
طریق صلح و آئین سخن سے ۔ چھڑایا مہر تابان کو دہن سے
ادھر جب ظلم سریت کا سنا حال ۔ یون جی صورت آتش ہوئی لال
اسی ساعت براہِ خشمناکی ۔ کشش کی سر بسر باد صبا کی
دکھا کر صورت وسواس و اندوہ ۔ رہے جا کر میان دامن کوہ
ہوئی خلقت غریق قلزم غم ۔ یون کے روک لینے سے نہ کا دم
ہر اک تھا تنجر غم سے دل افگار ۔ رہی طاقت نہ دم لینے کی زنہار
ہوئے بیحس طیور و مرغ و ماہی ۔ جہان تھا غرقہ بحر تباہی
غرض سب دیوتا ملکر بصد یاس ۔ سر کہسار پر پہونچے یون پاس
مہاجیت سے دکھایا لطف تقریر ۔ کیا داب ادب سے عذر تقصیر
یون جی نے جو دیکھی حالت زار ۔ رہائی دی صبا کو چار ناچار
ہوئی حاصل جہان کو شادمانی ۔ ملا سب کو متاع زندگانی
ہوئے جاری امور دنیوی سب ۔ ہوئے پھر حسیت چالاک قوی سب
ہجوم دیوتا نے با دل شاد ۔ یون سے کہا تب آفرین باد
موثر ہو کوئی حربہ نہ تن مین ۔ بڑھے زور توانائی بدن مین

غرض خوش ہو کے آئین شرف سے ہر اک نے دی دعا اپنی طرف سے
کسی نے دی دعائے کامرانی کسی نے دی حیات جاودانی
کسی نے بل دیا اس صف شکن کو عطا کی سخت سنگینی بدن کو
کلام آشتی کہکر زبان سے ہوئے سب لیو تا رخصت وہان سے
مہا بیر جی با خاطر شاد ہوئے پھر جا کے بیابر مین آباد
محبت سے رہے ہمراہ سگریو وفادار و ترقی خواہ سگریو

آنا مہابیر جی کا رام چندر کے پاس حال دریافت کرنے کے واسطے سگریو کے حکم سے

جناب رام بخشش کی نظر ہو سخن کا طے بآسانی سفر ہو
سنبھل اے توسن کلک رواں تو کہان سے چلکے آپہونچا کہان تو
جو دیکھے رام و لچھمن بر سر کوہ ہوا سگریو دانا محو اندوہ
گمان یہ ہوا دلمین یہ فی الحال کہ ہین شاید یہ جاسوس شہ بال
تجسس مین مرے آئے ادھر ہین صبا کی طرح سرگرم سفر ہین
پئے تفتیش مطلب چابکانہ کیا ششی انجنی ست کو روانہ
کہا گر ہون یہ جاسوس برادر تو کہدینا اشارے مین سمجھکر
یہان سے تاکہ مین فوراً روان ہون کسی کوہ و بیابان مین نہان ہون
مبدل ہو کے شکل برہمن وہ ہوئے یون رام سے گرم سخن وہ

رنگیشر ہو بشر ہو دیوتا ہو   روان کیون صورت باد صبا ہو
سبب کیا ہے کہ بارخسارۂ زرد   بشکل جوگیان پھرتے ہو پُر درد
طلب ہے یا کسی کی جستجو ہے   کہو کیا غنچۂ مطلب کی بو ہے
کہا سرحلقۂ خیل بشر ہین   سری دسرتھ کے ہم نورِ نظر ہین
مفخر ہین بہ اسم لچھمن و رام   میان ہر دو عالم شہرۂ عام
پدر کے حکم سے از بہر گلگشت   ہوئے تھے رونق آرا جانب دشت
عروس جانکی آئی تھین ہمراہ   بہ رنگ بو ہوئین غائب وہ ناگاہ
پھرے مثل صبا صحرا مین ہر سو   نیائی اس گل گم گشتہ کی بو
تجسس مین قریب دور پہونچے   میان دشت پمپا پور پہونچے
یون سنتے یہ آگاہی جو پائی   بدل کر صورت اصلی دکھائی
قدم پر گر پڑے خوش ہو کے فی الحال   سنایا قصۂ پیدایش بال

احوال پیدائش سگریو اور بال کا اور جانا رام و لچھمن کا انکی ملاقات کو اور مارا جانا بال کا اور تخت نشین ہونا سگریو کا

سری رگھبر گل مضمون ہو سرسبز   سخن ہو صورت برگ شجر سبز
تھا بیر جہدی شکر شکن ہین   بصد لطف تکلم خندہ زن ہین
یہ اکم جامونت اکھی بیان خرس   قوی ہیکل جسیم و پہلوان خرس
ہمایون طلعت سردار خرستان   جوان دولت سپہ سالار خرسان

دکن مین نربدا اک گھر ہے اسکا — دل گرگ و اسد مین ڈر ہے اسکا
کسی دن گھر سے نکلا بہر گلگشت — نظر آئی فضاے دامن دشت
شیو اور گوری دہان پر جلوہ گر تھے — موصل صورت شیر و شکر تھے
سپے نظارہ رو سے منور رہ — رکھیشر ملنے وان جاتے تھے اکثر
لہذا بزم خلوت مین خلل تھا — بہار لطف صحبت مین خلل تھا
سدا شیو جی نے جھنجھلا کر کسی روز — دعا دی بہر سیاجان بصد سوز
گذر جسکا کبھی اس بن مین ہو جاے — بدلکر وہ لباس زن مین ہو جاے
قضارا جا موقت آیا جو بن مین — تو صاف آثار زن پائے بدن مین
بنا یعنی زن فرخندہ فرجام — حسین و مہ جبین و نازک اندام
ہوا اسر سیت کو ذوق ہمکناری — اُدھر سورج کو جوش بیقراری
جناب اندر کا تخم مقدس — الجھکر اُسکے گیسو مین رہا بس
بہا تخم سری سورج زمین پر — گرا طوق گلو سے نازنین پر
ہوا بال جری بالون سے پیدا — شجاعت جسکی تھی چالون سے پیدا
گلو سے پھر ہوئے سگریو نامی — جوان بخت و سپہ دار گرامی
ریاضت کی جو زن نے سالہا سال — تو پایا جسم اصلی ہو کے خوشحال
ادھر وہ بال و سگریو دلاور — بسے ہے اس دشت پنپا پر مین آکر
زبس تھا یاوری پر کوکب بخت — ہوا بالی جری زیبندۂ تخت
میان دشت حکم اُسکا ہے جاری — زمانہ نے کیے خدمت گذاری
ہوا اک دن جو باہم عرصۂ جنگ — تو غالب آگیا بالی خوش آہنگ

برادر کو طریق شور و شر سے
نہ دیکھا جب کہیں اپنا گذارا
خوشی سے بھیجے چلکر ملاقات
کرین اب اسکی گر مطلب برآری
جناب رام نے جب یہ سنا حال
ہنومان جری نے قدر بڑھایا
کیا رام و لچھمن کو زینت دوش
سر کوہ گران پر لا اتارا
خبر سگریو دانا نے جو پائی
گذارش یون کیا رو رو کے احوال
جسیم وصف شکن مغرور ہے وہ
ازل سے رشتۂ الفت تھا باہم
قضارا کوئی راچھس دندبھی نام
بہم دونون ہوئے سرگرم کشتی
دعا تھی میرے بھائی کو ازل سے
نہ ہو بال جری کا بال بیکا
تن اہل وغا سے گھٹ کے رن مین
ہوئی باہم زبس زور آزمائی
تہ قصہ میدان سے باری تن بہ تقدیر

غبار آسا نکالا اپنے گھر سے
چھپا اس بن مین سگریو صف آرا
بہم ہو رشتۂ لطف و عنایات
وہ حاضر ہوئے بہ نیت سپاسگزاری
رکھی آنکھون پہ عین انگشت اقبال
ہر اک کو دوش اقدس پہ چڑھایا
اڑے اوج ہوا پر صورت ہوش
کہا سگریو نے احوال سارا
تو کی فرط ادب سے جبہہ سائی
کہ بھائی ہے مرا شاہنشہ بال
سپہ سالار فیپا پور ہے وہ
رہے ہوش و حواس آسا فراہم
مقابل بال سے آیا سپہ کام
دکھائے شیوۂ طرز درشتی
نہو کھٹکا کبھی جنگ و جدل سے
اسی کے سر رہا مردی کا ٹیکا
بہم ہو ضعف زور اسکے بدن مین
مخالف نے شکست آخر کو پائی
عدو چلا کے بھاگا صورت تیر

ہوا لہرا کے پیچھے سے دوان بال — بڑھا ہم صورت موج روان بال
برائے شرکت حال برادر — چلا مین گھر سے دنبال برادر
دہ رہا جیسں غرقۂ دریائے اندوہ — ہوا پنہان میان دامن کوہ
کہا تب بال نے مجھسے کہ بھائی — مین جاتا ہون پئے زور آزمائی
رہو تم منتظر یان بادل شاد — مقرر پندرہ دن کی ہے میعاد
بچے گر زندہ تو پھر ہونگے فراہم — پیین گے شربت دیدار باہم
دگر بارا گیا دست عدو سے — تو کرنا در گذر الفت کی بو سے
نہ غنچے کی روش دلتنگ ہونا — خوشی سے مالک اورنگ ہونا
گیا وہ درمیان درۂ کوہ — رہا مین وان غریق بحر اندوہ
مہینا بھر برس کی انتظاری — ہوا تب سیل خون رخنہ سے جاری
مرے آئینۂ دل مین پڑا بال — کہ دست غیر سے مارا گیا بال
مجھے بھی غار سے شاید نکل کے — ہم آغوش اجل کر دے نہ چل کے
رہا محو پریشانی دم چند — سر رہ وزن کے پتھر سے کیا بند
بہا کر اشک تر با دیدۂ زار — پھر اچھاتی پہ پتھر رکھ کے ناچار
کہا گھر جا کے احوال خرابی — ہوا سب کو ہجوم اضطرابی
ہوا خواہون نے دیکھا جبکہ یہ رنگ — کہ بے وارث ہوا دیہیم اورنگ
رکھا تاج خلافت میرے سر پر — زبردستی بٹھالا تخت زر پر
مخالف پر ہوا غالب ادھر بال — پھر آ گھر کو ہم آغوش ظفر بال
ہر آئینہ جو تھی دلمین کدورت — مقابل آیا آئینہ کی صورت

مجھے دیکھا جو یاں اورنگ زر پر — ہوا مائل فساد شور و شر پر
عدا دیتے ہیں وہ دی اک ضرب مشت — سراسر خم ہلال آسا ہوئی پشت
کہا رو رو کے میں نے حال ماضی — رہی لیکن نگاہ اعتراضی
زن و مال و زر و زیور کیا ضبط — شکستہ کر دیا سررشتۂ ربط ہے
ہوا پھر میں بصد مشکل گریزان — چھپا اس بن میں آکر اشک ریزان
ازل سے ہے دعاے عابد پاک — جو بال اس کوہ پر آئے تو ہو خاک
لہذا آ نہیں سکتا ادھر سے — حفاظت کو دعا شکل سپر ہے
پریشان ہوں برنگ زلف یہ ہم — ملا اب تک نہ زخم دل کو مرہم
اگر کچھ آپ کی چشم کرم ہو — متاع مطلب خاطر بہم ہو
سنی جب داستان درد ناکام — براہ آشتی بولے سر پر ام
شہ بال ولا در گو بصد سوز یہ — کرونگا کشتہ تیر جگر دوز
نہ ہو تو صدمۂ غم سے ہراسان — کرونگا عقدۂ مشکل کو آسان
عدو کو کر کے پابند تباہی ہے — تجھے دونگا سریر و تاج شاہی
ملا جب آب تسکین تشنہ لب کو یہ — جھکایا گردن فرق ادب کو یہ
گذارش کی بصد ارمان و اندوہ — میں بیٹھا تھا کسی دن بر سر کوہ
صدائے گریہ و آواز پر جوش — پڑی ناگہ میان پردۂ گوش
سوئے گردون جو دیکھا سر اٹھا کر — تو رستہ آیا نظر اوج ہوا پر
لیے اک نازنین نازک اندام — کوئی بڑا چھس اڑا جاتا تھا ناکام
سنی گو گریہ و زاری کی آواز یہ — کھلا لیکن نہ مطلق عقدۂ راز یہ

ئے مجمعِ میمون جو دیکھا
ن آپ کا مضمون جو آیا
رلی بحرِ حیرانی وہی یقین
یہ کہکر جامۂ اقدس منگایا
ہر ادو نون کو اک جوشِ الم اور
لگایا جامۂ زیبا کو سر پر
کہا سگریو نے بس بس مہاراج
بس اب چندے گوارا کیجیے جبر
مجھے پیلے مبارک کی قسم ہے
سراغ جانکی جبتک نہ لاؤن
نہ رکھون تاج سلطانی کو سر پر
ولے گر آپ کی چشمِ مدد ہو
ملے مجکو جو نقدِ عیش و آرام
بچشم و سر غبارِ نقش پا ہون
جمالِ مطلبِ دل ہو جو ظاہر
جبین و سر سے محوِ جستجو ہون
جو ہون زیرِ زمین یا آسمان پر
اگر رونق فزا ہون زیرِ پاتال
برنگِ بو چمن مین ہون تو لاؤن

دوپٹہ اک ہوا سے اُسنے پھینکا
یقین اب خاطرِ مضطر کو آیا
سری سیتا مہارانی وہی یقین
جنابِ رام لچھمن کو دکھایا
ترقی پر ہوا دریائے غم اور
سرشکِ خون بہائے چشمِ تر سے
متاعِ ہوش دل کیجیے نہ تاراج
نہ کیجیے پرزے پرزے دامنِ صبر
کرونگا بندگی تا دم مین دم ہے
امورِ سلطنت سے ہاتھ اُٹھاؤن
نہ ہون رونق فزا اورنگ زر پر
غمِ دشمن دلِ مضطر سے رد ہو
دل و جان سے بجا لاؤن مین سب کام
برنگِ چوب صندل جبہہ سا ہون
نہون مین حلقۂ طاعت سے باہر
روان صحرا بہ صحرا مثلِ بو ہون
ہوا یا سطحِ آبِ رواں پر
تو ڈھونڈھون چاہ سے پانی مین فی الحال
صبا بنکر جو بن مین ہون تو لاؤن

سُنے جب یہ کلام فرحت انجام
ہوئی گویا براہ آشنائی
بدل ہین مستعد بہر مدد ہم
کہا سگریو نے یون با دل نیک
ہوئی مدت کہ اک راچھس بد آہنگ
اُسے بالِ دلاور نے پچھاڑا
اُسی راچھس کے یہ سب استخوان ہین
اُٹھا لے جو کوئی اُنکو سر دست
سوا اسکے ہی اک اور آزمایش
یہ سات اس جا جو تاڑون کے شجر ہین
کمان سے جو کوئی ناوک کو جوڑے
کمر باندھے وہ اُسکی ہمسری پر
جناب رام نے با صد صفائی
کہ یعنی استخوان راچھس مست
برنگ خس اُٹھا کر بن مین پھینکا
کیا پھر ایک تیر آتشین سر
جو دیکھے دست قدرت کے یہ اوصاف
یقین آیا کہ نورِ پاک ہین یہ
قدم پر گر دا کر جبہہ سائی

تو ہووے صبر فرقت سر بسر رام
کرو دشمن سے تم جنگ آزمائی
جو آئے گی بلا کر دین گے رد ہم
مجھے مدنظر ہے امتحان ایک
ہوا بھائی سے میرے بر سرِ جنگ
نہالِ زندگی جڑ سے اُکھاڑا
زمین پر صورت کوہ گران ہین
وہی بالِ دلاور کو کرے پست
رخِ مطلب کی ہو جس سے نمائش
مسلسل زلف سان باہم گرہین
یکایک تاڑ کر تاڑون کو توڑے
مظفر ہو وہی بالِ جری پر
بہارِ قدرتِ کامل دکھائی
اُٹھائے سب بنوکِ ناخن دست
تماشا سب نے عین آنکھون سے دیکھا
اُڑے نخلِ بیابان صورت پر
تو شک آئینۂ دل سے مٹا صاف
جہان مین صاحب ادراک ہین یہ
چلا جو شان سے جنگ آزمائی

وہ صحرا گونج اٹھا نعرہ جو مارا
صدا سنکر عدو جوش تعب سے
جلا تا غضب مین پا سے تا فرق
وہ مارا سر پہ گھونسا زور تن سے
رہا زور صف آرائی نہ اسکو
مڑا میدان سے مثل آب شمشیر
گیا با چشم تر پیش سری رام
کہا خوب آپ نے یاری نباہی
پھنسا یا تھا مجھے دیکر دلاسا
گیا ہوتا مرا دم آ کے دم مین
ہنسی مین آ گئی جاتی مری جان
کہا تب رام نے یہ مسکرا کر
جبین و ابرو و خال و خط و گوش
نہ مین دونون مین مطلق فرق سمجھا
اسی باعث سے کی تاخیر مین نے
زبان پر تکلم سے یہ کہکر
کہا کافی یہ ہے پہر نشانی
گیا دریا صفت ہیمون جو جوشان
بہم وصلی کی صورت آ ملے وہ

در بال دلاور یکارا
برنگ شعلہ کانپ اٹھا غضب سے
تڑپ کر سر پہ پہونچا صورت برق
اڑا مرغ توانائی بدن سے
مقابل ہو یہ تاب آئی نہ اسکو
پریشان ہو کے بھاگا صورت تیر
کہ تھا از بس وفا کیش سری رام
محبت اور غمخواری نباہی
لگایا طائر مطلب کو لاسا
عبث مین پھنس گیا قید الم مین
کیا خوب اس مری مشکل کو آسان
کہ تم ہمشکل ہو دونون برادر
ہین یکسان دست و پا و بازو و دوش
برابر تن کے زرق و برق سمجھا
دکھایا کچھ نہ زور تیر مین نے
پنھایا اسکو اک بار گل تر
کر اب میدان مین جا کر جونفشانی
تو دشمن شکل رعد آیا خروشان
لپکا یک پیل مست آسا ملے وہ

لڑے باہم گرد دونون ذخا کوشش
جناب رام زیر نخل ترتھے
جو دیکھا زور مین سگریو ہارا
کیا گوشے سے تیر آتشین سر
پڑا جسم گران پر زخم کاری
برائے بخشش اعزاز و اکرام ہے
کہا بالِ جری نے لے مہاراج
تمنا ہے مری ثابت ہو تقصیر
عدو مین ہون مگر سگریو پیارا
نہین زیبا شہنشاہون کو کاوش
فروغ صبح صادق ہر طرف ہے
ہر اک جا ہے ضیاے ماہ و خورشید
ہر اک مین ہو رگ مغز سر پوست
برادر کو اگر مارا تو مارا ہے
جفا کی اسپہ یا مشق عطا کی ہے
ہوا کیا اس سے کارِ خیر خواہی
کہان کا ہے یہ رسم و شیوہ و داد
ہوا مجرم سے جب مضمون پیارا
کہ دخت و زوجہ و طفل و برادر

ملا جیسے سینہ دوش سے دوش
کھڑے در پردہ شاخ شجر تھے
زبر قوت مین ہے بالِ صف آرا
گرا بالِ جری فرشِ زمین پر
ہوا فوارہ خون تن سے جاری
دم مرگ اسکی بالین پر گئے رام
عطا پاش او خطا پوشوں کے سرتاج
کیا تُنے کس خطا پر کشتۂ تیر
سبب کیا مجکو بے تقصیر مارا
برابر چاہیے سب پر نوازش
نہین یہ رسم شاہان سلف ہے
بلند و پست کی مطلق نہین قید
تمہین یکسان ہین دونون دشمن و دوست
ہوا اک خود بدولت سے صف آرا
تمہاری مین نے کیا سہو و خطا کی
فنا کرنے مجھے الفت بنا ہی
کہ مارا مجکو چھپکر شکل صیاد
سری رگھبیر ہوئے یون تکیہ آرا
چہارم دخت خواہر ہین برابر

بچشم بد اٹھین دیکھے جو کوئی ہے
سزا واجب ہے از رہ نکوئی ہے

کرے اسکو اگر آغشتۂ خاک
تو دامن خون عصیان سے ہو پاک

ملا تجکو سریر و تاج شاہی
بہم تھا رتبۂ عالم پناہی

برنگِ گل یہ پیراہن مین پھولائے
سراسر شیوۂ شفقت کو بھولائے

جو بھائی قوت بازو سے مشہور
اسے تونے تہِ دل سے کیا دور

ملایا خاک مین اوج برادر
ستم سے چھین لی زوج برادر

سزا تیری یہی واجب تھی نادان
کہ ہو عبرت پئے عالی نژادان

ہوا تب نعرہ زن بالِ دلاور
کہ کام آیا مرا اقبال یاور

سراسر اخترِ تقدیر چمکا ہے
کہ سایہ پڑ گیا سرپر قدم کا

ہوا کہکر جو وہ رقت سے خاموش
تو دریائے ترحم کیا جوش

کہا زندہ کرون بخشون تجھے تاج
کہا بال جری سنئے اے مہاراج

منیشر کرتے ہین تدبیر ہر چند
دم آخر ہو قفل زبان بند

اجل کی سرپہ چھا جاتی ہے جب شام
نہین منہ سے نکلتا رام کا نام

مجھے یہ دولتِ عظمیٰ اب ہے
کہ دیدہ حلقۂ نقش قدم ہے

تصور سے فنا ہوتے ہین سب پاپ
مجسم یان تو خود موجود ہین آپ

اگر پیش قدم نکلے مرا دم
عدو کا کچھ نہین اندیشۂ و غم

بس اب اس سے زیادہ کیا ہوس ہے
نہین مرنے کا مطلق پیش و پس ہے

یہ کہکر الغرض با چشم نمناک
تن خاکی کو چھوڑا بر سر خاک

زن تارا جو گیانیان مین تھی ایک
پتی برتا عفیف و پارسا نیک

سنے آسنے جو یہ شوہر کے اخبار
تپ فرقت سے نالان صورت ابر
مچایا نالہ و فریاد و زاری کو
جناب رام نے آ کر دم چند
یہ تھا فیض کلام فرحت اندوز
تسلّی دے چکے جب بادلِ شاد
بہار دامن صحرا ابھی سے
سر سگریو پہ جا کر رکھو تاج کو
بجاہ و شوکت و شانِ لطافت
سری لچھمن خوشی سے جا یکانہ
بروز احسن و تاریخ خوشتر
بصد شادی تلک کھینچا جبین پر
پھری سگریو کی ہر سو دہائی کو
سری لچھمن نے از راہ شرافت
کیا تارہ کو پھر پیوند اُسی سے
وہ انگد بال کا طفل قوی تن
ولیعہدی کا پایا اُس نے پایا
سگریو نے پھر ہوکے خوشتر کو
ہر اک پہ کی نگاہ مہربانی

سر لاشہ پہ آئی با دلِ زار
چھٹا دستِ خرد سے دامن صبر کو
سرشک خون کیے انگد نے جاری
تشفی دی سنائے کلمہ پند
کہ سمجھا کر بجھایا شعلۂ سوز
کیا تب یون سری لچھمن نے ارشاد
مجھے بستی مین جلنے کی قسم ہے
کہ بخشا مین نے پتیا پدر کا راج
رہے یہ زینت تختِ خلافت کو
ہو گئے پھر سوئے پتیا کے روانہ
سر میمون پہ رکھا افسرِ زر
مچا شور طرب عرش برین پر
عروس عیش نے صورت دکھائی
دیا میمون کو اورنگ خلافت کو
قران زہرہ کو بخشا مشتری سے
کہ تھا بیٹا دلیر و ضیغم افگن
ادب سے شیدۂ طاعت دکھایا
دیے پیر و جوان کو خلعت زر
برنگ ابر کی گوہر فشانی کو

حضور رام و لچھمن چشم و سر کر — ادا سے شکر کو آیا وہ گھر سے
مہاراج الدھراج اندر کے الطاف — ہوئے شکر فشان یون بادلِ صاف
نہو نا دولت دنیا پہ مغرور — کہ تا شمع خلافت مین رہے نور
رعیت کو کرم سے شاد رکھنا — میان گوشۂ دل یاد رکھنا
کہا پھر اُسکے یون با دیدۂ تر — کہ فصل برشگال آتی ہے سر پر
رہین گے اب سر کہسار پہ ہم — زبس ہین مستقل اقرار پہ ہم
پر اب آئینۂ دل مین کرو غور — وفاے وعدہ ہو واجب بہر طور
یہ فرما کر بہ فرط درد و اندوہ — ہوئے رونق فزاے دامن کوہ

سگریو کا عیش و عشرت مین مشغول ہونا اقرار فراموش کر کے اور جانا لچھمن کا واسطے یاد دہی اقرار تجسس سری جانکی جی کے اور عذر کرنا سگریو کا واسطے معافی تقصیر کے اور مستعد ہونا ایفاے وعدہ پر

جناب رام کی ہر دم رہے یاد — تصور سے دل مضطر ہے شاد
قلم نیسان کی صورت تر زبان ہی — زمین صفحہ پر گوہر فشان ہے
برنگ تختہ گلشن ہی قرطاس — ہر اک نقطہ مین ہی غنچہ کی بو باس

بفیض روح ہے مخمل صحن سبز
زرافشان صاف دامانِ ورق ہے
ہوا ہے موسم گرما جو بدلی
ہوئے مخمل کہن تازہ چمن مین
سبز تھی زمین چادرِ عرش
ہر اک جانب بہارِ لالہ و گل ہے
نظارۂ کیفیت عام
جو دیکھا آسمانی خیمۂ ابر
طپش دیکھی جو برق پُر شرر کی
بھرین جھیلین نظر آئین جو کیسر
جناب جانکی جی کی ہوئی چاہ
کہین بلبل کو دیکھا گل سے ہمدوش
کہین طوطی خوشی سے تر زبان تھی
کہین پر قیدِ غم سے ہو گئے آزاد
کہین نسرین کہین تنبو کی بو تھی
ہجوم مرغ خوش آواز دیکھے
کہین سیرعاین شوخی سے سر دست
چنبیلی سے بہار جانفزا تھی
نشیلی آنکھ مین سرخی کے ڈورے

ورق ہی صورت برنگ چمن سبز
رخ شنجرف پر رنگِ شفق ہے
تو ابر تر نے بارش کی سندلی
جوانانِ چمن پھولے بدن مین
ہر اک سو سبزۂ خودرو کا تھا فرش
صدائے قمری و آواز بلبل
خراماں تھے جناب لچھمن و رام
بڑھا دریائے بیتابی گھٹا صبر
تو شدت ہو گئی دردِ جگر کی
بھر آئے چشمۂ چشم منور
کیے نالے تپ غم سے بھری آہ
کہین قمری صنوبر سے ہم آغوش
صدائے نغمہ مین رطب اللسان تھی
اکڑ دکھلا رہے تھے سرو و شمشاد
ہوائے عنبر آگین چار سو تھی
چکوروں کے خرامِ ناز دیکھے
اشارے کر رہی تھی نرگس مست
کہین البیلے بیلے کی فضا تھی
کھلے تھے چشم نرگس کے کٹورے

ہوئی دل مین دوبالا شدت درد — وہ رنگِ عارضِ تابان ہوا زرد
جمالِ گل تھا خار آنکھوں مین انکی — خزان تھی سب بہار آنکھوں مین انکی
چڑھا زور روزن پہ بحرِ نالہ و رنج — رہے برسات بھر محوِ شش و پنج
سنبھل اے توسنِ کلکِ جوانبخت — کہ طے کرنا ابھی ہے منزلِ سخت
بیان سب ہو چکا بارش کا احوال — رقم کر اب شہِ سگریو کا حال
کہ یعنے وہ مہ برجِ شرافت — ہوا جب رونقِ تختِ خلافت
ہوا سرگرم کار بادشاہی — رہا محوِ بہارِ پادشاہی
سراسر عیش و عشرت کا جما رنگ — کہین طبلہ کہین دف تھا کہین چنگ
خوشی سے جامۂ تن مین گیا پھول — وہ اقرار و قسم دل سے گیا بھول
جنابِ رام نے جوشِ غضب سے — کہا یہ لچھمن عالی نسب سے
کہ گذرے یان ہمین ایام برسات — ہوا کچھ حاصلِ مطلب نہ ہیہات
ہوا میمون سے نخوت سے مدہوش — گیا پاسِ وفا دل سے فراموش
شرابِ خود پسندی سے ہوا مست — ذرا اوجِ تجسس پر نہ کی جست
کہو سگریو سے جاکر کہ بھائی — یہی شاید ہے رسمِ آشنائی
در مطلب نہ مطلق ہاتھ آیا — سراغ جانکی اب تک نہ پایا
نہین واجب ہے یا مردو نکو سستی — وفائے وعدہ مین لازم ہے چستی
قدم چھو کر چلے لچھمن سوئے شہر — جبین سے آشکارا جلوۂ قہر
نویدِ مقدم لچھمن جو پائی — گیا میمون برائے پیشوائی
نظر آئی شکن لوحِ جبین پر — غضب غصہ عیان ابرو کی چین پر

تن سگر یو کا نیا صورت بید
غبار پا کو ماتھے پر لگایا
کہا لچھمن نے اے میمون نادان
مے عشرت سے ہو کر مست و مخمور
جناب رام کے احسان کو بھولا
یہی واجب تھا اے احسان فراموش
خبر کچھ جانکی جی کی نہ لایا
جناب رام نے شاہی عطا کی
یہی واجب ہے اے برگشتہ تقدیر
اُتاروں فرق تجھ سے ترے تاج
سُنا سگریو نے جیدم یہ مضمون
عرق آیا اُسے از پا سے تا فرق
قدم پر گر بفرط آہ و زاری
کہا اے سر چشمۂ جود و کرامات
بلا شک مین نے ہان تقصیر کی ہے
مگر امید ہے چشم کرم کی
کئے ہین رام نے مجھپر وہ احسان
نہ بھولونگا کہ جبتک زندہ ہون مین
تغافل کے سبب سے حاصل شرم

گرا جا کر قدم پر با صد امید
قدم پر سر بتسلیم و سر جھکایا
یہی ہے شیوۂ عالی نژادان
تو دل سے کیا پاس سخن دور
بہار جشن سلطانی پہ بھولا
برنگ شمع بیٹھا بن کے خاموش
نہ آئینہ کی صورت منھ دکھایا
عطاے تازہ پر تونے خطا کی
کرون تجکو اسی دم کشتۂ تیر
کرون تخت خلافت تاخت و تاراج
بہایا آنکھ سے فوارۂ خون
سراپا بحر خجلت مین ہوا غرق
گزارش کی براہ انکساری
کرم بخشِ جہان ہے آپکی ذات
خطاے واجب التعزیر کی ہے
ملے برکت مجھے خاک اس قدم کی
کہ بخشا از سر نو گو ہر جان
خطا سے اپنی خود شرمندہ ہون مین
تجسس مین لب بستہ ہوتا ہون سرگرم

سری لچھمن کی آمد کی مچی دھوم — قدمبوسی کو آئے پیر و معصوم
زن تارا ہوئی پابوس والا — قدم پر لا کے خود انگد کو ڈالا
پھرے بارے سری لچھمن یہان سے — کیا رگھبر کو خوش اس داستان سے

آغاز سندر کانڈ بھیجنا سگریو کا بندرون کو تلاش جانکی مین اور ہنومان جاموںت اور انگد کا پہونچنا سمندر کے کنارے پر اور بعد ملاقات سنپات گرگس کے سمندر پھاند کے لنکا مین جانا ہنومان کا اور مارنا ان کے بیٹے کو معہ فوج اور جلانا لنکا کو اور خبر لانا سیتا کی اپنے رامچندر کے پاس

لیے رگھبر قلم گویا سے سبقت — خرام کبک پر لیجائے سبقت
زمین صفحہ مانند چمن ہے — قلم ہمصورت شاخ سمن ہے
ہر اک نقطہ مین زیبائش بڑی ہے — زمین صفحہ پہ بوٹی جڑی سی ہے
شہ میمون جو تھا سگریو نامی — سپہ سالار و سردار گرامی
ہوا تخت شہی پر جلوہ آرا — کیا یون خیل میمون کو اشارا
تلاش جانکی مین سربکف تم — پھرو صحرا بہ صحرا سربکف تم

سراغ شاہد مطلب جو لائے
وہی میمون ہو سردار گرامی ہے

ہوا نازل جو یہ حکم شہنشاہ
ہجوم خرس و میمون خیل در خیل

پھرے کوچہ بکوچہ شہر در شہر
مکان بہ کوچہ و بازار ڈھونڈھے

پھرے صحرا بہ صحرا کوہ در کوہ ہے
ہر اک صحرا کی خس جا کر اکھاڑی

درندون سے پتا پوچھا نہ پایا ہے
گل و بلبل سے ہر گلشن مین پوچھا

زبس کی دوڑ دھوپ اور شل کیے پاؤن
پھرے سب دشت پیمائی کو ناچار

وہ بے نیل و مرام آئے جو ناکام
عرق شرمندگی سے تن بدن مین

خجالت سے خیال چشم پوشی
کوئی غمگین کوئی مضطر کوئی زار

گذارش دست بستہ کی بصد شرم
ہر اک نرام ندامت مین ڈوبا سا ہے

سپری رہگبر ہو گئے یہ سنکے خاموش

سرافرازی وہ ہم جنسون مین پائے
وہی پائے متاع نیکنامی

صبا بنکر چلے بن کو ہوا خواہ
چلے جوشان امنڈ کر صورت سیل

قدم سے سب نے نا پا تختۂ دہر
سراسر تختۂ و گلزار ڈھونڈھے

نہ کچھ حاصل ہوا جز نقد اندوہ
نظر آئی جہان جھاڑی وہ جھاڑی

پرندون سے نہ مطلب ہاتھ آیا
ہر اک پیک صبا سے بن مین پوچھا

پتی کی پر نہ صحرا مین ملی چھانون
غرق بحر غم با دیدۂ زار

گئے پیش جناب لچھمن و رام ہے
چھپے جاتے تھے میمون پیرہن مین

ہر اک کے لب پہ تھی مہر خموشی
کوئی ششدر کوئی از بس دل افگار

بچشم و سر ہوئے صحرا مین سرگرم
مگر نہ فکر ابھی تک تار رہے

اکٹھا در شکیبائی کا اک جوش

اُسی انبوہ میمون مین قضا را ہنومان جری تھے جلوہ آرا
سری رام اُن سے بولے اُٹھکے کہ بھائی دکھاؤ تم طریق آشنائی
تمھین ہو پایۂ ہمت بلندی تمھارے سر ہے تاج ارجمندی
تمھین سے حاصل آرام ہوگا بخوبی سب یہ کام انجام ہوگا
یہ فرما کر براہِ قدر دانی انگوٹھی اپنی دی بہرِ نشانی
کہا اب صورتِ صرصر روان ہو برنگِ موجِ آبِ تر روان ہو
ہنومانِ دلاور بادلِ شاد اُٹھے ہنسکر پئے تعمیلِ ارشاد
قدم کو چھو کے آئینِ ادب سے چلے مثلِ صبا فرطِ طرب سے
شہِ میمون نے باصد عقل و تدبیر کیا انگد کو ہمراہِ بہابیر
شہِ خرسان نے ازراہِ صداقت بہابیرِ جری کی کی رفاقت
یہ تینون جامونت انگد ہنومان بہم تھے صورتِ چشم و دل و جان
روان مثلِ صبا ہر ہر قدم تھے برنگِ برقِ تابان ہر قدم تھے
نسیمِ صبح ہمراہی سے ہاری روش پر تھی فدا بادِ بہاری
پتا پوچھا ہر اک دیوار و در سے شجر سے شاخ سے برگ و ثمر سے
ہوا مین خاک مین پانی مین ڈھونڈھا ہر اک بستی مین ویرانی مین ڈھونڈھا
پھرے صحرا بصحرا صف شکن سب شمال و مشرق و مغرب دکن سب
کبھی تھے تختۂ گردون پہ جویان کبھی تحت الثرا مین تھے وہ پویان
برنگِ موجِ دریا لوٹے تھے حبابِ آسا قدم مین آبلے تھے
غرض جوشان خروشان تینون شہ زور ہوئے وارد کنارِ قلزمِ شور

وہان شیات تھا اک کرگس پیر
اسیر حلقۂ درد و الم وہ
ضعیف و لاغر و بے بال و پر تھا
نظر آ گئے جو یہ سرچشمۂ جود
بس آنکھین کھول دین روزن کی صورت
کئی فاقے سے تھا از بس دل افگار
مقدر سے ملا اک لقمۂ تر
سُنا جب یہ کلام کرگس پیر
برنگ بید کانپ اُٹھے صف افگن
گئے لرزان یہ بنیش کرگس زار
کہ اے شاہنشۂ شاہین شاہین
سری سیتا سری لچھمن سری رام
کوئی راچھس فریب و مکر و فن سے
تری شکل ایک تھا کرگس جٹائی
عدو نے سر بسر نوچے پر و بال
گئے جب وان جناب لچھمن و رام
گران تھی زندگی اُس تیز دم پر
جو تھا وہ طائر بے پر ہوا خواہ
دیا راہ قدم سے پایۂ تکت

بیتان ریگ وان پر مثل نخچیر
پڑا تھا صورت نقش قدم وہ
نحیف و ناتوان و خستہ تر تھا
تو سمجھا لقمۂ حلوائے بے دود
دہن کو وا کیا گلخن کی صورت
نہ تن مین طاقت جنبش تھی زنہار
غذا اسے خوشنما آئی میسر
اُڑا مرغ حواس ہوش و تدبیر
دبے سمٹے میان جامۂ تن
ہوئے نیسان صفت لب گہربار
مبارک طلعت و فرخندہ آئین
ہوئے ہین جانب صحرا سبک گام
اُڑا کر لیگیا سیتا کو بن سے
ہوا آمادۂ جنگ آزمائی
تن کرگس کیا تیرون سے غربال
اُسے دیکھا اسیر درد و آلام
تو چھوڑا قالب خاکی قدم پر
ادا کی دست اقدس سے اگن داہ
ہوا حاصل اسے سرمایۂ مکت

تلاشِ جانکی مین اسے وفاکار
مناسب ہے خطا سے درگذر تو
سُنا کرگس نے جب حالِ جٹائی
زبس عقل و خرد سے دور تھے ہم
براہ نخوتِ زور آزمائی ؁
وہ تابِ نیرِ اعظم نہ لایا
مری چشمِ بصیرت ہوگئی کور
برنگ موجہ صرصر بڑھا مین
ضیاے مہر سے بس یہ ہوا حال
پریشان اوج گردون سے پھرا مین
مثل ہندی کی پیش آئی یہ فی الحال
اُسی دم سے نحیف و ناتوان ہون
مجھے اک رکھ نے دیکھا بس کہ دلگیر
جب آئین گے یہان پر قاصد رام
یہ تقریر رکھیشر کا اثر ہے
بس اب ضعف بدن ہو جائیگا دور
سنو اب جانکی جی کا فسانہ
شہ لنکا جو راون ہے زبردست
اُڑا لایا ہے سیتا کو وہ بن سے

ہم آئے ہین ادھر با دیدہ زار
اجازت دے ہمین بہر سفر تو
کہا وہ نوجوان میرا تھا بھائی
سرورِ خودسری سے چور تھے ہم
اُڑے اوج ہوا پر دونون بھائی
زمین پر اوج گردون سے پھر آیا
بڑھا آیا سے سبقت کو بصد شور
عروج بام گردون پر چڑھا مین
جلے مانند خس میرے پر و بال
کنارِ بحر شور آکر گرا مین ؁
چلا کو اپدل کر ہنس کی چال ؁
مثال ماہی آبی طپان ہون
ہوئے جوشِ کرم سے گرم تقریر
جمینگے بال و پر بے درد و آلام
وہی پایان ماجرا پیش نظر ہے
جمینگے بال و پر تن مین بدستور
کہ ہین مضطر وہ محذوم زمانہ
سیہ بخت و سیہ کار و سیہ مست
برنگِ بوے گل قید چمن سے

بسایا ہے میان تخت باغ — دیے ہین بجلی نے داغ پر داغ
یہان سے جانبی گو دور تر ہین — مگر ہر دم مرے پیش نظر ہین
تپ فرقت سے ہے گو ہونٹھ پر دم — یہان سے دیکھتا رہتا ہون ہر دم
نہین تن مین مرے ہے تاب پرواز — نقاہت کے سبب جنبش سے ہون باز
جسے کچھ زور و طاقت کا گمان ہو — تہ دریا وہ دریا دل روان ہو
ہوئے شادان یہ سنکر قاصد رام — ہوئے پھر قصر گرگس سے سبک گام
غریق بحر حیرت تھے وہ شہزور — رکے بہر عبور قلزم شور
کہا تب شاہ خرسان نے کہ بھائی — نہین میری وہان تک ہے رسائی
جوانی مین یہ کچھ مشکل نہ تھا کام — توانائی مری ہے شہرۂ عام
پڑا ہے شدت ایام پیری — عصا نے کی ہے آکر دستگیری
کہا انگد نے جا سکتا ہون مین پار — نہین طاقت مجھے پھرنے کی زنہار
جناب انجنی نندن تھے خاموش — ہر اک بحر تکلم مین تھا پر جوش
شہ خرسان زبس تھا دانش آگاہ — فہیم و اہل تدبیر و نکو خواہ
کمال فطرت و دانشوری سے — ہوا گویا ہنومان جبری سے
کہ ہے لب پر عبث پھر خموشی — کرو بحر وفا مین گرم جوشی
دعا کی وجہ سے تم اے نکو خواہ — نہین اپنی توانائی سے آگاہ
ازل سے وہ تمھین طاقت بہم ہے — کروگے قلزم زخار کو طے
نہین مطلق مقام پیش و پس ہے — خبر لاؤ تمھین گو دسترس ہے
یون سنے جب کلمہ ہوش — تو دریا سے شجاعت نے کیا جوش

دمِ رخصت ہوئے سب سے بغلگیر وہ
کمالِ زورِ بازو سے وہ کی جست
تری مین مائۂ چابکتری وہ
صبا نے گرچہ ہمراہی کی چاہ
دمِ رفتار سرعت کا یہ تھا حال
میانِ قلزم اک اچھس تھا ناکام
زبس نیرنگ و افسون ساز تھا وہ
جہان کچھ سایۂ مرغِ سبک پر وہ
اُسی دم کھینچکر اوجِ ہوا سے
جو دیکھا سایۂ پا سے مہابیر
خوشی سے دفعتًہ کھولا دہن کو وہ
رہائی کی نہ دیکھی جب کوئی چال
اسے مارا بصد زور آزمائی وہ
بصد سرعت سمندر پار پہونچے
کنارِ قلزم اک کہسار دیکھا
پےِ تفتیشِ اسرارِ نہانی وہ
وہان سے شہر لنکا پر نظر کی
نظر آیا عجب اک شہر رخشان
نہ پوچھو کچھ مکانون کی صفائی

چڑھے اک کوہِ بالا پر مہابیر
کہ کانپے انجمِ گردون سرِ دست
چلے جو شان بصد دانشوری وہ
نہ لیکن بحرِ قدرت کی ملی تھاہ
جھپٹ مین توسنِ صرصر تھا پامال
دل آزاری کے فن مین شہرۂ عام
پرا سے مرغِ دل شہباز تھا وہ
نظر آتا میانِ قلزم تر
دہن مین جو نکتا طرزِ جفا سے
تو مرغ آسا وہ پھڑکا اہلِ تزویر
سرِ گردون سے کھینچا صف شکن کو
کیا قدمون سے اس سرکش کو پامال
اڑے پھر صورتِ تیرِ ہوائی وہ
وہ دریا دل سبک رفتار پہونچے
نظیرِ چرخ ناہنجار دیکھا
چڑھے اس پر بہ فرطِ شادمانی
تہِ دل سے مٹی کلفت سفر کی
سراسر معدنِ لعلِ بدخشان
کہ آئینہ سے مانگے رو نمائی

مکان خوشنما ہمپایۂ عرش
مطلا کوچہ و بازار سارے
اگر عرض اسکی وسعت کا کرون طول
زمین طاق و رواق و در سنہرے
سراسر خوبی و نزہت سے معمور تھا
قبہ گنبد گردون ہر اک قصر
ہر اک جانب دیتان تو مسند
تماشا دیکھکر لنکا کا سارا
چلے جب سوے لنکا بے تامل
کیا خوش ہوکے سرسا کو روانہ
زن سرسا جب آئی جستجو سے
مقابل ہوکے آئینہ کی صورت
چاہا تو کس طرف کو بے محابا
ذرا گر مجھسے تو زور آزمائی
لبون پر دم ہے فرط اشتہا سے
کہا ہنسکر کہ مین ہون قاصد رام
دیکھکر راہ مین دکھلا نہ بل تو
خبر لنکا سے لے آؤن با رام
فراغت کرکے سبکا یاد تب

بچھا فرش زمین پر نور کا فرش
ستون و سقف مینا کار سارے
خیال خام ہے اور عقل مجہول
مکان و گوشہ و منظر سنہرے
نظر آتا تھا شہر اک بقعۂ نور
لطیف و دلکش و مرغوب عصر
طلا یہین دوان تھے جاق و چوبند
بڑھے آگے ہنومان صف آرا
ہجوم دیوتا مین مچگیا غل
کرے وہ امتحان جادوانہ
درندے کانپ اٹھے صحرا مین ڈر سے
ہوئے گرم سخن با صد کدورت
اجل نے حلقۂ گردن ہے دیا یا
ہرے نیچے سے مشکل ہائی
ملا تو یار ہی بخت رسا سے
ہنومان دلاور ہے مرا نام
نہ کر کار ضروری مین خلل تو
کہون حال سیا پیش سری رام
ترے پاس آؤن پھر فرط طرب سے

سنے اس نے نہ لیکن کلمۂ پند ۔ فسون تازہ دکھلائے درم چند
براے امتحان کھولا دہن کو ۔ بڑھایا صاف بجرنگی نے تن کو
دہن جب چار جوجن کا بنایا ۔ دوچند اس سے تن اقدس کو پایا
دیا عرض دہن کو اسنے پھر طول ۔ کیا تب جلوہ گر اعجاز معقول
کہ یعنے جب چڑھی زوردن پہ سرسا ۔ کیا طول بدن کو مختصر سا
گئے منھ مین نسیم آسا بصد جوش ۔ نکل آئے براہ گوشۂ گوش
یہ جس دم شمۂ قدرت دکھایا ۔ یقین اسدم دل سرسا کو آیا
کہ بیشک اہل طاقت ہین مہابیر ۔ کرینگے سرکشون کو کشتۂ تیر
کہا تب یون ہنومان جری سے ۔ یقین ہے مجکو اس دانشوری سے
کہ ہو تم فی الحقیقت قاصد رام ۔ کرینگے کار مشکل سب یہ انجام
دعا سے رکھ ازل سے ہے مجھے یاد ۔ سبھے سرپین بجاتی ہون دلشاد
گری یہ کہکے بالاے زمین وہ ۔ اڑی فوراً بہ تشکل نازنین وہ
مہابیر جری سرمایۂ نور ۔ ہوئے آگے روانہ شاد و مسرور
نظر اک دیونی آئی بد اختر ۔ نگہبان حصار قلعۂ زر
سیہ بخت و سیہ کار و سیہ کام ۔ میان شہر لنکا لنکنی نام
قوی ہیکل جسیم و زشت خو تھی ۔ ازل سے دشمن و طائر کی عدو تھی
بھڑک اٹھی بشکل شعلۂ نار ۔ بھڑک اٹھی مثال دیدۂ زار
کہان جاتا کدھر اے بیخبر ہے ۔ نہین شاید شہ لنکا کا ڈر ہے
چلا لنکا کے اندر جیتے چالاک ۔ مگر جام اجل کی ہے تجھے تاک

بے مرغ روان شہباز ہون مین
ستمگر تفرقہ پرداز ہون مین

سنی جس دم یہ تقریر آشکارا
طپانچہ پنجۂ اقدس سے مارا

پڑی وہ ضربت دست تنومند
کہ منھ غنچہ کی صورت ہوگیا بند

کمال سرکشی سے منھ کی کھائی
یہ منھ زوری نے کیا صورت دکھائی

اڑا مرغ توانائی بدن سے
بہا خون چشمۂ چشم و دہن سے

چلے پھر صورت بوے گل تر
ہوئے داخل میان قلعۂ زر

زبس دل کو ہواے جستجو تھی
تجسس کی دماغ و دل مین بو تھی

حجاب شب پڑا جس دم جہان پر
ستارا مہ کا چمکا آسمان پر

مہابیر دلاور با دل شاد
لگے پھرنے ہر اک سو صورت باد

نگاہ چشم مردم سے نہان وہ
ہوئے پیک نظر آسا روان وہ

پھرے ہر گوشۂ گلشن مین بیباک
ہر اک سو گوشۂ مطلب کی تھی تاک

ہوئے چشمون پہ جا کر جلوہ آرا
نہ دیکھا بحر مطلب کا کنارا

غریق غم اسیر پنجۂ درد
پھرے خانہ بخانہ صورت گرد

سراسر تھے وہ پامردی مین یکے
روان تھے باد جرأت سے جھپک کے

ظہور صبح پر جس دم پھٹی پو تو
تو جیتی بازی مطلب سے پر تو

کہ یعنی جانب قصر بھبھیکھن
ہوئے جوش طرب سے جلوہ افگن

حقیقی سرور لنکا کا بھائی
سدا غواص بحر آشنائی

وفادار و وفا کار و وفا کیش
فہیم و نکتہ سنج و نکتہ اندیش

ہمیشہ بوے الفت دلنشین تھی
محبت رام کی نقش نگین تھی

ظہور صبح سے جاگا لب بام | لگا لینے خوشی سے رام کا نام
ہوا یہ نام جب آویزۂ گوش | یوں ششدر رہ گئے سکتے میں خاموش
زبس حیرت نے آئینہ دکھایا | تعجب خاطر اقدس میں آیا
ہوئی حیرت کہ یہ کس کی ہے آواز | کہ ثابت جس سے ہے الفت کا انداز
یہاں اس گھر میں نیک انجام ہے کون | ہوا خواہ جناب رام ہے کون
وفا کا کچھ بظاہر ہے اسے پاس | گل مضمون میں الفت کی ہے بو باس
یہاں محو خیال خام سب ہیں | دل و جان سے عدوئے رام سب ہیں
جو لیں اس نام کو ڈالیں زباں کاٹ | دکھائیں آب خنجر کا اسے گھاٹ
زبس یاں نارسا فکر رسا ہے | یہ گل اس باغ میں کیونکر بسا ہے
خیال آیا یہ پھر بعد از تامل | میان خار دیکھے جلوۂ گل
بدوں میں نیک بھی ہوتے ہیں دو چار | یہاں شاید کہ کوئی ہو نکوکار
قمر کا ہے شب دیجور میں نور | مثل وہ نیک اندر بد ہے مشہور
عجب کیا گر کوئی اہل خرد ہو | مرا الفت سے سرگرم مدد ہو
مناسب ہے کہ اس سے پوچھ کر راز | کروں اس ہمدم الفت کو دمساز
غرض آہستہ با شیریں زبانی | ہوئے یوں کاشف راز نہانی
کہ اے دانندۂ نام سری رام | شریک درد و آرام سری رام
انھیں کے کام کو آیا ہوں بھائی | مناسب ہے تجھے کچھ رہنمائی
جو نکلا نام اقدس تیرے لب سے | وہ لب چوموں ترا فرط ادب سے
سمجھ کر طالب دیدار مجھکو | دکھا آئینہ رخسار مجھکو

سنے جب یہ کلامِ فرحت انجام — اُتر آیا وہ مثلِ سایۂ بام
کہا فرطِ تعجب سے کہ بھائی — ہوئی کیونکر تری یان تک رسائی
کہا رام و لچھمن دونون برادر — مجسم جلوۂ نورِ منور
یکایک ترک فرما کر وطن کو — ہوا سے سیر مین آئے تھے بن کو
ہوئین صحرا سے غائب زوجۂ رام — بنی ہرتا جنابِ جانکی نام
پتا پایا نہ از راہِ نکوئی ہے — اُڑا کر لے گیا راچھس ہے کوئی
اُنھین کی جستجو مین ای برادر — پریشان ہون بہ رنگِ بادِ صرصر
یہان تک یاریِ بختِ رسا سے — گذر میرا ہوا اوجِ ہوا سے
ہوا خواہِ جنابِ رام ہون مین — مطیع و بندۂ بے دام ہون مین
تصور مین اُنھین کے ہون مین مسرور — بہ اسمِ انجنی نندن ہون مشہور
یہان تک نیک و بد سے ہے تو آگاہ — مرے دل کو مدد کی تجھ سے ہے چاہ
نہ کر مانندِ مژگان چشم پوشی — کہ ہے یہ عین وقتِ سرفروشی
سب اسرارِ نہان مجھکو بتا دے — خوشی سے نخلِ مطلب کا پتا دے
کرم سے کر مجھے ممنونِ احسان — رہون گا تا ابد مرہونِ احسان
کہا راون جو راچھس ہے بد انجام — اُڑا لایا ہے بن سے زوجۂ رام
رکھا ہے باغ مین خوف و خطر سے — نہان مانند پُرچشم و منظر سے
ہزارون پاسبانِ فتنہ پرور — برائے پاسبانی ہین مقرر
نگہبان روز و شب ان پر جٹا ہے — محیطِ بوستان کالی گھٹا ہے
ہوا کو گو زبس ہے بے حجابی — نہین لیکن مجالِ باریابی

جو اچھا نا روان ہو ناوکِ وہم — تو ڈر کر گوشۂ دل مین رہے سہم
نہین یہ طاقت و تاب پرندہ — جو اڑ کے جا سکے گلشن کو زندہ
وہان تک نارسا پیکِ نظر ہے — صبا کا اس مین ناممکن گذر ہے
مگر مجکو تعجب ہے کہ بھائی — تری کس طرح وان ہوگی رسائی
کہا اس بات کا مجکو نہین غم — مرا کچھ زور بازو ہے نہین کم
مجھے راہِ وفا کی پیروی ہے — نگہبان میرا دشمن سے قوی ہے
کرونگا مین بآسانی یہ سب کام — مرا رہبر ہے اقبال سری رام
یہ فرما کے چلے اس راستے پر — نسیم آسا گلستان کے پتے پر
نظر آیا وہ گلزار طرب خیز — روان موجِ بہار فرحت انگیز
شجر پھولے پھلے سرسبز و شاداب — سرشک آسا روان ہر چشمۂ آب
ہمیشہ زرد رو فصلِ خزان ہے — تماشا ہے بہار جاودان ہے
یون مست پھول کھلنے جوش کے مین — بہار آسا ہوئے داخل چمن مین
شراعِ جانکی مین صف شکن وہ — ہوئے جھک جھک کے نظارہ فگن وہ
سیا کو اک طرف غمناک دیکھا — تب غم سے گریبان چاک دیکھا
فراقِ رام مین با دیدۂ زار — برنگِ ابر نیسان تھی گہربار
سراسر جامۂ تن کا نہ تھا ہوش — کبھی گریان کبھی رہتی خاموش
کبھی سوئے فلک حسرت سے تکنا — اگر جینے نہ رہ سکنا سسکنا
جو دیکھا جلوۂ روئے مقدس — ہنومان دلاور خوش ہوئے بس
پر ان کے درد سے حاصل ہوا سوز — ہوئے شاخ شجر پر جلوہ افروز

بغل میں فرط غم سے دل دو پارہ
ہوئے جھک جھک کے سرگرم نظارہ

یکایک آمد آمد کا مچا غل
اٹھے تعظیم کو سب بے تامل

مچا شور قیامت زیر افلاک
کہ جو تھا سبزۂ خوابیدۂ خاک

وہ راون آتش حسرت سے پر داغ
ہوا با صد تجمل داخل باغ

سر نخوت پہ دیہیم مغرق
کہ تھا آسماں کا رنگ ہو فق

مسلح برق دم تیغ و تبر سے
عیاں جوش غضب چشم و نظر سے

برنگ قلزم پر جوش جوشاں
حضور جانکی آیا خروشاں

کہا الفت سے اے سرمایۂ نور
سراسر شیشۂ دل ہے مرا چور

مرا دل جلوۂ عارض پہ غش ہے
جرس ساں ہر گھڑی فریاد کش ہے

خیال بندش کاکل ہے دن رات
پسا مہندی کی صورت ہوں میں ہیہات

مری نیساں کی صورت چشم تر ہے
تمھیں مطلق نہیں دل کی خبر ہے

نگاہ دیدۂ الفت ادھر کر
عنایت مرہم زخم جگر کر

تمنا ہے بس اب اے پیکر ناز
مجھے کر اپنی خدمت میں سرافراز

خیال رام کر دل سے فراموش
نہ ہو تصویر ساں سکتے میں خاموش

بمنت میں نے سمجھایا کئی بار
مگر لب پر ترے ہے حرف انکار

مجھے مقبول کر بے منت غیر
اسی میں جانکی ہے جان کی خیر

قسم ہے تجھکو اے سرمایۂ ناز
کروں سب اپنی زوجوں میں سرافراز

سنے سیتا نے جب یہ کلمۂ گرم
تو سمٹیں جامۂ تن میں بصد شرم

ہٹیں پیچھے زمیں وہ پاکداماں
تحیر سے ہوئیں سر در گریباں

تصورِ رام کی زلفِ دوتا پر
جوابِ گفتگو بخشا بصد جوش
نہین تجکو موثر کلمۂ پند
دو اے ہوش کر اے خود فراموش
چھلکنے پر ہے جامِ زندگانی
مٹا دین گے جنابِ رام تجکو
ترا دم بھر مین ہوگا راج تاراج
سیا نے جب کہے یہ کلمۂ پند
ہوا یہ میان سے باہر جفا کار
جو تھا خنجر صفت تیزی پہ مائل
مگر ساتھ اُسکے تھی اک زوجِ گلفام
وہی تھی ہمدمِ اخلاص اُسکی
برنگِ سایہ شوہر کے جو تھی ساتھ
کسی کی جونفشانی کر نہ شوہر
حماقت کی بصد اندیشۂ خام
نہین یہ رسمِ شاہان سبک سیر
کسی کا پردۂ عصمت نہ کر فاش
اہلیہ کو جو دیکھا بد نظر سے
سرِ حسرت پہ داغ اب تک الف ہین

جھکی گردن نظر تھی پشتِ پا پر
کہ اے بے خانمان خاموش خاموش
تری غفلت سے آنکھین ہوگئین بند
قضا ہے سامنے پھیلائے آغوش
مٹے گی شان و شوکت کی نشانی
فنا کر دین گے اے ناکام تجکو
رہے گا یہ سرِ نخوت نہ یہ تاج
مثالِ شعلہ کانپ اُٹھا تو منند
کھنچی میان سے تیغِ شرربار
ہوا سیتا کی خونریزی پہ مائل
پتی برتا زنِ مندودری نام
وہی تھی زوجۂ خاص الخاص اُسکی
ہوئی شکر شکن یون باندھکر ہاتھ
نہین ہین یہ صف آرا اُن کے جوہر
کہ لایا بن سے جاکر زوجۂ رام
نگاہِ بد سے دیکھین جانبِ غیر
اسیرون کو نہ دے زخمِ جگر پاش
ملا کیا پھل محبت کے شجر سے
جبینِ ماہ تابان پر کلف ہین (زرین)

نہ ہوں بادۂ نخوت سے مدہوش | وزرا جامے ہیں آپی خود فراموش
جناب جانکی ہیں زوجۂ رام | سزاوار اطاعت اہل اکرام
مناسب ہے بچشم و سر پرستش کے | پرستش کر پرستش کر پرستش
جھکا گردن بچشم و سر قدم سے | غبار نقش پا ہر ہر قدم سے
سنی مندودری سے جب یہ گفتار | تو خونریزی سے باز آیا ستمگار
دم رخصت ولیکن کھا کے سوگند | ہوا گرم سخن ستاؤ تنومند
انھیں اک ماہ کی مہلت فقط ہے | پھر آگے سر تمام مانند قط ہے
غضب سے آکے بعد از عرصۂ ماہ | کروں گا خونفشانی حسب دلخواہ
اگر سمجھیں تو سمجھیں شر نہیں ہے | نہ سمجھیں گر تو سمجھیں سر نہیں ہے
معین کر دیے کچھ پاسبان اور | کہا ان سے کرو ستاتی جور
ستائے جانکی کو تا بہ مقدور | کبھی یاس ترا رہے نہ ہو دور
مری جوش محبت کا کرو ذکر | کہ بھولیں دل سے سیتا رام کی فکر
مری الفت انھیں نقش نگیں ہو | کہ نقش مدعا کرسی نشیں ہو
گیا دولتسرا کو جب وہ بدبخت | ہوئے یاں جانکی پر صدمہ سخت
اجازت لیعنی راون سے جو پائی | تو دھوم اک پاسبانوں نے مچائی
بشکل ہولناک آئین خروشان | سیہ رو تھیں برنگ ابر جوشان
کوئی جلکر برنگ برق تڑپی تھی | کوئی آتش صفت غصے سے بھڑکی
کوئی گلخن صفت کھولے دہن تھی | کوئی ضیغم کی صورت نعرہ زن تھی
کوئی بیکی برنگ شعلۂ نار | کوئی دوڑی بشکل مار خونخوار

کوئی کالا کوئی کالی بلا تھی
کسی پر کالۂ آتش سے تھے جلتے
ہراک نے دست دیا اپنے کیے شل
جناب جانکی با دیدۂ تر
جو پہلو مین دل غمناک دیکھا
کہا اے چرخ کیا چکر دکھایا
بہار زیست تھی شوہر کے دم سے
یہ بہتر ہے نکلجائے مرا دم
کہا پھر ترجٹا سے اے وفا ساز
ترے دم سے ابھی تک زندگی ہے
نہین مخفی کوئی اسرار تجھ سے
سہا جاتا نہین بار جدائی
ہراک دم وردہی غم ہی ستم ہی
مری جانے کیا دلمین ہوا شک
نہ آپ آئے نہ خط آیا نہ پیغام
کہون کیونکر کہ وہ نا ہمسین ہین
وہ ہین دانائے اسرار پردۂ غیب
دل قدسی مگر برہم ہے مجھ سے
چھٹی یعنی مین ہمراہی سے بن مین

کوئی افسون سے شکل اژدہا تھی
دکھائے شعبدے تیور بدل کے
نہ لیکن نخل مطلب کا ملا پھل
فراق رام مین بیٹھی تھین مضطر
تو رو کر جانب افلاک دیکھا
نجوم بخت کو گردش مین لایا
سو منھ دہی کی روش چھوٹی قدم سے
نہین ہے تاب قید کلفت و غم
انیس و ہمدم و ہمدرد و ہمراز
نہین تو موت سے شرمندگی ہے
بیان کرتی ہون اے غمخوار تجھ سے
نہین ممکن ہے شوہر تک رسائی
لبون پر جان ہے نتھنون مین دم ہے
مہاراج الدھراج آئے نہ اب تک
نظر آیا نہ کوئی قاصد رام
یہ اسرار نہان ظاہر نہین ہین
سزاوار پرستش ہین بلا ریب
حقیقت مین حصول غم ہے مجھ سے
نہ گم ہوتی جو رہجاتی وطن مین

خطا بھی اک مری لاانتہا ہے
یہ اکثر بزرگوں نے کہا ہے

کہ میں نے جب شہ راون نے بن سے
اُڑا لایا مجھے نیرنگ و فن سے

نہ چھوڑا میں نے دم اُس دم صد افسوس
اُٹھایا سر یہ بارِ غم صد افسوس

سوا اسکے مری اک ہے خطا اور
نہیں وہ لائق بخشش کسی طور

جدا اتنے دنوں رہکر قدم سے
ابھی تک سلسلہ توڑا نہ دم سے

اسی پہ ہوں جو برہم کیا عجب ہے
یہ ظاہر یہ تامل کیا سبب ہے

زبس وہ ترجٹا تھی نکتہ اندوز
مطیع حکم سیتا تھی شب و روز

بہ باطن تھی وہی غمخوار سیتا
شریکِ محنت و آزار سیتا

وہ بولی کل عجب اک خواب دیکھا
قریب ختم شب اک خواب دیکھا

کہ اک میمون نے ہے لنکا جلائی
پریشانی صف راچھس پہ آئی

کیا ہی رام نے راون کو تاراج
مگر فرق بھبھیکھن پہ رکھا تاج

نہ ہو تم صدمۂ فرقت سے دلگیر
ہویدا ہوگی کچھ جلد اس کی تعبیر

شتاب اب غنچۂ مقصد کھلے گا
تمھیں نقدِ مرادِ دل ملے گا

ڈریں سنکر زنانِ اہل جفا سب
ہوئیں سیتا کے آگے جبہہ سا سب

سیا بولیں کہ یہ قسمت کہاں ہے
تصور اس طرح کا رایگاں ہے

یہ فرما کر لگائے عشق کا روگ
تہ نخل اسوگ آئیں بصد سوگ

کہا رو رو کہ اے نخل ثمر بار
ترے دل میں بھرے ہیں شعلۂ نار

کھڑا ہی عشق میں اک پاؤں سے تو
محبت کی ترے پتوں میں ہے لو

مرے دل میں ہے جیسی عشق کی لاگ
ترے دل میں بھری ہے ویسی ہی آگ

کہاں پر ہیں جو میں سو کے سما جاؤں
مگر بطن زمیں شق ہو سما جاؤں

نہ پانی ہے کہ ڈوبوں کیا کروں میں
نہ آتش ہے کہ جس سے جل مروں میں

مجھے اک شعلۂ آتش اگر دے
دوا گویا دل سوزاں کی کر دے

ہنوماں جری بادیدۂ تار
شجر پر سن رہے تھے طرز گفتار

خیال آیا کہ غم افزوں ہے حد سے
نہ ٹوٹے رشتۂ دم شدۂ مد سے

اگر بیٹھیں منتظر جاؤں مبادا
شکیبائی گھٹے غم ہو زیادہ

مخالف جانکر کچھ بد دعا دیں
عدم کا مفت میں رستہ بتا دیں

یہی آئینۂ خاطر میں کر غور
براہ عقل سوچی مصلحت اور

انگوٹھی پھینک دی فرش زمیں پر
منقش نام اقدس تھا نگیں پر

خیال آیا یہ سیتا کو بہر رنگ
شجر نے آگ دی ہے صورت سنگ

لپک کر دست نازک سے اٹھائی
تو دستاویز کامل ہاتھ آئی

یہی ہاتھوں کو مل ملکر کہی بات
انگوٹھی کس طرح آئی یہ ہیہات

تہ گردوں وہ ایسا ہے جری کون
یہ لایا رام کی انگشتری کون

گماں بد کروں ہے عقل جھوٹی
کہ لایا چھپ کے راچھس ہے انگوٹھی

خیال آیا کہ شاید خواب ہے یہ
کہ سودا سے دل بیتاب ہے یہ

انگوٹھی پھر بچشم غور دیکھی
ز فرط شوق سے فی الفور دیکھی

کہا یہ ہے نشان پنجۂ رام
عبث ہے ہر طرف اندیشۂ خام

گراں مایہ انگوٹھی ہے یہ از بس
بنا سکتے نہیں مایا سے راچھس

مہابیر جری فرخندہ فرجام
لگے پڑھنے شجر پر قصۂ رام

بہ حکم کیکئی آنا وطن سے — سری سیتا کا گم ہونا وہ بن سے
ستہ سگریو کا پربت پہ ملنا — سراسر غنچۂ مطلب کا کھلنا
بیان یہ داستان فرما کے ساری — ہوئے گویا بہ فرطِ انکساری
کہ ہون مین انکی ست قاصد رام — حضورِ جانکی لایا ہون پیغام
سنا سیتا نے جب نام مبارک — یقین کچھ آگیا لیکن ہوا شک
کہ شاید کوئی راچھس اہل فن ہو — دغا سے چاہتا ہے ہم سخن ہو
کہ افسانۂ نام و نگین سے — دل مضطر ہوا بولے یقین سے
تہِ دامن چھپا کر چہرۂ پاک — ہوئین گرم سخن با چشم نمناک
اگر ہے فی الحقیقت قاصد رام — مقابل ہو تو اے فرخندہ فرجام
ہنومانِ جری اترے شجر سے — کف پا کو ملا عین اپنے سر سے
پھرے گردِ تنِ اقدس بصد شان — ادب سے سامنے آئے ہنومان
کمال لہجہ و فہم و ذکا سے — کیا افسانہ آغاز ابتدا سے
ملاقات ست سگریو کا حال — وہ نوک تیر سے خونریزی بال
ستہ سگریو کی خاطر نوازی — وہ انگد پہ نگاہِ سرفرازی
عطا کرنا وہ مال و ملک سارا — زنِ تارا کا چمکانا ستارا
تلاش جانکی مین جا بجا نہ شہ — وہ کہرنا لشکر میمون روانہ
یون ست نے غرض افسانۂ رام — سنایا ابتدا سے تا بہ انجام
جناب جانکی پھولین بدن مین — نہ تنگی سے سمائین پیرہن مین
ہوئین پھر محو تقریر یہ گہربار — کہ ہین سو طرح سے اک دل پہ آزار

زبان پر سوز دل مین بیقراری
نکلتا دم نہین جاے عجب ہے
بسی ہے رام کی صورت نظر مین
انھین مطلق نہین اب تک خبر ہے
بھلا یہ تو کہو اے انجنی زادہ
یون سنکے کہا اے فخر عالم
فغان ہو نٹھون یہ دل مین شدید درد
نہین گو فرقت اکدم کی گوارا
سراغ اب تک نپایا تھا کسی سے
سنین گے آپکی جب مجھ سے روداد
چڑھین گے لیکے اک فوج گران ڈہ
کرین گے کشور لنکا کو تاراج
سُنے سیتا نے جب یہ کلمہ ہوش
دل پرغم سے نکلا غم کا آزار
تمھین سے جبار زور آور وہان ہین
تمھین سے صف شکن صفدر سپہدار
یون سنکے کہا فرط ادب سے
وہان پر حملہ جرار و جسیم ہی ہین
یہ کہکر قد بڑھایا اپنا ناگاہ

ہمیشہ شب کو ہے اختر شماری
مگر یہ سخت جانی کا سبب ہے
بدن مین جان مین جی مین جگر مین
مری فریاد و زاری بے اثر ہے
مری بھولے سے کرتے ہین کبھی یاد
کئی درجہ سواے رام کو غم
روان صحرا بہ صحرا ہین جہان گرد
مگر تھا جز شکیبائی نہ یارا
تامل ہوگیا اس بےبسی سے
خوشی سے خانہ دل ہوگا آباد
دکھائین گے بہار جاودان وہ
تمھین لیجائینگے آکر مہاراج
ہوئین عیش و طرب سے دوش بدوش
ہوئین پھر فرط حیرت سے گہربار
زیادہ اس سے یا خوش قد جوان ہین
کرین گے کشور لنکا کو مسمار
کہین زور آوری مین کم ہون سب سے
نہنگ قلزم زور آور ہی ہین
کہ جس سے قامت گردون ہو کوتاہ

سیا نے قد جو یہ دیکھا یکایک ۔ تو صاف آئینۂ دل سے مٹا شک
تبسم کرکے پھیرا پشت پر ہاتھ ۔ جبین و ابرو بالا سے سر ہاتھ
کہا یا زو مین زور رشد و مدد ہو ۔ جناب رام و لچھمن کی مدد ہو
کہا قاصد نے اے فخر زمانہ ۔ کئی دن سے ہوا ہون بے آب و دانہ
اجازت ہو تو اس گلشن مین جاؤن ۔ بقدر اشتہا پھل چنکے کھاؤن
کہا بہتر مگر اے راحت جان ۔ ہزارون اسکے سرکش ہین نگہبان
کہا مجکو نہین خوف زیان ہے ۔ مدد کو نخل بند دو جہان ہے
اجازت جانکی جی سے جو پائی ۔ چمن مین جا کے اک آفت مچائی
شجر پر چڑھکے کھائے بہو لکر پھل ۔ برنگ سبزہ توجے سر بسر پھل
اکھاڑے نخل پڑے دیکے جھٹکے ۔ زمین پر باغبان ٹپکے جھپٹ کے
نگاہ قہر جس ڈالی پہ ڈالی تو ۔ ہوئی دم بھر مین برگ و بر سے خالی
وہ پھل سب توڑ کر پھینکے گرائے ۔ ملے توجے پسند آئے وہ کھائے
شجر توڑے نگہبانون کو مارا تو ۔ بیابان بنگیا گلشن وہ سارا
میان شہر لنکا مچگیا غل ۔ نیا اک باغ راون مین کھلا گل
محافظ کچھ وہ پوشیدہ جو بھاگے ۔ گئے نالان شہ راون کے آگے
دوہائی دی کہ سارا لٹگیا باغ ۔ نگہبانون کو حسرت کا ملا داغ
کسی بندر نے ہے آفت مچائی ۔ خزان کی پھر گئی ہر سو دہائی
سنا راون نے جسدم باغ کا رنگ ۔ نہایت بیکلی سے ہوگیا تنگ
اچھے نام اسکا فرزند جری تھا ۔ مدام اسکو سر دار خود سری تھا

دیا حکم اُسکو راون نے سر دست
کہ ہمراہ ہی ہین لو فوج سیہ مست

نکر تا تا بہ امکان کشتۂ تیر
کرو ہیمون کو زندہ یا بزنجیر

سپہ دل الغرض حکم پدر سے
چلا انبوہ راچھس نکلے گھر سے

چلے تننے غرور زور تن پر
گھٹا کی طرح سے چھائے چمن پر

بڑھے لڑنے کو چلا کر کماندار
ہوئی تیرونکی ہر گوشہ سے بوچھار

یون ست نے جو دیکھا اہرمن کو
اکھاڑا جڑ سے اک نخل کہن کو

جمایا پھر تو خونریزی کا یہ رنگ
کہ تھا سب پر لباس زندگی تنگ

کسی کو زور بازو سے پچھاڑا
کسی کو پنجۂ و ناخن سے پھاڑا

کسی کو شل کیا مار اک ٹہیکو
پہونچکر سر پہ للکارا کسیکو

کسی کا منہ کیا زخمون سے گلگون
کسی کے تن کو کاٹا پیگئے خون

کسی سرکش کو دی ٹھوکر قدم سے
ملا منھدری کی صورت سر قدم سے

جدہر کو زور پامردی سے کی جست
مثال نقش پا دم مین کیا پست

بیابان شجاعت کو کیا طے
اچھے راچھس کو مار کر دیا چھپے

جو بھاگے فتنہ گر یا جان ناشاد
در راون پہ پہونچے بہر فریاد

سنا جس دم یہ حال مرگ فرزند
برنگ شعلہ تھرایا تنومند

غم لخت جگر نے آکے گھیرا
تو چھایا دیدۂ دل مین اندھیرا

دیا حکم اپنے فرزند کلان کو
کہ باندھو جا کے اُس بے خانمان کو

غرض راچھس وہ تھا فتنہ کا بانی
ڈرے جس سے بلائے آسمانی

بپا تھا ہر طرف شور اسکے شر کا
لقب تھا میگھناد اُس فتنہ گر کا

مہ و مہر اسکے ڈر سے کانپتے تھے
ستارے عرش پر منہ ڈھانپتے تھے

جو غالب اندر پر آیا تھا نا کام تو
ہوا تھا اندرجیت اسوجہ سے نام

پڑھا در پا صفت بارے وہ جو شان
چمن مین میگھناد آیا خروشان

یون ستے نے دکھایا پھر وہی رنگ
کہ دشمن شکل آئینہ ہوئے دنگ

جدھر پہونچے اودھر صف ہو گئی صاف
مچا شور انکی بامردی کا تا قاف

قدم سے پس گئے مثل حنا سب
رہے جیسے مثالِ نقش پا سب

مخالف شل ہوا جب کر وفن سے
نہ کچھ مطلب بر آیا بانکپن سے

عروج شاخ تک کر کے رسائی
گلو مین برمھ پھانس آکر لگائی

جناب انجنی نندن نے فی الفور
بقصد دانشوری دل مین کیا غور

کہا کاٹون تو مطلب مین خلل ہو
ابھی قول سری برمھا مین بل ہو

پھنسون گر خود تو زحمت کا سبب ہے
نکل جاؤن تو یہ دور از ادب ہے

سمجھکر الغرض آغاز و انجام
پھنسایا حلقۂ گردن بتہِ دام

ہوا خواہِ جناب رام تھے وہ
سیا کے بندۂ بے دام تھے وہ

لہذا دام راچھس مین وہ دانا
پھنسے خود صورت صید توانا

غرض حلقہ جو وہ پہنا گلو مین تو
مچا شور طرب فوج عدو مین

ستمگارون نے باندھا کر وفن سے
کمند و طوق و زنجیر و رسن سے

زبس آمادۂ شر تھے وہ نا کام
پکڑ لائے میانِ محفل عام

ستمگر راون تھا تخت زر پہ مغرور
سراسر بادۂ نخوت سے مخمور

غضب سے پہلے راون نے نظر کی
غمِ لخت جگر مین چشم تر کی ہو

برنگِ شعلہ تھرّایا تن زار
ارے تو کون ہے آیا کدھر سے
تجھی نے یہ کیا ظلم آشکارا
مرا لشکر کیا برہم۔ کہا ہاں
مجھے جب صورتِ مژگاں لیا گھیر
ہنومانِ جری ہوں قاصدِ رام
مگر اے جاہل و نادان بدبخت
کیا مطلق نہ پاسِ حرمت و نام
زبان ابتک نہین اترا ابھی سیر
اگر ہو بحرِ رحمت کی تجھے چاہ
فساد اس مین کچھ اے بدخو نہین ہے
یہ سُنکر جل گیا غصہ سے ناری
کہا ارکانِ دولت سے کہ کیا خوب
سکھاتا ہے یہ دانشمند مجھکو
مناسب ہے کرون مرشد کو راضی
ارے حاضر کوئی ہے اہلِ شمشیر
روا ہے گرچہ کھینچون پوست تن سے
یہ گستاخی یہ شوخی بےحیائی
زبس بھولا ہے تو انسان کے بل پر

اکڑ کر پھر ہوا سرگرمِ گفتار
کسی کا ایلچی یا نامہ بر ہے
اچھے کو دیدہ و دانستہ مارا
کمالِ غم و یاسِ غم کہا ہاں
بمجبوری مجھے کرنا پڑا زیر
حضورِ جانکی لایا تھا پیغام
سمجھ پر تیری کیا پتھر پڑے سخت
اُڑا لایا دغا سے زوجۂ رام
کرے گر دست بستہ عذرِ تقصیر
تو کردے جانکی کو میرے ہمراہ
سمجھ لینا نہین تو تو نہین ہے
بڑھا دل مین ہجومِ شرمساری
ملا اک اوستادِ رہنما خوب
سُناتا ہے کلامِ پند مجھکو
مٹے دل سے غبارِ اعتراضی
کرے اس پُرخطا کو کشتۂ تیر
زبان کھینچون ترے دُرجِ دہن سے
یہ بیباکی یہ دیدے کی صفائی
نظر در پردہ ہے لیکن اجل پر

بھبھیکن تھا کھڑا اون دلشکستہ
خلافِ رسمِ قتل نامہ بر ہے
پے عبرت سزا کچھ دیجیے اور
کہا راون نے باچشمِ غضبناک
زبس میمون نحیف و ناتوان ہے
یہ کہتا تھا کہ جھنجھلا کر سیہ دل
بڑھایا قد وہ بجرنگی نے یکبار
ہوے محوِ جفا راچھس وہ سارے
نہ فرق آیا سرِ مو زورِ تن مین ✓
وہی بل تھا وہی طاقت وہی ڈھنگ
کہا راون نے تب با جانِ ناشاد
زبس تھی فکر دامنگیر سب کو ✓
مکان و کوچہ و بازار کی سب
برائے سرخروئی سنکھن دوڑے
بڑھائی دم وہ بجرنگی نے یکبار
سراسر گوشۂ دم مین ہوئی صرف
لباس و جامہ دستار و کمربند
ہر اک جا سے سبو سے روغن تر
کیے لاکھون بہ رنگ موے سر پیچ

کہا اس نے ادب سے دست بستہ
روا شاہا معافی کی نظر ہے
کہ ہے شانِ عدالت کا یہی طور
اسے سب ملکے ماریں جست و چالاک
سر اسکے تن پہ اک بارِ گران ہے
بصد جوشِ غضب آئے مقابل
کہ تھا پست اسکے آگے اوجِ کہسار
کیے شل دست و پا تھک تھک کے ہارے
شجاعت مین اکڑ مین بانکپن مین
وہی تیور وہی چتون وہی رنگ
لاکر دُم کرو میمون کو آزاد
پسند آئی یہی تدبیر سب کو ✓
روئی لا لا کے وان انبار کی سب
بتایا یا جہان سر ڈھنکے دوڑے
کہ کم ٹھہرا وہ سب روئی کا انبار
لگے خجلت سے ناری صورتِ برف
مکانون سے اٹھا لائے تو مند
کیے آن سرکشون نے جمع لاکر
دمِ اقدس لپیٹی پیچ پر پیچ ✓✓

زبس آن شعلہ انگیزون کو تھی لاگ — لگا دی جلکے دم مین سربسر آگ
ہنومان دلاور نے سر دست — زمین سے کی عروج قصر پیوست
ہزارون کو جھپٹ مین لیے اڑ گئے وہ — جلایا جس پہ تیغ آسا مڑے وہ
چپ و راست زبر زیر و پس و پیش — جلے قصر و بیتان جفا کیش
رواق و روزن و طاق و در و بام — جلے دم بھر مین تشکل نقرۂ خام
ہوا خواہی ہوا نے کی جو دلخواہ — جلا قصر طلائی صورت کاہ
انار آسا جلے برگ و شجر سب — چنار آسا جلے لنکا کے گھر سب
چمن مین قصۂ آتش کو تھا طول — انارون کے تھے سرو نخل مین پھول
فلک کانیا زمین گردش مین آئی — اڑی مہتاب کے منھ پر ہوائی
بنا کر چادر گردون کی ٹٹی — ستارون کی چھپی محفل اٹھی
پٹاخے کی طرح نکلی نہ آواز — اکڑ کر رہ گئے جا کر سٹے باز
جو دیکھے یہ شہ راون نے حشرات — کہا تب ہاتھ مل مل کر یہ ہیہات
مری سب دیدہ و دانستہ تقصیر — ہوا ہے حلقۂ زنجیر گلوگیر
برائے حاصل نقد کرامات — پرستش شیو کی کرتا تھا مین دن رات
تراشے سب جو تھے زیب بدن سر — گئے دس بار دو ہر دس آرپن سر
ہراک سر کی کمی سے پیش بیس تھا — مرا دل غرقۂ بحر ہوس تھا
نہ پوجا گیا رکھوالن رودر آہ مین نے — اٹھایا صدمۂ جانکاہ مین نے
ہنومان جو یہ ہین گیارھوان رودر — عطا پاش و خطا پوش جہان رودر
سزا دی مجکو با چشم غضبناک — جلا کر کر دیا سونے کا گھر خاک

مگر ہاں شیوۂ عادل یہی ہے
سزاے مجرم کامل یہی ہے

غرض سب جل گئے ایوان و مسکن
فقط باقی رہا قصر ببھیکھن

برائے انطفاے آتش دم
گئے شادان وہ قرب بحر قلزم

سمندر نے کہا تب دست بستہ
کہ اے وارد دے درد و شکستہ

بجھائیں گے جو آپ اس بحر مین دم
براے ماہیان ہوگا تلاطم

بنے گا برج آتش خانۂ آب
پرندے جل کے ہونگے گرم شب تاب

برنگ موج ہوگی بیتابی
جلینگے سر بسر مرغان آبی

نہو گر ناگوار طبع تمکو
بجھادون موج آب ترسے دم کو

اجازت انجنی ست نے جو پائی
تو دم قلزم نے لہرا کے بجھائی

گئے پیش سری سیتا ادب سے
سنائی داستان فرط طرب سے

کہا مجکو اجازت ہو تو جاؤن
پہونچکر سب یہ کیفیت سناؤن

سنی جب جانکی جی نے یہ گفتار
تو تھی یون رو کے تقریر گہر بار

ترے دیدار رُخ سے چشم بد دور
نگاہِ دل مین آیا تھا مرے نور

ترے باعث کھلا تھا غنچۂ دل
پر اب چھاتی پہ پھر رکھتا پڑی سل

کہا تب انجنی ست نے یہ اظہار
کہ ہون مین تمکو لے چلنے کو تیار

اُٹھا کر از رہِ اکرام تمکو
بٹھادون جا کے پیش رام تمکو

مگر بے حکم یہ کیونکر کرون کام
کہ ہون پابند ارشاد سری رام

خوشی ہوتی ہے چندے کیجیے صبر
گوارا دل پہ کیجیے صدمۂ جبر

سیا نے اپنا چوڑا من اُتارا
دیا پہر نشانی آشکارا



کہا رگھبر کہ جاتے ہو تو جاؤ / مگر سب داستان غم سناؤ
کہو دم تک ہین ہونٹوں پہ ہی جان / نفس کا شانہ تن مین ہی مہمان
نظر ہی منتظر آنکھین ہین پر جوش / لگے رہتے ہین در پر پردۂ گوش
ہوا بیر جری سے کر نشانی / ہوئے رخصت بعیش و کامرانی
کیا طے بحر بے پایان بیک جست / قریب جامونت آئے بسر دست
ہوئے پھر شاہ خرسان سے بغلگیر / ملے انگد سے مثل شکر و شیر
چلے باہم گر منزل بمنزل / ہوئے پھر شہر پنیا پور مین داخل
کہا سارا اشمہ سگریو سے حال / دکھایا رشتے مطلب کا خط و خال
سنی جس دم نوید کامرانی / ہوا وہ ہمکنار شادمانی
میان باغ میمون ملکے آئے / خوشی سے پھول پھل کھائے لٹائے
گیا سگریو اس دم رام کے پاس / کھڑے تھے جامونت انگد چپ و راس
براہ تذرو دکھلائی نشانی / کہا قصہ بصد شیرین زبانی
جناب رام و لچھمن انجمن مین / یہ مژدہ سنکے پھول اٹھے بدن مین
ہوا بیر جری سے خوش ہوئے بس / جبین و سر پہ پھیرا دست اقدس

آغاز لنکا کا نذر لشکر کشی کرنا رامچندر کا واسطے جنگ روان کرا اور راوانہ ہونا فوج خرس و میمونکا شہر پنیا پور سے اور خبر سنکر عرض کرنا بھبھیکن کا راون سے واسطے صلح کے اور نہ راضی ہونا اسکا اور نکالنا بھبھیکن کو اپنے دربار سے

جناب رام ہو مالک سخن فصیح / پکارے منشی چرخ کہن فصیح

مدد لے تو سن کلک سبک گام / بیابان سخن ہو طے بہ آرام

وہ مضمون صف آرائی رقم ہو / سر حاسد قلم مثل قلم ہو

جناب انجنی نندن سے جس دم / سنا وہ سربسر افسانۂ غم

نشانی دست سیتا کی جو پائی / گران دل پر ہوا بار جدائی

اسی ساعت میان مجمع عام / شہ سگریو سے بولے سریرام

کرو تیاری فوج زبردست / برج قلعۂ لنکا کرو پست

عدو کو گر ہوائے سرکشی ہے / ہمیں بھی خواہش لشکر کشی ہے

سنا جس دم یہ ارشاد سریرام / ہوا وہ درپئے ساز و سرانجام

ہر اک جا نامہ و پیغام بھیجے / طلب کو پیک نیک انجام بھیجے

کیا سب لشکر میمون فراہم / صف آرائی کا دعوی جس کو ہر دم

جوان و کودک و پیر کہن سال / قوی ہیکل قوی بازو قوی بال

گران بالا جسیم و کوہ تن سب / قوی قامت صف آرا صف شکن سب

برنگ تیغ سب تیزی کے مشتاق / تبر کی طرح خونریزی کے مشتاق

بصد چستی لیے گرز گران سب / سر افگن قاتل گردنکشان سب

شہ سگریو تھا ازبسکہ دانا / قوی زور آور و صفدر توانا

جداگانہ کیا سردار سب کو / دیا اک لشکر جرار سب کو

گنید و کیسری انگد مہابیر / نل و نیل و سگند نیک تدبیر

وہ لشکر جوق جوق و خیل و رخیل / چلے جوشان خروشان صورت سیل

بجا نقارۂ نہضت بصد ساز / کڑک کر دی لب قرنا نے آواز

گئی کوسون تلک آواز طنبور
زمین تھرا گئی شور طبل سے
بتاریخ سعید و روز احسن
ظفر نے گوشۂ دامن کو چوما
دلیری جرأت و ہمت شجاعت
جلو مین سب سوار توسن فیل
چلے سب افسر نامی بصد اوج
سپاہ خرس میمون یون بہم تھی
صبا ہر دم فدائے نقش پا تھی
بہار آسا چلے کرتے ہوئے گشت
روان مانند موج باد صرصر
بپا خیمے ہوئے ہر سو بچھے فرش
بڑا میدان مین لشکر سیکڑون کوس
جناب رام و لچھمن شاہ و خوشتر
مشیر و اہلکاران ہوا خواہ
یکایک شہر لنکا مین مچا شور
بھبھیکن سرور لنکا کا بھائی
خبر جس دم ہوئی یہ حلقہ در گوش
ہوا یار سے خطرے سے دل شکستہ

جما نمرودون کے رخ پر چھا گیا نور
دہل اٹھا فلک بانگ دہل سے
چلے دونون جناب رام و لچھمن
لب نصرت نے پیراہن کو چوما
جھکے مثل کمان بہر اطاعت
ہنومان ست کیسری انگد نل و نیل
بڑھی دریا صفت فوج ظفر موج
یہ ابر تیرہ برق برق دم تھی
نسیم صبح ٹھوکر پر فدا تھی
کیے طے جملہ کوہ و دامن دشت
ہوئے وارد کنار قلزم تر
کہ تھا حیرت مین جس سے پردۂ عرش
فلک کے خیل انجم پر پڑی اوس
ہوئے رونق فزا سے خیمۂ زر
جدا خیمون مین سب اترے بصد جاہ
کہ آیا لشکر میمون شہ زور
زبس تھی جی مین بوے آشنائی
شتال بید کانپ اٹھا وہ ذی ہوش
گیا پیش برادر دست بستہ

کہا اے سرور شاہان نامی — کریں اہل جہان تیری غلامی
فروغ نیر دہر و کرم ہو — طلوع اختر جاہ و حشم ہو
رہے اقبال یاور ہر گھڑی ساتھ — ظفر پا بوس ہو باندھے ہوئے ہاتھ
رہے مثل سپر سینہ سپر فتح — میانِ قبضۂ تیغ دو فتح
تو ہی ہے ناز بردار برادر — شریک درد و غمخوار برادر
کرم بخشی سے جان بخشی اگر ہو — تو کچھ گرم سخن یہ بے ہنر ہو
نہ کر چالاک جو دریا کی طرح جوش — در مضمون کرون کچھ حلقۂ گوش
سنا ہین نے جناب لچھمن و رام — ہوئے ہین بر لب دریا سبک گام
چلے ہین اُنکے اک فوج گران ہے — صف آرا صفدر و کشورستان ہے
سپاہ خرس و میمون ہے وہ شہزور — ملے ہیں وہان کو صورت مور
گنبد و جاموَنت انگد ہین ذیشان — نل و نیل انجنی نندن ہنومان
شبیہ خرسان و میمون ہین مددگر — مسلح ہین فساد و شر و مدبر
برائے جانکی شاید کہ شر ہے — عداوت ہے ستم منظور نظر ہے
مجھے اک مصلحت سوجھی ہے کیا خوب — اگر ہو خاطر اقدس کو مرغوب
تواضع سے کرین ہم اُنکو راضی — مٹے خوف فساد اعتراضی
بست دونون طرف سے کشت خون ہو — جہان مین گردش گردون دون ہو
خوشی سے حسب دستور زمانہ — کرین تبھی جانکی جی کو روانہ
زبان سے کیون کلام نشتر نکالین — کرین مت تحائف دیکے ٹالین
کبھی ہنگامۂ جنگ و جدل ہے — کبھی طرز لجاجت کا محل ہے

شہنشاہون کو واجب ہے ہر طور
جو دیکھین صلح مین شکل صفائی
مناسب ہے یہی اے صاحب شان
سُنی جسدم یہ تقریر ببھیکن
میان گوشۂ دل صورت تیر
ہوا جام غضب سے مست مدہوش
سُناتا ہے کلام فتنہ جوئی
یہ گستاخی یہ شوخی یہ شرارت
حضور بادشاہان خردمند
مری طاقت کا بحر و بر مین ہے شور
مچی ہے چرخ گردان تک مری دھوم
کیا سر اگن کو جل کو پون کو
اگن بے حکم جل سکتی نہین ہے
بغیر از حکم سلطانی یہ کیا تاب
سمندر گر کبھی بڑھکر کرے کا
مجھے کیا خوف شر نسل بشر سے
یہ کہکر پھر براہ شرساری
ببھیکن نے کہا اے صاحب تخت
خبر کر دی بصد اخلاص مین نے

برائے حاصل مطلب کرین غور
کرین کیون تیغ سان جوہر نمائی
تواضع سے کرین مشکل کو آسان
تو کانپ اُٹھا شہنشاہ توہی تن
چُبھی برجستہ اس دانا کی تقریر
کہا بس بے ادب خاموش خاموش
نہ کر بے فائدہ بیہودہ گوئی
بڑھاتا ہے مری نار حرارت
سکھاتا ہے تو نادان کلمۂ پند
درندے دب سے ہین صورت مور
کیا مہر و مہ و انجم کو محکوم
پون کو اندر کو جم کو جون کو
صبا خود اُڑکے چل سکتی نہین ہے
فلک سے ہو زمین پر بارش آب
اُتارون اُسکو آب تیغ کے گھاٹ
ہجوم دیوتا لرزان ہے ڈر سے
تن اصح پر اُٹھکر لات ماری
نہ ہو برگشتہ مجھسے صورت بخت
نصیحت کی مفید خاص مین نے

کرو منصوبہ کامل وہ فی الحال
تمہیں جس سے غروب مہر اقبال

رضامندی جو ہو گردن جھکائے
تو پھر کیون مول لین بیٹھے بٹھائے

عداوت ہے خلاف عقلمندی
بعید از شیوۂ دانش پسندی

نہین ہے فائدہ بغض و حسد سے
شر و شور و فساد و تشدد سے

سراسر اسمین نقصان و خلل ہے
کہ ہر جنگے دو سر دار و مثل ہے

اب آگئے راے اقدس مین جو آئے
وہی مضمون رخ مطلب دکھائے

نہ راون جو تھا از بسکہ مغرور
ہوا گویا کہ چل آگے سے ہو دور

کہے گا پھر سخن ایسا جو لب سے
تراشون گا زبان فرط غضب سے

یہ منہ کس کا جو آکر منہ چڑھائے
مثال آئینہ صورت دکھائے

ارے تجکو نہین کچھ جوش مردی
خجالت سے نہین چہرے پہ زردی

نہین بوے حرارت تیرے سر مین
عبث پیدا ہوا راچھس کے گھر مین

ڈبویا راچھسون کا نام تو نے
کیا ایسا خیال خام تو نے

کہے گا گر کلام لاابالی
لیے عبرت کرونگا گوشمالی

ببھیکن نے کہا پھر تیسری بار
نہ ہو میری سخن سنجی سے بیزار

مجھے اس خواب غفلت سے ہے ڈر یہ
ملے گا خاک مین سونے کا گھر یہ

تری چشم بصیرت ہو گئی کور
یہ زور آورون پر چڑھا ہے نشۂ زور

زوال نشہ بس اک دم مین ہوگا
ترا دل حلقۂ ماتم مین ہوگا

رہے گا نہ شہر راچھس نہ یہ راج
نہ یہ دولت نہ یہ حشمت نہ یہ تاج

مجھے اس دلنشینی سے نشان ہے
ترے گلشن مین آثار خزان ہے

بڑا لشکر ہے قرب بحر زخار ابھی تک ہے مے غفلت سے سرشار
بداقبالی یہی ہے رے تنومند قضا سر پر ہے آنکھیں ہیں ابھی بند
سنی راون نے جب بھائی کی گفتار تو کڑکا صورت برق شرربار
ہوا ازبس غریق قلزم شرم غضب سے قلزم آتش ہوا گرم
ہوا جو یان پراہِ فتنہ جوئی نکالو اسکو یان حاضر ہے کوئی
حجاب چشم سے اسکو کر دو دور ملا گوش حماقت شکل طنبور
یہ کہکر بزم شاہی سے نکالا طریق کینہ خواہی سے نکالا
دم رخصت بھبھیکن نے کہا خیر ترے باغ سخن کی کر چکا سیر
سخن سنجی سے میری گل کھلا خوب گلستان عوض سے پھل ملا خوب
مگر اچھا ہوا اس غم سے چھوٹا عذاب زحمت ہر دم سے چھوٹا
قدمبوس جناب رام ہونگا اطاعت سے پسند عام ہونگا
وہان ذلت مین بھی اک شان توقیر کہ ہے وہ خاک پا مانند اکسیر
کبھی بار دگر ہو کر سبک بار کرونگا اب نہ اس دربار مین بار
مگر مجکو ابھی تک ہے یہ منظور ترے شمع خلافت مین رہے نور
مثال خیرخواہان تکو ذات بناؤن دم مین سب بگڑی ہوئی بات
کہون جاکر زبان جو یادری ہے سناؤن تیرے مطلب کے جو یہ سے
بس اب جاکر براہ انکساری کرونگا رام کی خدمتگزاری
ملے ذلت وہان یا نیکنامی بنونگا خادم پاے گرامی
بنانے سے مرے جو بن سکے کام کرون سب عاقبت بینی سے انجام

کردن عذرات ماضی چند در چند / فساد تازہ کا رخنہ کردن بند
گرہ بادۂ نخوت سے تھا مست / عروج نکتہ بینی پر نہ کی جست
ببھیکن نے بہت کی نکتہ رانی / مگر بات اک نہ بہتی نے مانی

آنا ببھیکن کا راجہ رامچندر کی ملاقات کو اور سردار ہونا خلافت پر لنکا کی اور گرفتار ہونا سک و سارن جاسوسوں کا لشکر رامچندر مین اور آزاد ہو کر پھر جانا راون کے پاس شہر لنکا مین اور خبر کرنا

رہین وردِ زبان رگھبر کے اوصاف / مرا دل شکل آئینہ رہے صاف
ببھیکن کو جو راہ شور و شر سے / نکالا حاکم لنکا نے گھر سے
نکل کر گوشۂ ایوان سے دلگیر / چلا لشکر کی تب صورت تیر
کمال صدمۂ رقت سے ناکام / گیا تا لان میان لشکر رام
یکایک آمد آمد کا مچا غل / مچے سب گرد و پیش آ کر جز و کل
خوشی سے کھلکھلا کر غل مچایا / ببھیکن فوج سلطانی مین آیا
کوئی سمجھا کہ شاید نامہ بر ہے / مقرر بہر تفتیش خبر ہے
اگر آیا تو آیا کام کیا ہے / طبیعت مین خیال خام کیا ہے
کریگا کچھ نہ کچھ افسون غضب سے / کھلے گا گل کوئی اسکے سبب سے

سنی جب شاہ میمون نے یہ روداد
بھبھیکن سرورِ لنکا کا بھائی
کرے کچھ فتنہ ایجادی مبادا
مناسب اسکی صحبت سے حذر ہے
نہین رانچھس مروت کرنیوالے
کرین گے کب کمی یہ کمین یہ
نہین ان سے امیدِ آشنائی
اب آگے ہو جو تجویزِ خوش اسلوب
کہا سب سچ ہے اے سرمایۂ نور
جو میرے دامنِ دولت مین آئے
روا چشمِ ترحم ہے بہر طور
نہین واجب مریضِ غم سے پرہیز
سدا ہین دوست اور دشمن سمجھے ایک
کرے زیرِ شجر جو آ کے آرام
یہ ہے خاصیتِ ابرِ سیہ تاب
جو نیک و بد پہ کچھ اُسنے نظر کی
نہین دل پر مرے کچھ گرد وسواس
یہ فرما کر زبانِ درفشان سے
نگاہِ لطف کی سوے بھبھیکن

کہا تب رام سے یون با دلِ شاد
ہوا حاضر ہے بہرِ جبہہ سائی
کہ ہے یہ سرگروہ فوجِ اعدا
بظاہر راستی باطن مین شر ہے
یہ کالے ہین یہ کالے ہین یہ کالے
کہ ہین درپردہ مارِ آستین یہ
دغا دے کر کرے گا بیوفائی
وہی بہتر وہی عمدہ وہی خوب
اگر بد باطنی ہمت سے ہے دور
فروتن ہو کے یا گردن جھکا کے
کہ ہے اک ان ہر اک پر گردشِ دور
کہ سب پر برقِ آفت ہے شرر ریز
نہین کچھ اسمین تفصیل بد و نیک
اُسے ہو سایہ بخشی سے فقط کام
کرے دشت و چمن مین بارشِ آب
تو پھر ٹھہری صفت کیا ابرِ تر کی
خوشی سے اُسکو آنے دو مرے پاس
بلایا اُسکو اک لطفِ نہان سے
ہوے اُلفت سے دلجوے بھبھیکن

کہا ہنسکر کہ لنکاپت ادھر آؤ
تمھارا گھر ہے بے خوف و خطر آؤ

جو دیکھا ابر رحمت کو کرم پر
بھبھیکن گر پڑا جا کے قدم پر

عدو کو صادق الالفت جو پایا
سر اُسکا دست شفقت سے اُٹھایا

بٹھالا پاس اُسے پاس کرم سے
زبس دوری عطا کی قرب غم سے

منگا لہرا کے آب قلزم تر
بصد شفقت تلک کھینچا جبین پر

بنھایا دست اقدس سے اُسے تاج
خوشی سے اُسکو لنکا کا دیا راج

سنات سارن وہ دو راچھسن جو بدخواہ
برائے مخبری آئے تھے ہمراہ

پے تفتیش احوال بھبھیکن
کھڑے تھے چھپکے دنبال بھبھیکن

پکڑ کر بندرون نے اُنکو بیباک
پھرایا گرد لشکر جیت و چالاک

تماشا جانکر ہر سو پھرائے
بزنگ آسیا چکر دکھائے

رہائی دی تو بھاگے جی چھپا کر
سنایا ماجرا راون کو جا کر

کہا اس درجے ہے فوج سر رام
کہ شل ہین قاصدان عقل و اوہام

ہر اک میمون جسیم و کوہ تن ہے
پلنگ بیشۂ و لشکر شکن ہے

قوی ہیکل جسیم و گرز بردوش
عروس فتح و نصرت سے ہم آغوش

روش مین اک شجاعت کا چلن ہے
ادائے گفتگو مین بانکپن ہے

جلائی جسنے تھی لنکا غضب سے
وہان چھوٹا نظر آتا ہے سب سے

پھرے ہم جا کے لشکر مین صبا وار
نہ پائی انتہا کا فوج جرار

اجل لرزان ہے انکے شور و شر سے
سنا کانون سے تھا دیکھا نظر سے

بصد شوکت جناب رام و لچھمن
لب دریا ہین دونون خیمہ افگن

یون ست جاموَنت انگد ہین ممتاز ۔ نل و نیل جری ہین کارپرداز
مشیرِ میمون کو ہی کارِ وزارت ۔ وہ ہے رونق دہِ بزمِ امارت
شہِ خرسان شریکِ نیک و بد ہے ۔ دعا مین مستعد بہرِ مدد ہے
تماشائے عجب دیکھا مگر اور ۔ دلِ مضطر کو حیرت تھی بہر طور
بھبھیکن جب گیا پیش سریرام ۔ ملا سرمایۂ اعزاز و اکرام
عداوت کے عوض کی قدردانی ۔ دیا خلعت براہِ مہربانی
کیا چشمِ ترحم سے نظارا ۔ زبان سے کہکے لنکاپت پکارا
کیا تاجِ مرصع زینتِ فرق ۔ خجل ہو جسکے زرق و برق سے برق
جبین کج ادا پر ہو کے مغرور ۔ بدستِ خاص کھینچا قشقۂ نور
بگوش اس نے یہ لشکر مین سنا غل ۔ عدو کو راج لنکا کا ملا کل
لڑائی یہ بڑھی دکھلائیگی رنگ ۔ بہت کام آئینگے سرکش دمِ جنگ
اٹارا آسا کرینگے دانت کھٹے ۔ کہ ہین لا انتہا میمون اکھٹے
برنگِ نقشِ پا جمنا ہے مشکل ۔ صف آرائی تو کیا تھمنا ہے مشکل

راجہ مانگنا رامچندر کا سمندر سے اور پل تیار ہونا نل او نیل کے ہاتھ سے بموجب درخواست سمندر

قلم بحرِ سخن مین تر زبان ہو ۔ صفاتِ رام مین رطب اللسان ہو
بھبھیکن سے بیان لیجیے سرانجام ۔ کہ اے دانشورِ فرزانہ فرجام

وہ کر حکمت براہِ خیمہ خواری | سمندر پار اترے فوج شاہی
بھبھیکن نے کہا تب دست بستہ | نہین ممکن ہے اس دریا سے رستہ
سمندر وہ نہین جسکی ملے تھاہ | تمنا ور پار اترنے کی کرے جاہ
کنارے سے یہ دریا بیکران ہے | برنگ موجۂ صرصر دوان ہے
کرے شل دست دریا غواص شہزور | نہین ممکن عبورِ قلزمِ شور
تصور سے ہے عقل ناتوان چرخ | زمین کشتی ہے اسکی بادبان چرخ
یہ ناپیدا کنار ایسا ہے قلزم | کہ چرخ ناتوان کی عقل ہے گم
اگرچہ آپ کا تیر شرربار | فقط کافی ہے بہر بحر زخار
کرے خشک آب تر کو صورت خاک | تری سے دامن قلزم کرے پاک
مگر اے راحل کشتی شکستہ | طلب فرمایئے قلزم سے رستہ
بھبھیکھن نے جو ٹھہرائی یہ تجویز | پسند خاص و عام آئی یہ تجویز
لب دریائے شور اٹھکر بصد جاہ | ہوئے زینت وہ فرش پر کاہ
رہے تا عرصۂ سہ روز اس جا | نہ سنگ آسا دل قلزم نے دی جا
کیا پھر غضب نے دلمین تب جوش | کہ کانپا ڈر سے خورشید شفق پوش
سری لچھمن سے فرمایا کہ ہان جاؤ | اسیدم ترکش و تیر و کمان لاؤ
کرون تیر اجل سوز اس طرح پر | کہ جل دم بھر مین جلجائے سراسر
ڈرا قلزم کلام پر غضب سے | نہ شکل برہمن آیا ادب سے
معافی اپنی تقصیرونکی چاہی | قدم پر گر پڑا کی عذرخواہی
سر اقدس پہ سب اندیشہ و بیم | لٹائے گوہر و لعل و زر و سیم

کہا از راہ دانش باندھیے پل
وہ نیل و نل جو افسر ہین تکو نام
رکھیشر کی دعا سے ہون ہین آگاہ
حباب آسا نہ غرق آب تر ہو ے
نہ پنہان غبار دل کی صورت
جناب رام نے یہ سنکے فی الحال
اُسی دم خرس و میمون جہان گشت
تلاش سنگ مین پھرتا تھا انبوہ
وہ نیل و نل براہ نکتہ دانی
کیا حرف رکار اک سنگ پر نقش
بہایا جب تو دونون ملگئے نام
طفیل نام سے کیونکر نہو وصل
ہر اک پتھر پہ لکھ لکھکر یہی حرف
بنایا پل باقبال سری رام
جناب رام نے خوش ہوکے لیے یہ
کمال صدق و چشم و سر سے پوجا
دعا مانگی برا سے فتحمندی ے

کہ اُترین دم مین موج آسا جزو کل
کرینگے کار مشکل کو وہ انجام
جو شے چھوڑین یہ جل مین صورت کاہ
نمایان صورت آب گہر ہو
دل دریا پہ ٹھہرے سیل کی صورت
کہا سارا شہ میمون سے احوال
ہوئے پویان میان دامن دشت
اُٹھا لائے لپک کر کوہ کے کوہ
ہوئے قائم بنا سے پل کے بانی
مکرر اک بر سر سنگ دگر نقش
ہویدا ہوگیا نام سری رام ے
کہ پیوند دل و جان ہی وہ در اصل
کیا دریا مین چسپان عقل کی صف
وسیع و پختہ و مرغوب عام
بنایا لنگ رامیشر مہا دیو ے
بگل و صندل برنج تر سے پوجا
جھکایا سر براہ سر بلندی

چترزادبدھ رامائن یعنی راون کا مع سیتا لنکا سے راجہ رامچندر کے لشکر مین آنا اور رامیشر مہادیو کی استھاپنا کرنا سیتا سے گرہ پوجن کرکے اور واپس جانا اسکا لنکا کو مع سیتا کے

عنایت جانکی جی کی عیان ہو — کہ دل کی جان کی جی کی امان ہو
جو رامائن ہے راد بدھ شہرۂ عام — رقم ہے اس مین سب ذکر سیر رام
اسی مین ہے یہ مضمون طرب خیز — کہ اے سامعین تنگ شکر ریز
کہ یعنی جب کہ رامیشر کی مورت — لب دریا بنی حسب ضرورت
منگائی پھر پوجا حسب دستور — برنج و دھوپ دیپ اور مشک کافور
برنج و چوب صندل پھول پھل سب — بہم تھے ایک جا تیرتھ کے جل سب
ہر اک ہو چکا جب سب سرانجام — ہوا نازل یہ ارشاد سری رام
لیے پوجا تلاش برہمن ہو — جو استاد و فہیم و اہل فن ہو
مشیر و نکتہ دان ہر سو پھرے سب — نہ ہاتھ آیا و لیکن نقد مطلب
ہوئے گرم سخن پیران دانا — کہ ہے مشکل و مقصد کا پانا
نہیں راون سا کوئی صاحب علم — فہیم و استاد و چار دہ علم

وہ ہے حاجت روائے اہل امید
بجز اسکے نہیں ایسا ہے کوئی
کہا بعضون نے سب سچ ہے یہ مانا
یہان آنے لگا وہ کیون اولوالعزم
تمنا سے وفا کب غیر ممکن ہے
پس از اندیشہ و غور دم چند
کہ راون نہیں ایسا ہے زنہار
زلیس دھرم اسکو منظور نظر ہے
طلب کیواسطے جائے جو پیغام
غرض قاصد براہ خیر خواہی
کہا راون سے پیغام سریرام
کہا اون سے سامان طرب صیر
ہنسا وہ سنکے تقریر خوش اسلوب
نہیں خواہش مری وان بے سبب ہے
بھیجے ہین جناب جانکی ناتھ
کہ کار عمدۂ مسعود احسن
پے نظارۂ سیتا ہوس ہے
نکالا دل کی الجھن سے بہانا
یہی مد نظر گر ہے تو پھر خیر

برہمن جوتشی دانندۂ بید
کرے جگ آکے از راہ نکوئی
خلاف عقل ہے راون کا آنا
مقام رزم ہے یا عرصۂ بزم
غرض کیا اسکو کار خیر سے ہے
ہوئے گویا وہ پیران خردمند
خبر سنکر نکالے حرف انکار
بدل پابند حکم شاستر ہے
کرے آکر پرستش کا سرانجام
ہوا مثل صبا لنکا کو راہی
وہ سامان اور وہ امید سرانجام
فقط اب آپکے چلنے کی ہے دیر
کہا کیا مصلحت سوچی ہے کیا خوب
جناب جانکی جی کی طلب ہے
گرہ بندن کو سیتا آئینگی ساتھ
نہیں ہوتے کبھی بے شرکت زن
پریشان بے بسی سے دل زبس ہے
کیا کیا گیسوے مضمون مین شانا
شریک بزم ہونگا گو کہ ہون غیر

یہ کہکر جانکی کو لے کے ہمراہ
چلا ذوق طبیعت سے وہ ذیجاہ

ہوا داخل میان فوج شاہی
نظر آیا کمال اوج شاہی

ہوا حاضر بہ پیش لچھمن و رام
ہوئی محو تحیر محفل عام

ہر اک سے گفتگو کی با دل نرم
ہوا پھر انصرام جگ مین سرگرم

بڑا لا جانکی کو رام کے پاس
گرہ باندھی تھی وہ شبھ لگن شبھ راس

طلائی طشت مین نیبہ معقول
چڑھائی دھوپ دیپ اچھت پھل پھول

بہت اشلوک پڑھ پڑھکر کیے جاپ
دیا اُس لنک راج کو استھاپ

خوشی سے دفعۃً پھولے جز و کل
فلک پر تھا مبارکباد کا غل

نہیں وہ واقف راز نہان تھا
سدا اول کو نشان بے نشان تھا

یہ دی آشیرباد اُس برہمن نے
شہادت دی لب چرخ کہن نے

سپھل کاج اور پھلے اچھا رہے جو
اچل راج اور تھانے ستر کی چھبو

غرض سیتا کو لیکر شاد و مسرور
گیا لنکا کو راون مست و مغرور

ہمائے خامہ کس رخ اڑکے پہونچا
کدھر اوج فلک سے مڑکے پہونچا

برو ز احسن و تاریخ انسب
چلی اُس پل سے فوج صف شکن سب

شہ خرسان و سپہدار نکونام
نل و نیل و انگد و لچھمن سری رام

بہ آسانی سمندر پار پہونچے
سپاہ و لشکر جرار پہونچے

کنار کشور لنکا بصد اوج
ہوئی خیمہ فگن فوج ظفر موج

بحکم شہ میان ظفر العین
سواران دلاور کی پڑی لین

ہر اک ستوتا میان نے سحر بنیاد
ہوئے چوب طلائی پر نصب استاد

قنات و خیمہ و نگیرہ و فرش ۔۔۔ لگے پڑنے قریب پردۂ عرش
کسی خیمہ مین اُترا شاہ سگریو ۔۔۔ کسی مین ہمدم و دلخواہ سگریو
کہین پر کیسری اُترا بصد شان ۔۔۔ کہین نیل و نل و انگد ہنومان
کسی جا پر میانِ حلقۂ فوج ۔۔۔ مہاراج الدھرج اُترے بصد اوج
بصد شادی کنارِ قلزم تر ۔۔۔ پڑا اشتیم صفت میدان مین لشکر
ہوئے بہر مقرر از رہ ہوش ۔۔۔ طلایہ کو سواران زرہ پوش

خبر پانا راون کا آمد لشکر سے اور مسلح کرنا اپنی فوج کو اور روانہ کرنا میدان وغا مین

سری رگھبیر براہ عز و اکرام ۔۔۔ ادھر بھی ہو نگاہ بخشیں عام
سیاہ خرس و میمون نے بصد زور ۔۔۔ کیا جس دم عبور قلزم شور
پڑا اک تہلکہ لنکا مین ہر سو ۔۔۔ ہوئے راچھس پریشان مثل گیسو
خبر گذری شہ راون کو بارے ۔۔۔ کہ فوج اُتری سمندر کے کنارے
برنگ شعلہ کانپ اٹھا تب سے ۔۔۔ بنا پر کالۂ آتش غضب سے
بلائے جملہ سرداران نامی ۔۔۔ مشیر و خیر خواہان گرامی
کہا تیار فوج صف شکن ہو ۔۔۔ سوئے دشت وغا خیمہ فگن ہو
یہ سُنکر افسران فتنہ ایجاد ۔۔۔ ہوئے آمادۂ تعمیل ارشاد
بجے قرنا گرج اٹھا جو طنبور ۔۔۔ ہوا لشکر مے نخوت سے مخمور

چلے تن تن کے سرداران جنگی ‌ ‌ ‌ بدن کو جیستی جوشن سے تنگی
ہوئے آراستہ ہتھیار سج کے ‌ ‌ ‌ چلے لہرا کے ابر آسا گرج کے
سپہداران و سردار زرہ پوش ‌ ‌ ‌ کماندارانِ نامی گرز بر دوش
پھکیت اور برق دم برچھیت طناز ‌ ‌ ‌ وہ بانکے ترچھے کشتی گیر اکڑباز
چلے پنچون کے بل تن تن کے بانکے ‌ ‌ ‌ ملائم دل کڑے لیکن زبان کے
سوارون کے پرے شمشیر در دست ‌ ‌ ‌ پیادے بادۂ نخوت سے سرمست
مسلح سب قریب صد پدم فوج ‌ ‌ ‌ چلی تیغ و تبر سے بہ قدم فوج
نشہ راون بجاہ و شوکت اوج ‌ ‌ ‌ ہوا خود مائل نظارۂ فوج
دیا پھر صیقل زر سے دلاسا ‌ ‌ ‌ مٹی زنگِ کدورت خنجر آسا
کہا ہان ہی یہ وقتِ گرم جوشی ‌ ‌ ‌ نہین واجب دریغ سر فروشی
سپاہِ خرس و میمون پہ گردوار ‌ ‌ ‌ کرو جیتی سے سب تیرون کی بوچھار
یہ دھٹکا کہ سر جھٹک نہ پائے ‌ ‌ ‌ سوے میدان قدم بڑھنے نہ پائے
مبادا کوئی بھاگ آیا جو رن سے ‌ ‌ ‌ جدا کر دونگا سر اسکا بدن سے
ہوا یہ حکم جب آویزۂ گوش ‌ ‌ ‌ چلا لشکر وہ سیل آسا سبکدوش
چلے شوخی سے چشم آسا پھڑکتے ‌ ‌ ‌ اکڑتے جھومتے تنتے کڑکتے
کبھی خنجر کبھی اس تن پہ تھی آنکھ ‌ ‌ ‌ کبھی بازو کبھی جوشن پہ تھی آنکھ
کوئی کہتا یہ ہے وقتِ نمائش ‌ ‌ ‌ مقام امتحان و آزمائش
دکھائین جوہر تیغ شجاعت ‌ ‌ ‌ ادا ہو جاے تا حق اطاعت
غرض آکر حضور لشکر رام ‌ ‌ ‌ ہوئی خیمہ فگن فوج بد انجام

صف افگن میگھ ناد اُترا ابصد اوج　　رہے خیمون کے اندر افسر و فوج

ناچ دیکھنا راون کا بام لنکا پر مع احباب و مندودری کے اور تیر مارنا رامچندر کا اور اڑ جانا تاج راون کے سر سے اور برہم ہونا صحبت رقص کا

بہ فیض بخشش الطاف رگھپت　　رہین در دربان اوصاف رگھپت
کسی دن عنقریب جلوۂ شام　　خرامان تھے لب دریا سر بام
جلو مین افسران صف شکن تھے　　خوشی سے ہر طرف نظارہ زن تھے
نظر کی جانب لنکا جو یکبار　　تو دیکھی تابش برق شرربار
مشیرون سے کہا دیکھو سوے شرق　　چمک کوندے کی ہے یا تابش برق
بھبھیکن نے گزارش کی یہ فی الفور　　ذرا بھر تماشا کیجیے غور
شہ راون ہی محفل مین لب بام　　بہم ہین مطرب و نقل و مے و جام
سر محفل جما ہے ناچ کا رنگ　　بہم ہین نازنینان خوش آہنگ
زن مندودری ہمخوابۂ خاص　　خوشی سے ہے شریک بزم اخلاص
وہ ماہ برج حسن و سرو بالا　　ہے زرق و برق مین بجلی سے بالا
اُسی گلرو کے جھمکے کی چمک ہے　　کہ جس سے ظاہرا بجلی کا شک ہے
یہ نگ سے جو تابش ہے مہاراج　　مغرق وہ سر راون یہ ہے تاج

سوے لنکا جو گوندھے کی لپک ہے — وہ رقاصون کے زیور کی چمک ہے

جناب رام نے جب یہ سنا رنگ — یکایک فرط حیرت سے ہوئے دنگ

کہا اس درجہ راون بیخبر ہے — نہین کھٹکا اجل بالاے سر ہے

ذرا لشکر کی آمد سے نہین پاس — کہ ہے محو طرب بے خوف و وسواس

ابھی تک ہے وہی شور وہی شان — وہی موجین وہی دھن ہے وہی دھیان

کیا سر دفعتہً تیر سبک پر — اُڑا راون کے سر سے چتر زر

مچا غل درہم و برہم ہوئی بزم — مثال حلقۂ ماتم ہوئی بزم

سدا ہو سایۂ فضل سری رام — کہ ہو حاصل دل مضطر کو آرام

مزاج خامہ مین جودت بھری ہے — روش مین جلوۂ کبک دری ہے

شہ راون بصد اعزاز و اکرام — برنگ آفتاب آیا لب بام

پریشان تھا نہ بس مانند بو وہ — ہوا محو تماشا چارسو وہ

لب دریا نظر آیا اک انبوہ — قوی ہیکل توانا صورت کوہ

پھریرے صورت شمشیر کھلے ہین — پے قتل عدو نیزے تُلے ہین

سک و سارن وہ جاسوس صف آرا — ہوئے گرم سخن کرکے اشارا

وہ دو میمون جو یکجا جلوہ گر ہین — موصل صورت شیر و شکر ہین

مبارک سیرت و فرخندہ کردار — یہی ہین دو بدم میمون کے سردار

یہی دو ہین نل و نیل جری ہین — مہ و مہر سپہر برتری ہین

لب دریا جو ہے وہ شامیانہ — وہان ہے اک سپہدار یگانہ

جبین سے ہے نمایان شعلۂ نور — بنام سم و لکشا انگد ہے مشہور

یہی ہے بال کا طفلِ دل آرا
اُمنڈتا ہے دل اسکا صورتِ موج
وہ پر زر خیمہ جو پیش نظر ہے
وزیر شاہ میمون ہے نکوخواہ
یہ انبوہِ گران جو نعرہ زن ہے
قوی قامت قوی ہیکل قوی بال
شمار اسکا چہار و سہ پدم ہے
خروشان ہین برنگِ ضیغم نر
جو خیمہ سوے جیب پیش نظر ہے
بظاہر گو ہے پیری عائدِ حال
سرِ دشمن کو گرز اسکا ستم ہے
زبس یہ اہلِ دانش ہے نکونام
فہیم و نکتہ دان اہلِ ہنر ہے
شہِ خرسان یہ ہے سردار نامی
جو ہے وہ خیل میمون گرز بردوش
مٹا دے لشکرِ خونخوار کو یہ
مثالِ شعلہ ہے یہ پُرغضب فوج
ہے اس لشکر کا افسر کیسری نام
اسی کا کوہ گیتن گرین لگے ہے

یہی تارا کی عین آنکھون کا تارا
پدم پانچ اسکی ہمراہی مین ہے فوج
کومد نام اسمین میمون جلوہ گر ہے
سپہ اسی گرد اسکے ہے ہمراہ
پھر اک اسمین صف آرا صف شکن ہے
کرین پیل دمان کو پیل مین پامال
برنگِ تیغ بران ہر قدم ہے
ہوا خواہ سپہ سالار دھومر
اسی مین جامونت نکتہ در ہے
بباطن ہے جوان دولت جوان سال
غضب آبِ دمِ تیغ دودم ہے
امندا ہے مشیرِ خلوت رام
دکن مین نربدا تیرتھ پہ گھر ہے
قوی ہیکل سپہ دارِ گرامی
برنگِ موج دریا پر سر جوش
کرے نشتر تنِ کہسار کو یہ
روان ہے چار سو چوبیس ارب فوج
ہوا خواہ جناب لچھمن و رام
سپہ تیغِ دو دما سینہ سپر ہے

سو حبیب وہ جو انبوہ گران ہے | خروشان صورت پیل دمان ہے
ہر اک میمون ہے اسمین حشیم افگن | قوی قامت قوی بازو قوی تن
یہ ہین تیزی مین مثل آب شمشیر | قوی ہین اسکے ناخن صورت شیر
دل اہل جہان مین ڈر ہے ان کا | سپہ دار تمش افسر ہے ان کا
مثال بیشہ اسکے آگے ہے پیل | شمار فوج ہمراہی ہے دو میل
جو خیمہ جانب دریا عیان ہے | سکھن نام اسمین اک کشورستان ہے
یہی تارا کا ہے طفل قوی بال | ظفر ہے سایہ سان قدمون کے دنبال
یہ ہے ہم لہجہ و ہم خو سے انگد | حقیقی قوت بازو سے انگد ہو
کمال دولت و جاہ و حشم سے | جلو مین فوج میمون دس پدم ہے
مفرق خیمہ جو دریا کے ہے پاس | ہجوم خرس و میمون ہے حبیب و راس
اسی مین ہین ہنومان دلاور | مجسم جلوۂ اقبال یاور
یہی آئے تھے بنکر قاصد رام | حضور رجانکی لائے تھے پیغام
جلایا تھا حصار زر انھین نے | کیا تھا گھر کو خاکستر انھین نے
کئی میمون جو یکجا ہین قوی تن | کماندار و دلیر و ناوک افگن
رکھب یادن گنید و کند ہین یہ | جوان بخت و سعادتمند ہین یہ
وہ خیمہ آسمانی ہے جو استاد | وہان میمون ہے اک فرخندہ بنیاد
سراسر غرقۂ بحر غضب ہے | جہان مین نیراج اسکا لقب ہے
تناور وہ جو میمون ہے سوراس | نہین جسکو صف آرائی سے وسواس
اجل کا اسکے خنجر مین اثر ہے | بنام نیم درشن مشتہر ہے

وہ خیمہ ہے جو رشکِ شعلۂ نور
بپا ہے سو ستونِ زر سے جس مین
بشان و شوکت و اعزاز و کرام
ابھی کم سن ہین دونون چشم بد دور
شجاعت لوحِ رخ پر جلوہ گر ہے
وہ خیمہ جو وسیع و لق و دق ہے
شہِ میمون ہے اسمین جلوہ آرا
بنا ہے اسکے آگے سر بسر رد
رقم سے ہے دل کاغذ مین تنگی
سنے راون نے جب یہ کلمۂ ہوش
جو دیکھی بام سے فوجِ سری رام
بلائے جملہ سردارانِ جنگی
کرو تاراجِ فوجِ خرس و میمون کو
کرو تیر افگنون کو کشتۂ تیر کو
ہوا یون حرف زن جب دم وہ خونخوار
جناب رام نے پائی خبر جب
ہوئے یون شاہ خرسان سے خبردار
شہِ راون کو عزمِ شور و شر ہے
غضب سے تیز ہی طرفین ہو گی یہ

فروغِ شمع بھی ہو جس کا نور
شعاعِ مہر کی جھالر ہے جس مین
اسی مین جلوہ گر ہین یہ لچھمن و رام
قدم سے ہے نمایان جلوۂ نور
برنگِ تیغ ابھی قد باڑھ پر ہے
ہویدا جلوۂ رنگ شفق ہے
مطیعِ حکم یہ لشکر ہے سارا
بہم ہے زور ہیل شصت و صد
ہین اٹھارہ پدم سردار جنگی
ہوا رنج و الم سے دو تن بر دوش
تو خورشیدِ غضب آیا لبِ بام کو
کہا واجب ہے تمکو بے درنگی
رہے تاراج قائم زیرِ گردون
کرو لہرا کے غرقِ آبِ شمشیر
سوے میدانِ رزم آئے سپہ دار
گھری فوج آکے مثلِ ظلمتِ شب
کراہی تیار اختر و فرخندہ کردار
فسادِ بے سبب بد نظر سے
عبث خونریزی طرفین ہو گی

مناسب ہے کہ آئین سلف سے — پیام صلح دین اپنی طرف سے
کرے راون جو سیتا کو روانہ — تو کیون تیر اجل کا ہو نشانہ
بچے فوج دو رویہ کشت و خون سے — بری ہو گردش گردون دون سے
نہین مطلق فساد عام سے کام — فقط ہے ہمکو اپنے کام سے کام
سنے جب یہ کلام دانش وپسند — ہوا اگرم سخن پیر خردمند
مجھے بھی تھا یہی مد نظر آج — بہت احسن ہے تجویز مہاراج
زبس انگد ہین ہشیار و خردمند — فہیم و اوستاد کلمہ پسند
سو سے راون جو لیجائین یہ پیغام — طفیل نام اقدس سے بنے کام
جناب رام نے دل مین کیا غور — بنایا ایلچی انگد کو فی الفور
طلب فرمائے کلک عنبر افشان — کیا خط زیب قرطاس زرافشان

نامہ لکھنا رامچندر کا راون کو اور جانا انگد کا قاصد بنکر

کہ اے سر حلقۂ سردار لنکا — شہ دربار گوہر بار لنکا
ترے دس سر پہ ہین دس جلوہ گر تاج — کہ ہے تو لشکر راچھس کا سرتاج
بہم تاہی ہے تدبیر و خرد سے — کہ ہے واقف جہان کے نیک و بد سے
بہم دولت ہے یا مردی سے تجکو — خبر ہے گرمی و سردی سے تجکو
کمال سرکشی ہے سر اٹھانا — نہین ہے شیوۂ پیران دانا
مبدل رنگ دنیائے دنی ہے — حکومت چار دن کی چاندنی ہے
کسی کا تا ابد رہتا نہین نام — کہ بعد از صبح ہے تاریکی شام

حکومت کو حباب آب سمجھے / غنیمت صحبت احباب سمجھے
محبت مین بہار زندگی ہے / عداوت مایۂ شرمندگی ہے
کسی سے بے سبب لڑنا جھگڑنا / اکڑنا تن کے نخوت سے بگڑنا
خلافِ عقلمندانِ کہن ہے / برون از شیوۂ اہلِ سخن ہے
ہجوم فوج جنگی لے کے ہمراہ / لبِ دریا ہم آئے ہین بصد جاہ
سزائے سرکشان مدِ نظر ہے / ہر اک دم ہر قدم تیغ دو سر ہے
ہوائے باغ ہستی ہو جو کھانا / تو کر سیتا کو لنکا سے روانہ
خیال سرکشی سے در گذر تو / قدمبوس آ کے ہو با چشم و سر تو
تو ہم مجکو اسے سرمایۂ شر / کرم سے پھر تجھے بخشون ترا گھر
بٹھاؤن تخت پر بخشون تجھے تاج / ازل سے تا ابد قائم رکھون راج
مناسب ہے کہ کھول آب دیدۂ ہوش / اجل سے ورنہ پھر ہوگا ہم آغوش
متاعِ زندگانی ہو جو درکار / تو ہو آ کر مطیع حکم سرکار
غرض یون لکھ کے خط مین کلمۂ پند / برنگ مہر خاموشی کیا بند
لیا انگد نے نامہ بے کدورت / سوئے لنکا چلے صرصر کی صورت
ہوئے فوراً نسیم آسا ہوا وہ / کہ تھے سرعت مین ہمدوش صبا وہ
جو دیکھا راچھسون نے نامہ بر کو / گریزان ہو گئے گھبرا کے گھر کو
مچایا غل کہ آتے ہین ہنومان / پھر اب لنکا کے جلنے کا ہے سامان
غرض وارد ہوئے جب رہ گذر سے / مخالف چھپ گئے گوشون مین ڈر سے
ہوئے منہدی کی صورت دست بستہ / بتایا راستی سے سب نے رستہ

ملا رستہ مین اک راون کا فرزند
ستمگر فتنہ ایجاد و تنومند

دیا گیسو صفت انگد نے جھٹکا
میانِ رہگذر پتھر پہ پٹکا

غبار آسا اسے سب کر کے زیر
درِ راون پہ پہونچے صورتِ شیر

دیا راون کو جاسوسون نے پیغام
کہ حاضر در پہ ہے اک قاصدِ رام

ہوا نازل یہ حکمِ باریابی
گئے انگد بجوشِ اضطرابی

پس از رسمِ ثنائے عز و اکرام
دیا فرطِ طرب سے نامۂ رام

غرض کھولا جو مثلِ چشمِ تر خط
تو پایا اپنی پابوسی کا سر خط

برنگِ شعلہ بھڑ آیا وہ سفاک
جوابِ خط لکھا ہو کر غضبناک

جواب لکھنا راون کا اور گفتگو ہونا انگد سے اور قدم جمانا انگد کا زمین مین اور نہ جنبش کرنا باوجود زور متواتر کے کسی راچھس سے اور حاضر ہونا انگد کا رام چندر کے پاس جواب لیکر

لکھا اے سرورِ دانش پسندان
فہیم و سرگروہِ عقلمندان

لکھا خط مین جو حالِ شوکت و جاہ
نہین شاید مری طاقت سے آگاہ

بہم تن مین مرے زور اسقدر ہے
نظر مین سنگِ خارا مثلِ پر ہے

ترقی پر ہے ہر دم اوجِ لنکا
یہ میمون ہین خوراکِ فوجِ لنکا

مناسب ہے براہِ نکتہ بینی
کرو مثلِ گدا صحرا نشینی

نصیحت کی جو تم نے اے نکو ذات ۔ تعجب ہے کہ چھوٹا منہ بڑی بات
میں ہوں سر حلقۂ پیران دانا ۔ حماقت خود ہی سیکھے کو سکھاتا
تملق سے نہ ہاتھ آئیگا مطلب ۔ کہے یاں ساغر جرأت لبالب
لباس زندگانی ہو جو درکار ۔ تو ہو اس سرکشی سے دست بردار
وگر دل میں ہے کچھ نوع دگر عزم ۔ تو آجا تو سنبھل کر بہر رزم
بپیش نامہ بر آئین شہ سے ۔ وہ خط پھینکا فراز تخت زر سے
کہا انگد نے اے شاہ تنومند ۔ نہ مانی کچھ جناب رام کی پند
مقام ہوش ہے غفلت نہ کر تو ۔ حماقت سے نہیں اپنی درگذر تو
اگر ہو چل کے پابوس سر رام ۔ رہے تخت شہی قائم رہے نام
ہوا گیسو صفت برہم وہ سفاک ۔ کہا انگد سے با چشم غضبناک
تجھے اے بےحیا غیرت نہیں ہے ۔ پدر مارا گیا غیرت نہیں ہے
کیا جس نے پدر کو کشتۂ تیر ۔ اسی سے تو ہوا جا کر بغلگیر
اگر فرزند با اقبال ہوتا ۔ خیال انتقام یال ہوتا
عوض میں اسکے دشمن کا ہوا دوست ۔ روا ہے گر ابھی کھینچوں ترا پوست
مگر پہنا لباس بےحیائی ۔ غضب ہے تیرے دیدے کی صفائی
مقام حیف ہے مطلق نہیں شرم ۔ یہ تاب موم ہے سینہ ترا نرم
ہیبت تار اسکے گھر پیدا ہوا تو ۔ غضب ہے کیوں نہ جیتے جی موا تو
نہ تھی طاقت تجھے لڑنے کی بالفرض ۔ تعجب ہے مجھ سے آکر کیوں نہ کی عرض
برائے انتقام و کینہ خواہی ۔ عطا کرتا تجھے کچھ فوج شاہی

لڑکپن سے ڈبویا بال کا نام
یہ کھو بیٹھا کہان عقل و ہنر تو
جو ہو اُسکے قدم سے دست بردار
متاع عزت و توقیر بخشون
پڑا ابل سخن کے انگد کی جبین پر
سر راون سے محفل مین گرا تاج
کہا انگد نے پھر اُس فتنہ گر سے
ہوا دست مبارک سے جو انجام
یہی انداز آئین شہی سے
ولیکن جسطرح مارا گیا بال
دکھا مجکو نہ یون بل کرکے بل تو
شجاعت سے تری سب آشکارا
وہ دن بھولا گرا اپنے خود فراموش
ہوا پیش نظر جب بے محابا
رہا شہنشاہ تک زیر بغل تو
نہ کر گیسو صفت بل ہو کے برہم
گیا جسدم سہسر باہو کے پاس
کیا قید اُسنے جب تجکو پکڑ کر
یہ طاقت اپنی کھو بیٹھا کہان تو
بیان کرتا ہے اوصاف سر رام
بنا صحرائیون کا نامہ بر تو
کرون سب لشکر جنگی کا سردار
خطاب و خلعت و جاگیر بخشون
غضب سے ہاتھ دے مارے زمین پر
ہوئے اہل نظر کے ہوش تاراج
نہین کچھ غم تجھے مرگ پدر سے
تو پایا گلشن شر مین آرام
سزائے سرکشان واجب یہی ہے
وہی ہوگا کوئی دن مین ترا حال
نہ اترا کر گلشن ہستی مین چل تو
ہوا جب بال سے جا کر صف آرا
نہین روداد ماضی کا تجھے ہوش
بغل مین تب پدر نے دھر کے دابا
ہوا زور بدن کر کر کے شل تو
وہی بال اور وہی تو ہے وہی ہم
ہوا تو غرقہ دریائے وسواس
چراغ اُسنے جلائے دوش و سر پہ
بنا بزم شہی کا شمعدان تو

تری ناداں مطلق عقل ہی خام — سمجھتا ہے جو کم فوج سری رام
ہر اک میمون وہاں لشکر شکن ہے — کہ حیراں دیدہ چرخ کہن ہے
ہر اک واں ہے مری طاقت سے دونا — دکھادوں اپنی طاقت کا نمونا
یہ فرماکر زباں سے بے محابا — قدم فرش زمیں میں دھر کے دابا
کہا بس دیکھے لغزش جو پاکو — وہی پائے متاع مدعا کو
فساد و فتنہ و شر کا ہوا انجام — سیا کو چھوڑ کر گھر کو پھریں رام
ادھر تھا بیک نیک انجام کا بل — ادھر حامی جناب رام کا بل
جو دیکھا مستقل قول و قسم کو — زمیں میں سیس نے دابا قدم کو
اٹھے یہ سنکے سب سرکش وہاں کے — جھکے گیسو صفت بل کر کے بانکے
قدم پر سب نے دھر دھر کر کیا زور — مچایا آب دریا کی طرح شور
ہوا اسمٰہ فق گروہ فتنہ گر کا — میسر ہو پائے مستحکم نہ سرکا
ہٹے کیونکر دیتوں کی جھپٹ سے — جما پا تھا قدم انگد نے ہٹ سے
ہوا جب شل وہ انبوہ ستمگار — اٹھا راون سریر سے تب لاچار
برائے لغزش پائے گراں وہ — جھکا خم ہو کے مانند کماں وہ
قدم انگد نے کھینچا اسی آن — کہا راہ فراست سے کہ ناداں
بر آئیگا نہ ہرگز مطلب دل — نہیں کچھ میری پابوسی سے حاصل
دے گر ہو قدمبوس سری رام — حصول تخت ہو قائم رہے نام
سنا یہ جب کہ قاصد کی زبانی — ہوا خجالت سے راون پانی پانی
دکھاکر اپنی طاقت کا تماشا — چلے خط لے کے انگد بے تحاشا

عدو چلائے گھر لئے لیجائے ‏ پکڑ نا لیجیو جانے نپائے
مگر انگد نے کی مثل نظر چست ‏ جو آگے فتنہ گر آیا کیا پست
جڑی لات اک بصد زور آزمائی ‏ گرا اک برج ایوان طلائی
ہوئے حاضر جناب رام کے پاس ‏ کہی سب داستان بے درد وسواس
دیا تا سر براہ نکہتسر دانی ‏ سنائی سب جو گذری تھی کہانی
کہا شہ نے اسکو منظور نظر کے ‏ نہیں راضی پیام صلح پر سے
شہ میمون نے تب بولے سر رام ‏ کرو تیار ہی فوج تمکو نام
صف آرائی ہیں لیکن وقت سحر ہو ‏ زمین خون ستمگاران سے تر ہو
شہ سگریو تھا از بس نکو خواہ ‏ کیا اس نے سپہداروں کو آگاہ
ملا حکم کہ بیدار ہی جو سب کو ‏ نہ سوئے نشۂ غفلت سے شب کو
کھلیں آنکھیں رہیں تارونکی صورت ‏ طلایہ گھومے سیارونکی صورت

جنگ بانردل سکھناد اور کمبھکرن کی اور شکست پانا سکھناد کا

زبان رعد اسا مداح رنگبیر ‏ کہ تا صیاد سخن ہو پا بزنجیر
سحر کو جبکہ خورشید شفق پوش ‏ سوئے میدان چرخ آیا بصد جوش
شعاع مہر کا چمکا جو بھالا ‏ رہا ثابت نہ ثابت کا رسالا
سوار توسن شب گم ہوا صاف ‏ پریشان لشکر انجم ہوا صاف
بحکم شاہ سگریو خوش اقبال ‏ مسلح ہو گئی فوج قوی بال
بجا میدان ہیجا میں جو طنبور ‏ پھڑک اٹھے برنگ چشم تر سور

چلے بادل سے دل سوے صف جنگ
پیادے توسن جرأت پہ اسوار
سوار اون کے پرے شمشیر در دست
لچھمن بھی حسب ارشاد سری رام
ادھر سے میگھناد آیا بصد جوش
جوانان جری بجلی سا کڑکے
جوانو ہے بہار عرصۂ جنگ
کرو تیزی میان مجمع عام
یہی ہے جوہر تیغ سعادت
مقام آزمائش ہے سنبھل جاؤ
مناسب ہے قدم آگے بڑھے جائے
جمے ایسا قدم ہٹنے نہ پائے
دلیر و صاحب جرأت جو تھی فوج
گھسے فوج عدو میں صف شکن سب
چلے دونوں طرف سے تیر پہ تیر
ہوئی یہ بارش تیر شرربار
لیے لشکر میں دکھلاتے ہوئے بل
کسی نے رزم میں مارا کسی کو
تراشا سر کوئی تیغ دودم سے

ہوا گردون پہ مریخ جری دنگ
بڑھے مانند موج بحر زخار
ہر اک جام شجاعت سے سیہ مست
سوے میدان چلے باعز و اکرام
لیے فوج سواران زرہ پوش
نقیبون نے دیے کڑکے اکڑ کے
جما دو اپنا مہندی کی روش رنگ
لڑو مارو بڑھو پیدا کرو نام
کھلیں تن پر گل زخم شہادت
اکڑ کر سامنے تیغون کے پل جاؤ
بلا سے بحر خون سر پر چڑھے جائے
متاع آبرو لٹنے نہ پائے
بڑھی لہرا کے آگے صورت موج
لیے جوش غضب سے پیلتن سب
روان تھے خنجر و تیغ و تبر تیر
کہ تھا گرم آتش محشر کا بازار
کہیں نیل اور کہیں انگد کہیں نل
کسی نے بڑھ کے للکارا کسی کو
کسی کے سر کو دی ٹھوکر قدم سے

مخالف بحرِ غیرت مین گئے ڈوب
زبانِ تیغ نے چاٹا لہو خوب

ہزیمت لشکرِ راچھس نے پائی
اُڑے سب صورتِ تیرِ ہوائی

گھٹا کی طرح سے سارا اُکھٹا دل
ہوا سے تیرِ آتش سے پھٹا دل

برنگِ شبنمِ تر اشک ریزان
ہوئے میدان سے خیمون کو گریزان

پریشان بیقرار و چشمِ تر سب
گئے خیمون کو اپنے نوحہ گر سب

ادھر سب مجمعِ فوجِ نکونام
ہوا آکر قدمبوسِ سری رام

حصولِ فتح سے لشکر شکن سب
شگفتہ مثلِ گلہائے چمن سب

طلایہ مین سپہداران ذیجاہ
پھرے شب بھر برنگِ اخترِ ماہ

جنگ دوسری لڑنا میگھناد کا اور مارنا روپی جانکی کا سر کٹنا میدان مین اور تیر مارنا لچھمن جی کا اور نابود ہونا مایا کا اور پھر آنا لچھمن جی کا بعد فتح اپنے لشکر مین

رہے ہر دم بسیرِ فضلِ سری رام
روانی پر تلاطم ہو مثلِ صمصام

سحر کو جب کہ شاہنشاہِ خاور
ہوا فوجِ قمر پر حملہ آور

کھلے پرچم نشانِ فتحمندی
عیانِ نیزون سے شانِ سربلندی

طبل گرجا برنگ ابر جوشان
چلے ضیغم صفت میمون خروشان

بصد ساز طرب بجنے لگے ساز
لب قرنا نے دی لشکر کو آواز

سیاہ خرس و میمون خوش آہنگ
ہوئے زینت فزاے عرصۂ جنگ

گئے لچھمن براہ عزّ و اکرام
کہ تھے پابند ارشاد سری رام

سیاہ میگھناد آئی ادھر سے
نمایان جلوۂ محشر نظر سے

گھڑی بدلی کی صورت فوج جرّار
ہوئی دونون طرف تیرونکی بوچھار

گنید و گند سرداران لشکر
چلے جوشان برنگ ضیغم نر

کہین پہونچے سگند کو تمتیل
کہین انگد ہنومان نل و نیل

کسی کی کی قباے زندگی چاک
کسی کو دھکے ٹیکا بر سر خاک

کچل ڈالا کسی کو بے کدورت
کسی کو مل دیا مہندی کی صورت

کیا سب لشکر سرکش کو پامال
چلے وان مہرۂ شطرنج کی چال

پیادے تھے سری لچھمن کی شہ پر
ہوئے پویان بساط رزمگہ پر

جھکے جب رخ سنبھل کر بے محابا
عدو کی فوج کو ارد ب مین دابا

ہوئے شل جب ستمگاران بدذات
دکھائے شعبدے سحر و طلسمات

کوئی جل جل کے برساتا تھا پانی
کوئی تھا مائل آتش فشانی

کبھی غائب کبھی ظاہر کبھی دور
کبھی سوزان برنگ شمع کافور

کبھی پران ہوئے اوج ہوا پر
کمند افگن ہوئے موج ہوا پر

کئے سحر آتش افشانون نے چلکے
دکھائین پر غضب شکلین بدل کے

کوئی دیکھا یکایک بن کے اژدر | کوئی گونجا بہ رنگ ضیغم نر ہے
حضورِ لچھمن سرمایۂ ہوش ہے | یکایک سنگھناد آیا بصد جوش
وہیں مایا سے از راہِ کدورت | عیاں کی اک سری سیتا کی صورت
وہی صورت وہی سیرت وہی چال | وہی گوش و لب رنگ و خط و خال
دکھا کر شعبدہ آئینِ شقی سے | جدا سر کر دیا تیغِ دو دم سے
جو دیکھا لشکرِ میموں نے یہ رنگ | ہوئے حیراں میانِ عرصۂ جنگ
سری لچھمن نے دیکھا جبکہ یہ طور | بہ صاف آئینۂ دل میں کیا غور
خیال آیا کہ یہ سب خود سری ہے | عدو کا شعبدہ بازیگری ہے
سیا ہیں صورتِ اصلی یہ سایہ | وہ ہیں نور گرد تھا یہ مایہ
یہ جسمِ عنصری وہ صورتِ دم | کہاں تار اور کہاں نورِ مجسم
یہی کر کے تصور با دلِ نیک | کیا سر ناوکِ جادو شکن ایک
ہوئے سب تیر آفت کے فسانہ | مٹا سحر و عمل کا کارخانہ
چھپے گوشہ میں جا کر اہلِ شمشیر | پریشاں ہو کے بھاگے صورتِ تیر
بصد خواری غریقِ ورطۂ غم | گئے نالاں جیا کر تصورِ ماتم
ادھر سب لشکر و فوجِ ظفرمند | گئے لچھمن کو لیے شاد و خرسند

روز سوم جنگ کرنا میگھناد کا اور مارنا برہمہ شکتی راون کا بیچ لنکا سے لچھمن پر اور بسبب سرگرمی ہنومان جی کے واپس جانا شکتی کا اور آنا نارد کا برہما کے حکم سے اور غافل کرنا فوج کو اپنی خوش الحانی سے اور دوبارہ شکتی مارنا راون کا لچھمن جی پر

سری رگھبر عیان ہو جو ہر طبع / زوالی پر ہو ہر دم خنجر طبع ہو
سحر کو جب سوار ہو تابان / ہوا میدان گردون پر نشتابان
یکایک سُنکے آوازِ طبل سب / ہوئے آمادۂ جنگ و جدل سب
سو میدان چلے فرطِ طرب سے / تبسم آشکارا ہین لب سے
چلے انگد ہنومانِ دلاور / جاوین نصرت و اقبال یاور
سری لچھمن میانِ حلقۂ فوج / عیان رخ سے جلال و قدرت اوج
جناب رام نے دانشوری سے / یہ فرمایا ہنومان جی سے
سری لچھمن کی کرنا غمگساری / مناسب ہے وفا ہے شرط یاری
اکیلے رزم مین پڑنے نہ دینا / کسی راچھس کے سر پڑنے نہ دینا

تمھین سے ہے فقط تقویت دل
ادھر وہ میگھناد اہل شمشیر
صف میمون تہ خنجر کرون گا
عروج بام سے بے منت غیر
غرض فوج ستمگاران بیدل
ہلے دل مین سپہداران غازی
جمایا لشکر میمون نے یہ رنگ
کسی سرکش کا سر پھینکا زمین پر
کوئی ضرب قدم سے سر کو توڑا
سلاح خود پسندی تن پہ سجکے
بڑھائے دیکے لشکر کو بڑھاوہ
ہوا جوش غضب سے گرم پیکار وہ
تہ خنجر کیا لاکھون کو رن مین وہ
جو دیکھا یہ پریشانی کا سامان وہ
یون بست نے دکھائی گرز کی مار
عدو چکر مین آیا مثل گردون وہ
اُدھر راون جو شاہ اہل فن تھا
پسر کو اپنے دیکھا جب وہ دلتنگ
وہین سے جانب لچھمن قضا را

تمھین سے اک ہے اطمینان کامل
ہوا پیش پدر یون گرم تقریر
لہو سے رزم گہ کو تر کرون گا
صف آرائی کی میری دیکھے سیر
ہوئی مثل سپر آکر مقابل
بڑھے افسر براہ سرفرازی
کیا خیل ستمگاران کو چورنگ
کوئی پھینکا سر عرش برین پر
زرہ کو خود کو بکتر کو توڑا
مقابل میگھناد آیا گرج کے
سر میدان یہ زلف آسا چڑھاوہ
کیا گرم اُس نے خونریزی کا بازار
خزان نے کر لیا قبضہ چمن مین
ادھر لچھمن اُدھر پہونچے ہنومان
اُدھر لچھمن نے کی تیرون کی بوچھار
روان تن سے ہوا فوارۂ خون
عروج بام سے نظارہ زن تھا
ہوا چہرہ غضب سے ارغوان رنگ
سری پر مہا کا شکتی بان مارا

حضور لچھمن آپہونچا جو وہ تیر
تھا بیر دلاور نے جو دیکھا
نگاہ دل مین اشک آسا وہ گر کے
مشیت سے جو ناوک نے خطا کی
ہوا برہم شہنشاہ نگون بخت
کہا یہ ہے نتو راس آن کیسا
کہے جب بد زبان نے کلمۂ گرم
سری نارد سے فرمایا بصد جوش
ہری تسکین کی جس شان رہجائے
سری نارد گئے سوے صف جنگ
لگے گانے جو وان ذکر سری رام
یون مست بھی لگا کر پردۂ گوش
جو دیکھا عالم غفلت قضا را
مچا غل پردۂ چرخ کہن پر
گرے فرش زمین پر ہو کے نمناک
ہلال آسا گھٹا ماہ جہان گرد
ستارے عین غفلت سے ہوئے تنگ
ہوا اچھس سے پیاسا شکر رام
ہنومان دلاور نے بصد جوش

تو سہم اٹھے جوان و کودک و پیر
بصد زور بدن دریا مین پھینکا
سمایا ترکش راون مین پھر کر
ہوا راون کو جوش خشمناکی
سے پر تھا کہے کچھ کلمۂ سخت
خطا جس مین وہ تسکین بان کیسا
سری پرتھا کو سر پر مین ہوئی شرم
کرو تدبیر کامل از رہ ہوش
عدو کی آن بات اس آن رہجائے
ترنم کا جمایا جا بجا رنگ
ہوا محو سماعت لشکر عام
لگے سننے کتھا کو از رہ ہوش
عدو نے پھر وہ تسکین بان مارا
غشی طاری ہوئی لچھمن کے تن پر
ہوا تن رونق آرائے سر خاک
رخ مہر درخشان ہو گیا زرد
فلک کا غم سے نیلا ہو گیا رنگ
فروغ صبح پر غالب ہوئی شام
کیا لچھمن جتی کو زینت دوش

پریشان مضطر و مغموم و ناکام
اُٹھا لائے میان خیمۂ رام

رہے ہر لحظہ رگھبر کا تصور
کہ تا کاشانۂ دل ہو منور

قمر نکلا فلک پر جب کہ پر جوش
لباس ظلمت شب سے سیہ پوش

مچا غوغا میان لشکر رام
غریق بحر غم تھا جمع عام

کوئی نالان کسی کو شدت درد
کسی کا رخ تب غم سے ہوا زرد

کوئی دریا کی صورت تھا پر از جوش
کوئی تصویر سان سکتے مین خاموش

جناب رام نے با چشم نمناک
سری لچھمن کو دیکھا بر سر خاک

رہے بس محو حیرانی دمے چند
زبان غنچہ کی صورت ہو گئی بند

لپٹ کر گوشۂ بالین پر آئے
طپش سے شمع سان آنسو بہائے

ہوئے دل سے قد آرائے شفاف
غبار گرد رخ کرنے لگے صاف

پریشان خود ہوئے رقت کے مارے
جبین سے گیسوئے لچھمن سنوارے

کبھی بوسہ دیا گیسو کے جبین پر
کبھی رخسارۂ لوح جبین پر

برنگ ابر نیسان چشم تر کی
غضب سے جانب گردون نظر کی

کہا اے آسمان فتنہ پرداز
ابھی تک حیلہ بازی سے نہین باز

تمہارے سے نہین باز اے فلک تو
تلاش حیلہ مین ہے اب تلک تو

دکھائے مہ کی صورت سر بسر داغ
دیے صدمہ پہ صدمہ داغ پر داغ

ملی غربت ادھر گھر بار چھوٹا
ہجوم مونس و غمخوار چھوٹا

پھرے چارون طرف تا تاب طاقت
غم و درد و الم نے کی رفاقت

پدر نے کشور عقبیٰ کی لی راہ
جوانی مین دیا اک درد جانکاہ

جمی رنج پر ادھر گرد یتیمی
چھٹے سب یار و دمساز قدیمی

وطن سے جانکی آئی تھین ہمراہ
چھٹین وہ خوبی قسمت سے ناگاہ

شریک غم بس اک چھین رہے تھے
سو وہ بھی شکل حسرت بن رہے تھے

آنکھون نے بھی یکایک ہوگئے نمناک
سراسر جامۂ الفت کیا چاک

وطن کے سمت لیکے چھین جو کیسے جاؤن
بہر اک مردم کی عین آنکھون سے نہ گر جاؤن

اگر جاؤن تو کیا منھ لیکے جاؤن
وہان کس شکل سے صورت دکھاؤن

سو تر اسے پڑے گا منھ چھپانا
کرونگا شترہن سے کیا بہانا

گران تن پر لباس زندگی ہے
کمال خفت و شرمندگی ہے

یہی غم ہے کہ نادانی ہوئی مفت
بھبھیکن سے پشیمانی ہوئی مفت

نہیں ہے دستگیری کی مجھے شرم
جگر مین آتش خجلت سے سرگرم

مگر جو کہہ چکا کرنا ہے مجھکو
وفاداری کا دم بھرنا ہے مجھکو

اگر سینہ مین دم قالب مین ہے جان
نباہون گا سخن گو تا بہ امکان

ملا شاید نہ لنکا اگر راج
اودھ کا اسکو دونگا سر بسر راج

شہ خرسان نے پھر یاوند دار
بھبھیکن سے کہا اے یار غمخوار

مناسب ہے کہ چھین کی دوا کر
کسی حکمت سے تدبیر شفا کر

سری چھین کو گر حاصل ہو آرام
ملے نقد قفا خستہ ہو ترا نام

بھبھیکن نے سنا جب کلمۂ درد
ہوا گرم سخن بھر کر دم سرد

میان شہر لنکا ہے طبیب ایک
سکھینا نام ہے دانشور و نیک

وہ ہے علم طبابت مین یگانہ
فن حکمت مین استاد زمانہ

وہ آئے یان تو شکل بہتری ہو
جناب رام تب ہو کے دلشاد
تھین ہر دم شریک رنج و غم ہو
خوشی سے ہو سوے لنکا روانہ
جناب انجنی نندن بصد ہوش
گئے قصر سکھینا پر بصد جاہ
سکھینا رام پر سوتا تھا بیہوش
خلاف مصلحت اُس کا جگانا
پلنگ اُس کا ہوے غفلت کا لیکر
سر بالین لچھمن لا اُتارا
جگا کر آخر اُس نقش وفا کو
سکھینا سے کہا [illegible] فی الفور
لب زخم بدن [illegible] خندان
نہین ممکن دوا ے زخم کاری
سجیون مول بوٹی ہاتھ گر آئے
وہ دوناگر جو پربت مشتہر ہے
دوا ے اندمال زخم ناسور
جسے جانے کی طاقت ہو وہ جائے
امید زندگانی رات بھر ہے

طبیعت حلقۂ رنج و غم سے بری ہو
کیا تب انجنی نندن سے ارشاد
وفا کی راہ مین ثابت قدم ہو
اُسے لشکر مین لا وہ جا بکانہ
چلے لنکا کی جانب گرز بر دوش
ہوئے منزل مین داخل صورت ماہ
عروس خواب غفلت سے ہم آغوش
جناب انجنی نندن نے جا نا
اُٹھے خوش صورت بوے گل تر
اُتارا عالم گردون سے تارا
کہا منت سے تدبیر شفا کو
سکھینا نبض لچھمن پر کیا غور
کہا اے چارہ ساز دردمندان
غشی ہے چہرۂ لچھمن پہ طاری
جمال نشاہ مطلب نظر آئے
وہان یہ دارو ے دردِ جگر ہے
منور ہے برنگ شمع کافور
دوا کو کوہ دوناگر سے لائے
طلوع صبح صادق سے خطر ہے

سنا جب یہ تو محفل رہگئی دنگ
کسی نے تن مین اپنے بل بنایا
نہ تھا کوئی جو جاتا با دل سخت
مہابیر دلاور جیسا یکانہ
چلے رستہ مین اس چابکتری سے
فدا تھی ہر قدم باد بہاری
ستارون نے لٹکا مین قضا را
دوالائے اگرچہ کرد و ادہ
بہ پیشں کال نیم آیا ستمگار
وہ کر آئین دانائی سے تدبیر
گریبان سحر گر چاک ہو جائے
ہوا راچھس سوے صحرا روانہ
بنایا یعنے اک گلزار جادو
کتھا پڑھنے لگا بنکر مہامسن
صدا جس دم ہوئی آویزۂ گوش
مخالف نے براہ حیلہ سازی
میان باغ تھا اک چشمۂ تر
قدم جل مین جو رکھا بے محابا
مبدل ہوکے بشکل نازنین وہ

سپہدارون کے چہرونکا اڑا رنگ
گریبان الم مین سر جھکایا
قدم رکھتا میان منزل سخت
ہوئے فوراً قدم چھو کر روانہ
تھکا مرغ گمان خود بے پری سے
ہوائے مشکبو چلنے سے ہاری
کہ جاتے ہین مہابیر صف آرا
تو زندہ ہونگے لچھمن از سر نو
بہمت یون ہوا سرگرم گفتار
نہ پہونچین گو سے مطلب تک مہابیر
فساد نو کا قصہ پاک ہو جائے
کیا فوراً طلسم جادوانہ
مکانات و در و دیوار جادو
پرندے جسکو سن سنکر ہوئے سن
ہنومان جری پہونچے بصد جوش
جبین دست کی مہمان نوازی
بفرط تشنگی پہونچے وہ مضطر
بزور اک ماہی آبی نے دابا
ہوئی پران سوے عرش برین وہ

دم رخصت کہا مین اپسرا ہون
دعاے بد سے مین با صد تباہی
سدا اپنے کی صورت شیم تر تھی
تو میوسی ہوئی درشن ملے آج
گلستان چونکہ پیش نظر تھا
کھایا سیر اچھس نے جو دام
یہ کہکر اڑ گئی سوے فلک وہ
سنی جب انجنی نندن نے یہ بات
اجاڑا باغ تو مقصد کو ٹھیکا تھ
اُسے تھے انتقام کینہ خواہی
طبیعت مین ہجوم درد واندوہ
دشمنون نے وہان پر پیشتر سے
کیے روشن چراغ و شمع کا نور
ہوا دیگ مین پایا نہ کچھ فرق
ہنومان دلاور کو ہوئی یاس
خیال آیا کہ سارا تشنہ کوہ
طبیب نکتہ بین خود جانتا ہے
اٹھا کر الغرض کوہ گران وہ تھ
خیال آیا یہ ازبہر نمایش

اسیر حلقۂ درد و بلا ہون مین
رہی پانی کے اندر شکل ماہی
اسی دم پر رہائی منحصر تھی
ہوئی پھر شکل اصلی سے ہمارا آج
بناوٹ کا مکان برباد کا گھر ہے
خبرداری سے اپنا کیجیے کام
ہوا تھی یا کہ بجلی کی چمک وہ
سیر اچھس پہ ماری آکے اک لات
دکھایا اپنی شہزوری کا لٹکا
ہوئے پھر منزل مقصد کو راہی
خرامان آکے پہونچے بر سر کوہ
کیا افسون عداوت سے نظر
ہوا اک عالم نور اسکے نور
سراسر تھی بہار جلوۂ برق
ہوا دل غرقۂ دریاے وسواس
اٹھا کر لیچلون سب درد واندوہ
دوائے زخم دل پہچانتا ہے
ہوئے پران ہوسے آسمان وہ
کرون چلکر بھرت کی آزمایش

بوقت مشکل و تشویش و آلام
سدا جوشِ طرب سے مدح خوان ہین
براہِ راستی رستے سے پھر کر
عروجِ عرش سے پہونچے قضا را
بھرت سمجھے کہ کوئی فتنہ گر ہے
مبادا دشمنِ لشکرِ رام ہے
تصور دل مین فرما کر یہ ناگاہ
چبھا تو رگ پر جس صورت تیر
گرے بسمل ہو کے وہ فرخندہ فرجام
بھرت نے نام اقدس جب کیا گوش
کمالِ شرمساری سے گئے پاس
کہا اے عاشقِ نامِ برادر
کہو تم کون ہو اے صاحبِ رزم
کہا مین ہون فدائے جلوۂ رام
لیے سیتا ہے لنکا مین لڑائی
سری لچھمن ہوئے زخمی قضا را
جنابِ رام سرگرمِ فغان ہین ہے
طبیبِ کشورِ لنکا جب آیا
بتائی یعنی اک مقبول بوٹی ہے

بھرت کی یاد کرتے ہین سری رام
صفاتِ بھرت مین رطب اللسان ہین
چلے سیدھے اودھ کے راستے پر
بھرت تھے جس جگہ پر جلوہ آرا
سوئے لنکا یہ سرگرمِ سفر ہے
گرا دے کوہ کو سر سے بد انجام
کیا سر دفعتاً تیرِ پرِ کاہ ہے
سراسر چھل گیا پائے مہابیر
لبِ شیرین سے کی یادِ سری رام
طپش نے دل مین برق آسا کیا جوش
طبیعت مین تردد دل مین وسواس
شریکِ درد و آلامِ برادر ہے
کہان آئے کدھر جانے کا ہے عزم
عیان ہے انجنی نندن مرا نام
شہِ راون سے ہے زور آزمائی
دلِ ہر سامعین سے پارا پارا
برنگِ ابرِ تر آنسو روان ہین
تب اسنے جادۂ مقصد بتایا
دوا ہے دل سجیون مول بوٹی

دوا کے واسطے سوزِ جگر سے
نہ تھا لیکن جو بوٹی سے شناسا
اُٹھا کر سر پہ سب کوہِ گران کو
عبث گوشے کے تم نے تیر مارا
دوا پہونچی تو شکلِ زندگی ہے
تردد ہے مجھے اے پیکرِ نور
ادھر تو قصہ یہ سب مختصر ہے
زبس عاجز ہون اے بحرِ کرامات
بدن ہے ناتوان زخمی قدم ہے
بھرت نے جب سنا لچھمن کا احوال
جگر کو تھام کر کھینچا دمِ سرد
کہا مین سعادت ہے کہ تو نام
ملا لچھمن کو نقدِ نیکنامی کو
کہا پھر اسے مہابیرِ وفا کا
خوشی سے جم کے بیٹھو بر سرِ تیر
تمہین تیرِ گران دم بھر مین پہونچا دے
لیے کوہِ گران سر پر مہابیر
ادھر تو جسم صف افگن کا تھا بوجھ
جو کی چلہ سے سرگوشی بھرت نے
ہوا تب مین شتابان چشمِ دشمن سے
ہوا حیرت مین دل آئینہ آسا
اڑا دے زمین سے آسمان کو
مجھے رستہ مین بے تقصیر مارا
سحر کو ورنہ پھر شرمندگی ہے
سحر قرب آئی منزل ہے ابھی دور
یہ تنگیِ دل ادھر طولِ سفر ہے
مقامِ حیف ہے ہیہات ہیہات
نہ رکنے کا نہ چل سکنے کا دم ہے
گریبانِ الم مین سر لیا ڈال
الم کی لوحِ دل پر چھا گئی گرد
تنِ لچھمن جو آیا رام کے کام
ہوئے زخمی پئے کارِ گرامی
نہ ہو اس زخمِ کاری سے دل افگار
اُڑا لے تم کو دم بھر مین یہ تیر
جہان چاہو وہان دم بھر مین پہونچا
یکایک جم کے بیٹھے بر سرِ تیر
ادھر پربت سے لاکھون من کا تھا بوجھ
کمان سے کی ہم آغوشی بھرت نے

جنابِ انجنی نندن نے جانا
کہا بس بس نہ کیجے اضطرابی
چلا جاؤنگا اب مین فارغ البال
مہاراج الدھراج اکثر دمِ رزم
سُنے تھے گو کہ اوصافِ حمیدہ
جو دیکھی طاقتِ جسمِ مبارک
بظاہر حیلۂ دردِ جگر تھا
لگی دل کو ہوس اے آزمایش
یہ فرما کر رکھا پربت کو سر پر
اُڑے اوجِ ہوا پر ابر کی صورت
قریبِ رخصتِ لیلاے دیجور
میانِ فوجِ شاہی مچگیا غل
سکھینا نے غرض بوٹی کو لیکر
ہوا دردِ جراحت خوار و خستہ
ہوئے لچھمن برادر سے بغلگیر
عروسِ عیش نے دامن لیا چوم
ہوئے سب دیوتا سر پر گل افشان
دمِ رخصت سکھینا کو ملا زر
یون سب نے وہ پھر لیے دردو اندوہ

مقرر ناوک اب ہوگا روانہ
نہین مطلق مقامِ بیتابی ہے
مدد کو آپ کا کافی ہے اقبال
بیان کرتے ہین وصفِ ہمت و عزم
شنیدہ کے بود مانند دیدہ
یقین آیا نہ دل سے مثلِ شک
بباطن امتحان مدِّ نظر تھا
بسر اب بخشو خطاے آزمایش
کمر پھر حسیت کی عزمِ سفر پر
جبین پر چین نہ تھی گیسو کی صورت
ہوئے لشکر مین داخل شاد و مسرور
ہر اک قالب مین پھولا صورتِ گل
ملا زخمِ تنِ لچھمن جیتی پر
شفا آئی ادب سے دست بستہ
ملے سب سے برنگِ شکر و شیر
مچی ہر سو مبارکباد کی دھوم
بھرے سب کے گلِ مقصود سے دامان
زمرد و نیلم و الماس گوہر
شبا شب جا کے رکھا تختۂ کوہ

مشورہ کرنا راون کا وزیرون سے اور جگانا کمبھ کرن کو اور بیان کرنا سرگذشت لنکا کی

سری رگھبر رواتی پر قلم ہو — سخن کی رزمگہ مین برق دم ہو
سحر کو مہر عالمگیر نکلا — کرن سے برہنہ شمشیر نکلا
مفصل جب خبر راون نے پائی — کمال درد سے گردن جھکائی
بلائے کارپردازان شاہی — دکھائین تا طریق خیر خواہی
عزیز و اقربا خویش و یگانہ — مشیر کار و باتدبیر دانہ
کہا کیا ہو جو تدبیر کیجے — صف میمون تہ شمشیر کیجے
کچھ ایسی فوج میمون ہی زبردست — ہوئے ہیں پادیتان سیہ مست
ہر اک دم شام غم پیش نظر ہے — گریبان چاک مانند سحر ہے
ستمگارون سے سب لنکا گھری ہے — برنگ آئینہ قسمت پھری ہے
میان حلقۂ فوج کشیدہ — صف مژگان مین ہون مانند دیدہ
سوا اسکے گل تازہ کھلا اور — بھبھیکن دشمنون سے جا ملا اور
بتاؤ عقلمندی سے وہ تدبیر — کرون زیر آورون کو کشتۂ تیر
کرون قتل سرکشون کو دست پا سے — بہاؤن خون سوتون مین خونبہا کے
کیا لشکر مرا جسطرح تاراج — اسیر حلقۂ آفت کرون آج
مشیرون نے سنے جب کلمۂ ہوش — رہے کچھ دیر تک سکتے مین خاموش

کہا بارے پہل زعور و تامل ۔ کہ اے سردار شاہان جزو کل
ہر اکدم کثرت عیش و طرب ہو ۔ عروس شادمانی لب بلب ہو
بہم ہو روئے مطلب کا نظارہ ۔ ترقی پر ہو دولت کا ستارہ
بہت آسان ہی تدبیر تو ہی بس ۔ بشرط آنکہ ہو منظور اقدس
برادر آپکا ہے کمبھ کرن نام ۔ جوان بخت و دلیر و شہرۂ عام
میان رزمگہ سینہ سپر ہے ۔ سدا قبضہ مین شمشیر ظفر ہے
نہین اس کشت و خون سے کچھ ہے آگاہ ۔ ابھی تک ہے وہ محو خواب شتاہ
جگا کر بھیجیے اسکو پئے جنگ ۔ کرے دم بھر مین شل فوج بد آہنگ
سمجھ کر لقمۂ حلوائے تر وہ ۔ چکھے گا فوج میمون و بشر وہ
وہ خود بھر غذا بیتاب ہوگا ۔ طپان دل صورت سیماب ہوگا
وہ جھنجھلا کر کرے گا نوش سب کو ۔ چکھے گا خود وہ دریا نوش سب کو
نہین زور آزمائی کی ضرورت ۔ بہر صورت یہی بہتر ہے صورت
اسی مین کچھ ظہور رفع شر ہے ۔ حصول مدعا بے درد سر ہے
کہا راون نے خوش ہو کر کہ ہان جاؤ ۔ سر محفل برادر کو جگا لاؤ
ہجوم سرکشان پہونچا وہان پر ۔ برادر اسکا سوتا تھا جہان پر
کڑی سی سقف گردون کی گرا تھا ۔ زمین پر کوہ کی صورت پڑا تھا
ہوئے وان حلقہ زن جا کر وہ شہزور ۔ گرج کر سب نے ابر آسا کیا شور
مچایا شور غل باجے بجائے ۔ کہ تا غفلت سے بیدار ہین آئے
ملا پیلون نے ملکر دست و پا کو ۔ دبایا سینہ و پشت و دتا کو

ہوا بارے بصد مشکل وہ بیدار — سراسر بادۂ نخوت سے سرشار
غضب مین آکے تڑپا صورت برق — مچا غل غرب سے تا پردۂ شرق
پلنگ خواب سے اُٹھا وہ دل سیر — اکڑ کر گونج اُٹھا بصورت شیر
مہیا پیشتر سے تھے وہان پر — غزال و گرگ و چاموش و بز و خر
بنایا اُس نے اک لقمہ سبھون کا — اُٹھا گلخن کی صورت منہ مین جھونکا
نزد قامت مین تھا کالی بلا وہ — اکڑتا جھومتا تنتا چلا وہ
کہا راون سے لنکا مین بصد جوش — کہ اے شاہنشہ سرمایۂ ہوش
سبب کیا کس لیے مجھکو جگایا — پلنگ خواب راحت سے اُٹھایا
ترا چہرہ یہ کیون بے وجہ فق ہے — نصیب دشمنان کیا کچھ قلق ہے
کہا راون نے رو رو کر کہ بھائی — گھٹا آفت کی ہر لنکا پہ چھائی
نہ جاگا تو یہان برپا ہوا شر — ترے سونے سے سونے کا مٹا گھر
شہ دسرتھ کے فرزند نکونام — جوان دولت بنام لچھمن و رام
ہوئے بن مین کچھ ایسے خود فراموش — تراشے سپ نکھا کے بینی و گوش
گریزان ہو گئے تب باحال ناشاد — کھر و دوکھن سے کی صحرا مین فریاد
گئے جب وہ بے امداد ہمشیر — ہوئے اُس رزمگہ مین کشتۂ تیر
طلسم سحر و فن سے لے دلارام — اُڑا لایا مین جاکر زوجۂ رام
خبر کیو اسطے قاصد پھر آیا — سراسر شہر لنکا کو جلایا
زبانی اُسکے آگاہی جو پائی — چڑھے اک لیکے لشکر دونون بھائی
لب دریا خبر آمد کی پاکر — ببھیکن ملگیا دشمن سے جاکر

ہر اک ساعت فساد و شور و شر ہے — بد اقبالی کی صورت جلوہ گر ہے
ہوا دونون سے سب کا حوصلہ پست — مٹے لاکھون دیتان زیر دست
سوا تیرے نہ دیکھا یار کوئی ہے — شریک محنت و غمخوار کوئی ہے
مٹا جا کر غبار شور و شر تو — انھین کر کشتۂ تیغ دو سر تو
سنی یہ مہہ کرن نے جبکہ روداد — مچایا فرط غم سے شور و فریاد
کہا اے لائق تاج امیری ہے — تجھے کیا ہو گیا ہنگام پیری
مٹائے رزمگہ مین غول کے غول — لیا بیٹھے بٹھائے درد سر مول
مٹایا راچھسون کا مفت مین نام — اڑا لایا عبث تو زوجۂ رام
تجھے کھویا تری نخوت کی بو نے — خطا کی دیدہ و دانستہ تو نے
حماقت کی خردمندون کے نزدیک — مثل ہے لاکھ کا گھر کردیا لیک
کلام خواہر نادان پہ ہیہات — بگاڑی تو نے اپنی مفت مین بات
جو دیکھا مہہ کرن کو پر سر جوش — کہا اسنے براہ دانش و ہوش
یہی قسمت مین تھا اے نیک تدبیر — نہین مٹتے حروف نقش تقدیر
پے نیکی ابھی تو بیسروی ہے — بدی ہوگی جو قسمت مین بدی ہے
نہین تو کار مشکل سے ہراسان — مری مشکل ترے آگے ہے آسان
خوشی سے نوش کر صہبائے گلفام — بہم ہے ساقی و نقل و مے و جام
سپاہ سرکشان بے برگزک ہے — عجب لطف غذا بے نمک ہے
کلام خوش سے ملکر روغن قاز — وہ لایا اسکو دم دہاگے مین دمساز
سجی فرط طرب سے محفل عیش — شبستان کو بنایا منزل عیش

بجے باجے میان صحبت سے مے
رباب و ارغنون چنگ و دف و نے
ہوئے سب سن جو طبلے پر پڑی تھاپ
تو زہرہ بر محل حاضر ہوئی آپ
غرض شب بھر رہے مدہوش دونون
چھکے پی پی کے دریا نوش دونون

آنا کمبھ کرن کا میدان مین اور دبا لینا انگد اور سگریو کو اپنی بغل مین اور آگ لگنا کمبھ کرن کے بدن مین بہ سبب لپٹ جانے نیل کے اور غضبناک ہونا راون کا برج لنکا پر اور فرو ہونا آتش کا بہ سبب بارش باران کے اور مارا جانا کمبھ کرن کا اور لپیٹنا ہنومان جی کا کمبھ کرن کے بدن کو اپنی دم مین اور سمندر کے پار پھینکنا

سری رگھبر ہوے بخشش کا ادھر جوش
کہ ہون مین شاہد مطلب سے ہمدوش
سحر کو جب کہ شاہنشاہ خاور
ہوا فوج قمر پر حملہ آور
سوار توسن شب خیز بھاگا
صف انجم کو لے کر تیز بھاگا
طبل گرجا برنگ ابر پر زور
صدا سے کوس و قرنا کا مچا شور

سپہداران لنکا ہو گئے چاق   کہ تھے زورِ صف آرائی کے مشتاق
سرورِ بادۂ احمت سے سرمست   کھی سے برہنہ شمشیر در دست
لیے گرز و کمان و ترکش و تیر   علم نیزے چمک پر برق شمشیر
کڑک کر سب برنگِ برق تابان   سوے میدان رزم آئے شتابان
برنگِ لشکرِ انجم اک انبوہ ہے   جا آ کر زمین پر صورتِ کوہ ہے
نشہ مین جو مثلِ بادہ نوشان ہے   غضب سے کبھہ کرن آیا خردشان
سیہ کاکل تھی سر پر شام تمامت   قد بالا مین آثارِ قیامت
برنگِ آتش آنکھین سر بسر لال   بلا زلفِ مسلسل چال بھوتچال ہے
دہن ہمصورتِ گلخن زبان قہر   غضب مژگان وہ آنکھین ساغرِ زہر
نقیبون نے ادھر آ کر خبر کی   کہ فوج آئی مسلح فتنہ گر کی ہے
بجے قرنامیانِ فوج شاہی ہے   سرِ غفلت سے چونک اٹھے سپاہی
طبل گرجا بپے تیاری جنگ   اٹھے فوراً جوانان خوش آہنگ
اٹھے سب بسترِ راحت سے سردار   سنبھل کر ہو گئے لشکر خبردار
پہن چار آئینہ بکتر زرہ خود ہے   چلے جوشان برنگِ چشمۂ دود
بندھی ہمصورتِ جوزا کمر چست   کیے قبضہ مین شمشیر و سپر چست
سجے پھر شہسواروں نے سب اکبار   کلاہ، طرۂ و سرپیچ و دستار
سجے سازِ طرب سے سازِ خوش آہنگ   بہ چستی سب نے گھوڑون کے کسے تنگ
لیے گرز و کمند و برق شمشیر   کمان و ترکش و تیغ و تبر تیر ہے
سجے تن پر لباسِ پرنیانی ہے   چلے جوشان براے خود عنانی

سپہ میمون شتر سان نہ بہوش ۔ مسلح چست چابک گرز بر دوش
پہلے لچھمن براہ نکتہ دانی ۔ بہار افشان قبائے زعفرانی
بھاوین افسر نامی بصد شان ۔ نل و نیل انگد و باون ہنومان
ظفر دوڑی جلو مین پا پیادہ ۔ پکاری عمر و دولت ہو زیادہ
مہاراج الدھراج اٹھے بصد عزم ۔ ہوئے رونق فزائے عرصۂ بزم
منقش تیغ دست پاک مین تھی ۔ ظفر خود گوشۂ فتراک مین تھی
فلک فرط ادب سے سر پہ گھوما ۔ زمین نے نقش پا جھک جھک کے چوما
مچا ہر بزم مین ہر سو شور شادی ۔ نقیب پیر گردون نے دعا دی
جنیبت خوش عدو پامال بادا ۔ فروغ نیر اقبال بادا
گئے بڑھکر جوانمردان دلیر ۔ جمے سب مورچون پر صورت شیر
نقیبون نے کڑک کردی جو آواز ۔ بڑھے لشکر دو جانب حسب انداز
کڑک اٹھے دلاور صورت برق ۔ بھڑے سینے سے سینے فرق سے فرق
عیان تھی چار سو شان قیامت ۔ بنا میدان وہ میدان قیامت
گروہ خرس میمون کا یہ تھا حال ۔ کہ لاکھون کو کیا دم بھر مین پامال
غریق قلزم خون تھے دلاور ۔ تن دشمن سے حباب آسا شناور
عجب برق طپان تھی تاب شمشیر ۔ ہوئے لاکھون غریق آب شمشیر
صفون کو گرز سنگین سے ہٹایا ۔ زبان تیغ کو پتھر چٹایا
کسی صفدر نے وان زور آزمایا ۔ کسی نے جوہر خنجر دکھایا
کسی نے تیغ سان تیزی دکھائی ۔ کسی نے بڑھکے خونریزی دکھائی

کسی نے ترکش و خنجر کو توڑا | حباب آسا کسی کے سر کو توڑا
بڑھے دل مین سوارون کے رسالے | علم نیزے کیے بھالے سنبھالے
قدم مین تیزروی کی یہ تھی چال | ہوئے لاکھون سُم توسن پامال
تراشے سر جیار تر کی صورت | سوئے گردون اُڑا کے پر کی صورت
وہ سر جو جو پناہ خود مین سے تھے | پلک جھپکی تو دیکھا گو دمین سے تھے
کسی کو دشت مین انگد نے ٹپکا | دکھایا زور توسن کی جھپٹ کا
کسی کو کیسری نے بے محابا | بزور تن زمین مین دھنسکے دابا
نید و گند نے کاٹا کسی کو | سری لچھمن نے دھر ڈاٹا کسی کو
دویدھ پہونچا کہین پر لیکے شمشیر | کسی پر نل نے مارا دوڑ کر تیر
کسی صف پر شہ میمون نے کی جست | کسی کو شاہ خرسان نے کیا پست
مخالف کے جو زخم تن پھٹے تھے | بدن کے قلعہ مین رخنے کٹے تھے
ستمگارون نے بن مین خاک پھانکی | اجل ہر گوشۂ قالب سے جھانکی
ہوئے چارون طرف کشتون کے انبار | ہوا میدان سراسر تیرہ و تار
دلاور رن مین کوہ آسا جمے تھے | مگر لاشون کے کشتے دمدمے تھے
شکست فاش جب دشمن نے پائی | نجوم بخت نے گردش دکھائی
بڑھا پھر کوہ تیرافگن نہ آگے | یکایک سہم کر گوشون مین بھاگے
یہ تھی بخت اژدن کی جو شامت | توکانیا کبھ کرن شکل قیامت
چلا میمون نے دل مین بے تامل | برنگ ابر ترکرتا ہوا غل
نہ بوجھ اُٹھا جو پشت ناتوان سے | زمین خم ہوگئی بار گران سے

چڑھا لرزہ تن جن و ملک پر ستارے ہل گئے برج فلک پر
تڑپ کر برق سان نعرہ جو مارا ہوئے دل پہلوتن مین دو پارا
چھپے گھبرا کے گوشون مین درندے دبے سب آشیانون مین پرندے
جوانمردون نے دیکھا جب کہ یہ طور سر دشمن پہ پہونچے جا کے فی الفور
کہا جھنجھلا کے راچھس نے کہ بس بس مرے آ گئے ہو تم تشکل پر خس
نہین مطلق جوانمردی کے فن یاد عبث کرتے ہو تم جان اپنی برباد
پئے شکر لقمۂ حلوا سے تر ہے ہجوم وحشیان اک مشت پر ہے
متاع زندگانی ہو جو منظور رہو چلو بھاگو دبو جاؤ ہٹو دور رہو
مجھے خونریزی میمون سے ہے عار نہین نیل و نل انگد سے سروکار
نہین مطلب گروہ عام سے ہے فقط دعوے جناب رام سے ہے
مگر سنتی تھی کب فوج ظفر موج سمٹ کر سر پہ جا پہونچی بصد اوج
ہوئے یوں یان سواران جوانمرد سیاہ فتنہ گر کو کر دیا گرد رہو
یہ کاوش بار ہا دیکھے کا وے کیے برج تن مفسد پہ دھاوے
کسی نے بڑھ کے دی ٹھوکر قدم سے دکھلائے زخم شمشیر دودم سے
کسی نے دی بصد سختی کڑی لات تن سنگین مفسد پر چڑھی لات
چڑھا جا کر کسی نے گرز سر پر دیا صدمہ تن ودوش دگر پر
کسی نے دی تڑپ کر ضربت مشت تبر مارا کسی نے جانب پشت
کسی نے پنجہ و دندان سے نوچا کسی نے تن کو ناخن سے دبوچا
جو دیکھا راچھس مفسد نے یہ رنگ کہ ہے فوج دلاور بر سر جنگ

مثال شعلہ کانپ اٹھا تعب سے — بھبھوکا ہوگیا چہرہ غضب سے
چلا آندھی کی صورت غل مچا کے — گرج کر گونج کر آنکھین دکھا کے
بسانِ اژدہا کھاتا ہوا مار — دہن کھولے ہوئے پہونچا ستمگار
ہزارون صف شکن جھونکے دہن مین — ہوا لے آفت اک چلتی تھی رن مین
جو آیا سامنے دیکھا نہ بھالا — اٹھا کر بے تامل منھ مین ڈالا
کف پا سے دبا ڈالے ہزارون — تہ دندان چبا ڈالے ہزارون
سر و ربادہ مین مطلق نہ تھا دھیان — نہ تھی کچھ اپنے بیگانے مین پہچان
نکل بھاگا و لیکن خوار و خستہ — ملا لیتے جدھر سے جسکو رستہ
بچے کچھ سخت جانی کی سبب سے — پھسل کر گر پڑے راچھس کے لب سے
ہوئے کچھ کان کے گوشون سے ظاہر — نمایان ہو گئے تسکل جو باہر
بہت سے رخنۂ بینی سے نمناک — نکل آئے جوانمردان سفاک
جدھر چلتا تھا آندھی سان بصد موج — تو پھٹ جاتی تھی بادل کیطرح فوج
کسی کو خاک پر پٹکا غضب سے — کچل ڈالا تپ درد و تعب سے
کسی کو زور بازو سے پچھاڑا — جگر کو ناخن و دندان سے پھاڑا
جدھر پہونچا وہ آفت کی نشانی — ہوئی نازل بلائے آسمانی
کچل ڈالا کسی کو پشت پا سے — کسی کو رل دیا انگشت پا سے
کسی کو شل کیا گردن دبا کر — کسی کو خاک پر پٹکا گھما کر
کسی کو خاک پر ٹھوکر سے ارا — کیا شور قیامت آشکارا
کسی کو مثل خس پھینکا ہوا پر — عجب آفت تھی میدانِ وغا پر

ستہ سگرپو نے دیکھا جو یہ رنگ
کہ ہے محشر میانِ عرصۂ جنگ

تب غصے سے تہ و بالا ہے لشکر
عدو سے بھاگنے والا ہے لشکر

عدو کے واسطے پہونچا وہ شہزور
جڑا اگرز آ کے راچھس پر بصد شور

مخالف نے پکڑ کر بے محابا
بآسانی بغل مین دھر کے دابا

جو دیکھا سرور انگد نے یہ طور
سرِ دشمن پہ پہونچے جا کے فی الفور

کمال زورِ بازو سے جڑا اگرز
بدن پر برگِ نخل آسا پڑا گرز

عدو نے لیکے انگد کو جدل مین
دبایا دوسری جانب بغل مین

پکڑ کر دونون سرداران جرار
چلا لنکا کو خوش ہو کر ستمگار

ہوئے دونون جو افسر زندہ در گور
میان فوج شاہی مچگیا شور

یکایک گردشِ گردون نے گھیرا
ہوا لشکر کی آنکھون مین اندھیرا

سراسیمہ بچشمِ تر ہوئی فوج
پریشان صورتِ دنتر ہوئی فوج

ادھر جب ظفر کے دشمن نے دبایا
دمِ سگرپو گھٹ کر لب پر آیا

ہجومِ غم کمال بے قراری تھی
غشی تھی دونون سردارون پہ طاری

نہ تھی طاقت کسی دان کارکن کو
چھڑا لے پنجۂ ظالم سے اُن کو

مگر جوشِ غضب سے نیل پہونچا
سوِ میدان بصد تعجیل پہونچا

تنِ راچھس پہ مانندِ رگِ تن
بصد جوشِ غضب لپٹا صف افگن

اگن کا تھا وہ فرزند صف آرا
تنِ آتش سے تھا جسم آشکارا

کیا ایسا یکایک ضبط آتش
ہوا تن مین وہ بالا ربطِ آتش

بدن مین بکھ کرن کے لگ گئی آگ
مخالف ڈر کے گوشون مین گئے بھاگ

کمال درد سے گھبرا گیا وہ
جو جاگی دفعتًہ تقدیر یاد
شہ میمون نے جھنجھلا کر بصد جوش
ادھر راون شہنشاہِ بد انجام
تنِ دشمن کو جب دیکھا شرربار
پڑین چینین جبین پر صورتِ فرش
جناب اندر سر پر گئے سہم
اڑی رنگت رخِ خورشید وہ کی
نکلے تن سے سراسر شعلۂ نار
کٹے دیکھے جو رخ پر بینی و گوش
غریقِ بحرِ غمناکی ہوا وہ
کہا کیا کشورِ لنکا کو جاؤن
یہی دل مین سمجھکر پھر پڑا وہ
دبے جسمِ گران سے خرس میمون
بپا کی آفتِ تازہ یہ رن مین
کیا لاکھون صف آراؤن کو معدوم
ہزارون پا کی ٹھوکر سے کیے پست
سوارون کو کیا پابندِ خواری
کسی پر یہ کیا جبر آشکارا

برنگِ چرخ چکر کھا گیا وہ
تہِ پر سے نکل بھاگے دلاور
لبِ دندان سے کاٹے بینی و گوش
تماشائی تھا لنکا مین لبِ بام
تو کانپ اٹھا برنگِ شعلۂ نار
کمالِ غیظ سے دیکھا سوئے عرش
ہوئے کیا کیا دلِ امواج کو وہم
بدن نے بارشِ ابرِ سیہ کی
یکایک ہوش مین آیا ستمگار
اڑا تن کے قفس سے طائرِ ہوش
نجومِ بخت سے شیدا کی ہوا وہ
حیا کی جا ہے کیا صورت دکھاؤن
صفِ میمون پہ آ کر گر پڑا وہ
ہزارون ہوگئے آغشتہ خون
صفِ میمون کو پھر جھونکا دہن مین
اتارے لقمہ آسا زیرِ حلقوم
دبا ڈالے میانِ پنجۂ دست
جھٹ اگھونسا کسی پر لات ماری
طپانچہ پنجۂ خونین سے مارا

امان جب بست راچھس سے نہ پائی
پکارے لب پہ جان ہو نتھو نیہ دم ہے
سُنی یہ جو وبھولٹ نے جو فریاد
بصد جوشِ طرب میدان میں آئے
جو دیکھا کمبھ کرن نے جلوۂ رام
وہ مارا رام نے تیر سبک پر
تن بے سر گرن میں رواں تھا
جناب رام نے دیکھا جو یہ طور
مہابیر جیری کو آگیا دھیان
کہ نخل زندگی اکھڑا جو جڑ سے
صف افگن ہو گئے لاکھوں تو وہ خاک
اٹھی دل میں جو یہ موج تلاطم
فلک پر اڑ گئے دریا پھینکا
بچے جو راچھس برگشتہ تقدیر
دکھایا رخ عروس مدعا نے

تو سب نے غل کیا کھینچی دوہائی
مہاراج آئیے وقت کرم ہے
تو آ پہونچے خراماں بہر امداد
بہ آئین کرم تشریف لائے
دہن کھولے ہوئے لپکا بد انجام
برنگ خس سو گردوں اڑا سر
برنگ پارۂ آتش دواں تھا
تن بیجاں یہ تیر اک سر کیا اور
عیاں پھر ہوگا خونریزی کا ساماں
گریگا تن ابھی میدان میں دھڑ سے
غریق بحر خون آلودہ خاک
لپٹا دھڑ میان حلقۂ دم
پر خس کی طرح کہسار پھینکا
وہ بھاگے چھوڑ کر سب ترکش و تیر
بجے فوج شہی میں شادیانے

پرستش کرنا میگھناد کا مندر مین اور برہم کرنا ساماں پرستش مہابیر جی کا اور سانپ برسانا میگھناد کا میدان مین اور نجات پانا سب کا گرڑ جی کی مدد سے

سری رگھبر زبان گویا دری ہو
سمند خامہ مین جا بکتری ہو

سحر کو جب کہ خورشید صف آرا
ہوا قصر فلک سے آشکارا

قمر مغرب کو بھاگا با رُخ زرد
سواران ثوابت ہو گئے گرد

سُنا راون نے احوال برادر
ہوا محو فغان با دیدۂ تر

گریبان شکیبائی کیا چاک
گرا فرش زمین پر صورت خاک

کہا اے قوت بازو کہان ہے
کدھر تو چشم ظاہر سے نہان ہے

ترے بن ہے ہجوم درد و آزار
زمانہ ہے نظر مین تیرہ و تار

کیا راون کو تیر غم سے خستہ
بنایا طائر بازو شکستہ

حریم شاہ لنکا مین مچا غل
بصد جوش غضب آئے جز و کل

یہ سنکر میگھناد آیا بصد جوش
کہا راون سے لے سرمایۂ ہوش

عبث بیتابی درد نہان ہے
مناسب ضبط فریاد و فغان ہے

اسیر درد و غم دل ہین سبھون کے
نسیم موت کے چلتے ہین جھوکے

فنا سے لا بدی اکدن ہر سب کو
پہ بیت اس سے ناممکن ہی جبکو

کر دتم کشور لنکا مین آرام ہے
مین جاتا ہون میان لشکر رام

پھر اک کو دربۂ کلفت مین ڈالون
سراسر خون بہا کر خون بہالون

غبار آسا مٹا دون آج سب کو
تہ گرد دون کرون تاراج سب کو

نہ جیتون گر تو جیتے جی نہ آؤن
نہ لنکا مین کبھی صورت دکھاؤن

یہ کہکر سنگدل مندر مین آیا
سرانجام پرستش سب منگایا

ہوا محو پرستش حسب معمول ہے
چڑھائے پھل کہے ملنے کو پھل اور پھول

دیے آہستہ پڑھے منتر از رہ بید
بسوز دل جلائے دھوپ منبید

کیا سنکلپ دل مین مطلب خاص
جھکایا سر براہ لطف و اخلاص

گھسا صندل کی صورت سر ان پر
ملا ماتھے کو سنگ آستان پر

ہوا محو فغان گویا صد اندوہ
پسیجی پر نہ مورت صورت کوہ

مشیت ہو تو کچھ مورت پسیجے
نہ لکھا ہو تو کس صورت پسیجے

نہ رحم آیا جو حال سنگدل پر
تو سر مارا اتب رقت سے دل پر

بھبھیکن نے میان مجمع عام
کہا پیش جناب لچھمن و رام ہے

ہوا ہی میگھناد اب لیک دلتنگ
مقرر آئیگا سوئے صف جنگ

تہان مندر مین بیٹھا ہے منظر سے
پرستش کر رہا ہی چشم و سر سے

بخوبی جگ اگر انجام ہو جائے
مدد کو حاصل آرام ہو جائے

بہم ہو اسکو زور علم تسخیر
کرے میدان مین سب کو کشتۂ تیر

ہجوم خرس و میمون پر رہے شیر
کسی سے صورت مژگان نہو زیر

ولے اب بھی کوئی صفدر چلا جائے
بلا جھیلے مگر سر پر چلا جائے ہے

سب اسباب پرستش کو کرے دور ہوا مبتلا کے خود ہو جائے کافور
براہ عقل و آئین کرامت ہٹا دے اُسکا پائے استقامت
اسی صورت مین ہی کچھ صورت خیر نمایان ورنہ ہوگی پرسش غیر
یون سنتے تھے زبس شرمایۂ ہوش ہوئے رخصت قدم چھو کر بصد جوش
گئے مندر کے اندر بے محابا جو اُلجھا اسکو ٹھوکر دیکے دابا
سبوے بادۂ گلفام توڑے ظروف نقرہ طشت از بام توڑے
کیا دان درہم و برہم سرانجام لٹایا سب طعام پختہ و خام
ولیکن میگھناد اُٹھا نہ جا سے جما بیٹھا رہا عقل رسا سے
قدم جا سے نہ سرکا یا سر مو نہ بل گیسو صفت آیا سر مو
نہ چھوڑا بیکلی مین دامن ضبط سراپا بنگیا پیراہن ضبط
ہنومان دلاور نے جڑی لات جو سنگ آسا پڑی دل پر کڑی لات
لیے گرز گران جوش تعب سے یکایک میگھناد اُٹھا غضب سے
جہا بیر دلاور جیسا یکانہ ہوئے مندر سے لشکر کو روانہ
ہوا یان میگھناد از بس کہ دلگیر مڑی گویا کہ آب تیغ تدبیر
بلا کر سب دیتان بد آہنگ ہوا دار و میان عرصۂ جنگ
برنگ شیر نر گونجا جو رن مین پڑا لرزہ تن چرخ کہن مین
خبر دی آکے جاسوسون نے فی الحال کہ آپہونچے دیتان توڑتی بال
بجے قرنا طبل گرجا بصد زور دل اُڑے قلزم تن مین مچا شور
خروشان لشکر جرار پہونچے جوان و افسر و سردار پہونچے

گنبد وکیسری بادن نل ونیل
تھا بیر ونبید دچھمن درام
بڑھے فوج عدو مین خرس ومیمون
کسی نے دی کسی پر ضربت مشت
تیر بجلی سا چمکا یا دکھایا ✤
کسی کا سر تراشا قط کی صورت
تھا بیر دلاور کا یہ تھا رنگ
کسی کو پاسے ملخ الا یصد جوشش
ہوا جب میگھناد از بسکہ دلتنگ
کبھی ظاہر ہوا فرش زمین پر ✤
کبھی اوجھل کبھی ظاہر کبھی گم ✤
ہزارون بان مار افشان کیے سر ✤
سپاہ خرس ومیمون و سپہ دار
ہوئی اک سحابی فرط غم سے
نل ونیل وگنبد وکیسری سب
نبید وچھمن و فوج نکو نام ✤
ہوئی دہشت جوانمردون کی جی مین
شہ خرسان نے دیکھا جب یہ اندھیر
پکڑ کر پانون صاف اس اہل کین کا

چلے فوج عدو مین صورت پیل
شہ خرسان ومیمون نکو نام ✤
ہوئی دونون طرف سے یارش خون
ہوئے شل سینہ و دوش و سر ولپشت
ہمائے تیغ کا سایا دکھایا
عدو اسے گر یہ تھی بربط کی صورت
ستمگارون کو تھا کار سر جنگ
کسی کا تن کیا سے سبکدوش
ہوا آمادۂ تزویر و نیرنگ ✤
چھپا گہ گوشۂ عرش برین پر
بپا یا صورت محشر تلاطم ✤
برنگ ابر تر برسائے اژدر
ہوئے بالکل اسیر حلقۂ مار ✤
کھڑے سم رہ گئے تاثیر سے سم
رکھب انگد ہنو مان جری سب
میان ناگ پھانس آ گئے سیرام
نہ تھی وان طاقت جنبش کسی مین
سر دشمن پہ پہونچا صورت شیر
گھما کر قلعۂ لنکا پہ پھینکا ✤

یہان لشکر ہوا پابند خواری ہر اک سو تھا ہجوم بیقراری
ہر اک فرط الم سے مضمحل تھا برنگ سرو بستان پا بہ گل تھا
اسیر غم ہوئے جس دم جز و کل سر اوج فلک پر مچگیا غل
جناب اندر نے تب ہو کے مضطر گرڑ جی سے کہا با دیدۂ تر
کہ اے شاہنشہ مرغان پردار ہوا خواہ شریک درد و غمخوار
بلا مین رام کا لشکر پھنسا ہے میان حلقۂ اژدر پھنسا ہے
مدد ہو اس گھڑی درکار تیری کہ ہے اژدر صفت منقار تیری
فسون سم خوردگان پر جا کے دم کر عطا لشکر کو تریاق کرم کر
گرڑ جی نے اُسی دم بھر پرواز ہوے اوج فلک سے پر کیے باز
خرامان لشکر شاہی مین آئے نسیم آسا ہوا خواہی مین آئے
ہزارون مار کر اک دم مین کھا لے برنگ لقمۂ تر منہ مین ڈالے
چھٹے سب حلقۂ قید گران سے نہ تھی پر طاقت جنبش وہان سے
بدن مین لشکر شاہی کے سم تھا روش کیسی نہ دم لینے کا دم تھا
جناب اندر نے گردون سے فی الفور امرت اُن سب پہ برسایا بہر طور
گھٹی ایک آن مین تاثیر سم سب اُٹھے خواب غشی سے تازہ دم سب
بہار آئی خزان نکلی چمن سے چھٹے سب آفتاب آسا گہن سے
مچین دھومین میان لشکر رام ملے باہم جناب لچھمن و رام
شہ بیمون و خرسان و مہابیر برنگ دل ہوئے باہم بغلگیر

مارا جانا میگھناد کا لچھمن جی کے ہاتھ سے اور آنا سلوچنا زوجہ میگھناد کا رامچندر کے پاس اور سر شوہر کا لیکر ستی ہونا

سری رگھبیر کرم کیجیے کرم سے — رہائی دیجیے قید الم سے
زبان خامہ نے یان کا لکھا حال — سنو ابن شہ راون کا احوال
جگا یعنی وہ جب خواب غشی سے — اٹھایا سر غرور سرکشی سے
پدر کے سامنے آئی اسے شرم — برنگ آتش سوزان ہوا گرم
سنبھل کر پھر اسی میدان مین آیا — غضب سے جلوۂ محشر دکھایا
شر و شور مجسم پا سے تا فرق — پکارا اٹھا کڑک کر صورت برق
کہان نل ہین کہان لچھمن کہان رام — کہان ہین شاہ سگریو تکو نام
پون سُت ہین کہان انگد کدھر ہین — جو خیل وحشیان مین نامور ہین
یہ سنکر طیش مین آئے سپہ دار — بڑھے فوراً سو میدان پیکار
ہلے رن مین نبرد شان صورت شیر — عدو کو صورت مژگان لیا گھیر
ہوئے دونون طرف سے وار پروار — زبس تھی جوش پر آنی یہ تلوار
ہر اک سو نیزہ و پرچم علم تھے — زبان خامہ آسا سر قلم تھے
کسی نے تیغ سے مارا کسی کو — کسی نے سر پہ للکارا کسی کو
چڑھا تھا خون جو تیغ پر قدم پر — غرق خون تھے لاکھون ہر قدم پر
رخ عنبر اٹھا خون تازہ سے لال — مچا تھا لشکر شاہی مین بھونچال

کسی کی تیغ چمکی ہمسرِ برق ہے
یہ وان ابن شہ راون کا تھا حال
دوان ہر صف مین تھا غصے کے مارے
زبس تھا اوستادِ سحر و افسون ہے
وہ نو ایجاد افواجِ سیہ دل
بھڑے ہر ایک میمون پر وہ سفاک
جری میدان مین جب افسون سے ہارے
مہاراج آ گئے وقتِ تعب سے
جنابِ رام نے مارا جو اک تیر
جو دیکھا راون مفسد نے یہ رنگ
کیا لاکھون کو دم بھر مین تہِ تیغ
صفِ میمون کو ٹپکا بر سرِ خاک
گلِ زخمِ شہادت تھے جو تن مین
ہوا سب لشکرِ میمون ہراسان
پھنسے سب قبضۂ تیغ وہ دم مین
جو دیکھا زور مین لشکر ہے سارا
کیا ترکش سے تیر آتشین سر
مگر ہاتھ اک جدا ہو کر بدن سے
سلوچن زوجۂ فرزندِ راون

غریقِ خون تھا کوئی پا سے تا فرق
قدم سے صف کی صف کرتا تھا پامال
جری چھپانسٹھ کرور اک دم سے مارے
کیے پیدا ہزارون خرس و میمون
ہوئے سب فوجِ شاہی کے مقابل
کیے لاکھون دلاور تودۂ خاک
کمالِ شدتِ غم سے پکارے
سپاہِ بادشاہی جان بلب ہے
سراسر اڑ گیا نیرنگ تزویر
بڑھا غران میانِ عرصۂ جنگ
غضب اٹھا تھا لشکر صورتِ میغ
کہین ریچھون پہ دھر جھپٹا غضبناک
بہارِ لالۂ خودرو تھی بن مین
کہ مشکل تھا نہایت کار آسان
جگر کانپا ہوئی لغزش بدن مین
سری لچھمن ہوئے آ کر صف آرا
تنِ دشمن گرا فرشِ زمین پر
گرا قصرِ عدو مین اڑ کے رن سے
انیس و محرمِ دلبندِ راون

زنِ پردہ نشین فرخندہ فرجام
تجمل سے مکان مین جلوہ گر تھی
جو دیکھا بازوے شوہر قضا را
کمالِ غم سے فریاد و بکا کی
کہ اے دکر کرا دستِ زبردست
کہان تن ہی سرِ اقدس کدھر ہے
کیا تن کو خدنگِ تیر کس نے
دعا بر ما کی تھی روزِ ازل سے
مگر چودہ برس تک آشکارا
رہے زیرِ فلک بے دانہ و آب
سرِ میدان وہی ہو حملہ آور
رہی مین ہوت فدا گر نقش پا کی
جو کی ہو تیرے باغِ حسن کی سیر
تو اے بازو بیان درد و غم کر
قرار آئے زوالِ شدّ و مد ہو
یہ سرکش نے کلاکے ساد ہین پر
بے سیتا پا ہے عرصۂ جنگ
سری کھیمن ہین دمساز سرِ یرام
کنارا کر گئے دریا سے ہو کر

پتت برتا عروس نازک اندام
خرامان صورتِ بادِ سحر تھی
تو سر کو زانوے رقت پہ مارا
اڑائین دھجیان جیب و قبا کی
برنگ نقش پا کس نے کیے پست
کہان تاجِ مرصّع جلوہ گر ہے
کیا طعمۂ شمشیر کس نے
قدم سر کے نہ میدانِ جدل سے
کرے جو صحبت زن سے کنارا
نہ ہو ہرگز انیس شاہد خواب
کرے تن قلزم خون مین شناور
یقین ہے دامن عصمت کی پاکی
نہ دیکھا ہو کسی دن جانب غیر
برشے صفحۂ غبرا رقم کر
رقم یہ خط دست آشنا سند ہو
لکھا تب صفحۂ روے زمین پر
ہجوم عرصۂ راچھس سے دلتنگ
انیس و محرمِ رازِ سریرام
دہ ہین بیخواب خور چودہ برس کے

خوشی سے غم تکلم سے خموشی
نگاہ خواب سے ہے چشم پوشی

سدا ہے بندگی سے رام کی کام
بچشم و سر کیا ہے ترک آرام

انھین نے رن سے اے زوج دل آرا
بصد زور شجاعت مجکو مارا

سواران دلاور لیگئے فرق
رہا تن قلزم خون مین میرا غرق

ادھر بازو اڑا لایا پر تیر
چبھی سے ہے دل مین پیکان سر تیر

سلوچن نے پڑھا نقش خط دست
دل و جان نشۂ غم سے ہوا مست

خیال آیا کہ ہے اب زندگی ہیچ
برنگ زلف پیچان پڑگیا پیچ

نہین رو رو کے دن بھرنا ہے اچھا
عبث ہے زندگی مرنا ہے اچھا

مناسب ہے کہ مانند پرکاہ
جلون مین لاشۂ شوہر کے ہمراہ

یہ کہکر ہمکنار شاہد یاس
گئی خوشدامن مندودری پاس

تب غم سے پکار اٹھی کہ مادر
ہوئی پرزے شکیبائی کی چادر

پسر مارا گیا رن مین تمھارا
نہین ضبط شکیبائی کا یارا

گران ہے مجکو بار زندگانی
خزان ہے اب بہار زندگانی

ہوس ہے رام کے لشکر مین جاؤن
بچشم و سر تن شوہر کو لاؤن

خوشی سے شمع کی صورت جلون ساتھ
کہ تا پروانۂ غیرت لگے ہاتھ

ز بس تھی وہ وجود دلبری نیک
کہ پچکنیان مین تھی مندودری یک

سخن پرور زن فرخندہ فرجام
دل و جان سے فدائے جلوۂ رام

سنا سنتے جو حال مرگ فرزند
کھلی آنکھین صدف آسا دم چند

کمال غم سے کی فریاد و زاری
غشی تھی قالب لاغر پہ طاری

ہوکر حالتِ درد و الم مین کے — لیا رو رو کے آغوشِ کرم مین کے
کہا اے راحتِ روح و دل من کے — تن من جان من آب و گل من
یہ منزل ہر گھڑی پیشِ نظر ہے — ہر اک کو باغِ ہستی سے سفر ہے
کسی کو با وجودِ نکتہ دانی — نہین حاصل بقاے جاودانی
غمِ فرزند سے گو چشم تر ہے — تشفی ایک باعث سے مگر ہے
اگر مارا گیا پیشِ سری رام — کریگا کشورِ محشر مین آرام
ستی گر ہو تو ہے عینِ سعادت — فدا ہے تجھ پہ سو نقدِ عبادت
ستی ہونا ہے دستورِ ریاست — چمکتا اسسے ہے نورِ ریاست
اگر جانے کی خواہش ہے تو جا خیر — نہین دان چشمِ ظاہر مین کوئی غیر
اہلیہ زوجِ راون اور تارا کے — بباطن ایک تینون ہین دلارا
دلاور وان جو انگد مشتہر ہے — زنِ تارا کا پیوندِ جگر ہے
عزیز بالی ہے سگریو ذیشان کے — اہلیہ کے نواسے ہین ہنومان
جو افسر رام و لچھمن ہین وہان کے — وہ خاوند حقیقی ہین جہان کے
بھبھیکن ہین وہان بہرِ سفارش — کرین گے تیری جانب سے گذارش
وہان جانے مین ہے ہر طرح بہبود کے — کہ ہین وہ بیگیان چشمۂ جود
اجازت جب کہ خوشدامن سے پائی — سلوچن محفلِ راون مین آئی کے
کہا رو کر کہ اے شاہِ زمانہ — جگر ہے تیرِ کلفت کا نشانہ
موا شوہر دغا مین آج میرا — متاعِ ہوش ہے تاراج میرا
پریشان ہون برنگِ تارِ گیسو کے — اندھیرا دیدہ و دل مین ہے ہر سو

ہوئے ہمراہ رام کے لشکر مین جاؤن
بحشم و سر چلون ہمراہ سپر کے
سُنی کیفیتِ مرگِ پسر جب
شرشنک چشم دریا سے بہایا
سلوچن کو براہِ جوش کھینچا
کہا گو ضبط کا یارا نہیں ہے
بہادر یون ہی لڑ مرتے ہین زمین
طلوع صبح تک اب ضبط کر خیر
سحر کو مین بصد زور آزمائی
مگر مشکل ہان جانے مین ہے ننگ
نہ ہرگز جا میانِ محفلِ غیر
سری سیتا کے بدلے لے جگر بند
سلوچن سنکے یون بولی بصد جوش
ابھی تک یہ ہزل گوئی غضب ہے
اسی نخوت نے گھر غارت کیا ہاے
غریق خون ہوئے لاکھون جفا کوش
فنا ہو گئے جو کچھ رہا جس ہین باقی
برون کر دل سے یہ اندیشۂ خام
نہین وہ ہین تری صورت خردمند

سر شوہر خوشامد کرکے لاؤن
پھپھولے ظاہرا پھوٹین جگر کے
ہوا وہ فرط غم سے نوحہ بر لب
طپش نے عالم شدت دکھایا
میانِ گوشۂ آغوش کھینچا
مشیت سے مگر چارہ نہیں ہے
سدا زخم سنان کھاتے ہین رن مین
تو محو فغان با حالت غیر
پکڑ لاؤن گا جاکر دونون بھائی
ہنسینگے خرس و میمون خوش آہنگ
نہ دریا سے ہٹک مین سر کچے بل بیر
کرینگے نورچشم آسا نظربند
ضعیفی مین ترے برجا نہین ہوش
مگر ضعف و نقاہت کا سبب ہے
وہی جوش تکبر ہے ابھی ہاے
کھائے ابتک لیکن دیدۂ ہوش
نہ مے ہوگی نہ جسم ہوگا نہ ساقی
کہان یہ فوج بدباطن کہان رام
لیے سیتا کرین مجھکو نظربند ہو

وہ خاوند حقیقی ہیں بلا ریب / کرم بخش جہان بخشندۂ عیب
بنانے بخشش ور عالم کے ماں باپ / جدھر دیکھو اُدھر ہیں آپ ہی آپ
سُنی جب شہ راون نے تقریر / تو برگشتہ ہوا مانند تقدیر
غضب غصہ میں آیا صورت شیر / سلوچن کی طرف سے منھ لیا پھیر
محافہ میں سلوچن ہو کے اسوار / سوے لشکر چلی با دیدۂ زار
گروہ خرس و میموں میں مچی دھوم / ہوئے گرد محافہ پیر و معصوم
خیال آیا کہ ڈر کر غائبانہ / کیا راون نے سیتا کو روانہ
فساد شر مٹا اچھا ہوا خیر / گل مطلب ملا بے منت غیر
بھبھیکن نے خبر جس دم یہ پائی / تو کی جوش طرب سے پیشوائی
بصد درد و محبت ساتھ لایا / محافہ اُس کا ہاتھوں ہاتھ لایا
حضور لچھمن و رام نکو نام / اُتارا درمیان محفل عام
سلوچن نے چھوئے پائے منور / پھری گرد تن اقدس سراسر
زمیں کی مثل صندل جبہہ سائی / ادب سے سامنے گردن جھکائی
کھڑی ہو کر مودب دست بستہ / کہا اے مرہم دلہاے خستہ
مبرا ہے خطا سے آپ کی ذات / قدم سے ہے عیاں شان کرامات
سیہ کار و گنہگاران مغموم / نہیں پھرتے کبھی اس در سے محروم
ہوا دست مبارک سے جو انجام / مرے شوہر نے پایا نقد اکرام
نہیں غم ہے اگر مارا گیا خیر / بہشت ہم باغ شہر پر کی کرے سیر
مگر اس دم سر شوہر جو پاؤں / بچشم سر تن خاکی جلاؤں

مہاراج از رہ عاجز نوازی
حصولِ عیش ہو میرا تبھی کام
ہوئی جب یون وہ محوِ خوش بیانی
کرم سے خود بدولت نے بٹھایا
اُسے نالان جو دیکھا فرطِ غم سے
ابھی اسکو براہِ مہربانی
ہوئے حیران ارکین خوش آہنگ
ہوئی سب کنانِ عرش کو یاس
کہا تارو نے آکر اے مہاراج
ہوا زندہ جو بیخوف و خلل یہ
کریگا اک جہان کو کشتۂ تیر
کرینگے درگذر آپ اسکی جان سے
گذارش ہے یہی اے بندہ پرور
جناب رام نے یہ سن کے احوال
سلوچن نے کہا با دیدۂ زار
عنایت آپکی مجھپر تو بس ہے
نہ وقت ایسا ملے گا پھر کبھی ہاتھ
ہمیشہ یاری قسمت کہان ہے
سلوچن کو سرِ شوہر عطا کر
مجھے سر دے کے بخشو سرفرازی
جہان مین مشتہر ہو آپ کا نام
تو کی اُسپر نگاہِ مہربانی
سرِ محفل سر راجھس منگایا
تو دے با کانہ فرمایا کرم سے
بنھادو دل پھر تپکا زندگانی
اولی العزمی یہ محفل رہگئی دنگ
طبیعت کو ہوئے صد گونہ وسواس
یہ جان بخشی مناسب ہے نہین آج
تو ہارے گا نہ ہنگامِ جدل یہ
کہ ہے برقِ قیامت اسکی شمشیر
ملے گا مارنے والا کہان سے
سلوچن کو فقط دیدیجیے سر
کیا دل مین تامل آگیا دھیان
کہ اے بخشندۂ جرم خطاکار
نہین شوہر کے جینے کی ہوس ہے
کہ ہوا انجام شوہر آپکے ہاتھ
سدا گردش مین چرخِ ناتوان ہے
کہا تب رام نے یون مسکرا کر

ترے شوہر کا سر گر خندہ زن ہو
کہا ہان بیشک سر اچھس یہی ہے
یہ سنکر اُسنے زانو پر رکھا سر
اگرچہ مین فی الحقیقت پارسا ہون
تبسم کرکے ذرا فرط طرب سے
سر شوہر نہ جب مطلق ہنسا وہ
نہین ہنسا کوئی مرد دلاور رہا
جناب اندر کو تم نے کیا زیر
شریر و فتنہ گر جن جن کے مارے
کمر کھولی نہ دم بھر تھا آرام
فلک لرزان رہا دہشت کے مارے
رہے مجھپر ہمیشہ عاشق زار
ولیکن کچھ سر اچھس نہ بولا
ہوئے خندان میان انجمن سب
وہ عاجز بھی جو اپنی زندگی سے
سر خجل ہوئی دل مین پشیمان
غرض آنسو بہا کر چشم تر سے
ملا تھا گر کسی سے درد جانکاہ
جناب شیش جی سے کر بدر ہین نہ

یقین سب کو میان انجمن ہو رہا
جوانمرد دلاور بس یہی ہے
ہوئی یون درفشان بادیدۂ تر
اسیر حلقۂ زلف دوتا ہون
کہ جاؤن سرخرو ہو کر مین سب سے
ہوئی تب گرم توصیف و ثنا وہ
کہ ہین لرزان مہ و خورشید خاور
پلنگ آسا ورندون پہ ہے شیر
رہے جو شان کبھی ہمت نہ ہارے
ہمیشہ خونفشانی سے رہا کام
چھپے ہیبت سے گردون پر ستارے
تبسم کرکے ہو سرگرم گفتار
زبان سے قفل خاموشی نہ کھولا
ہنسے غنچہ کی صورت صف شکن سب
ہوئی وان سرنگون شرمندگی سے
خجالت سے ہوئی سر در گریبان
سلوچن نے کہا جھنجھلا کے سر سے
کیا مجکو نہ کیون مطلب سے آگاہ
جو شوہر افگن میان بحر و بر ہین

خبر کرتی انھین جا کرین فی الفور　مدد کے واسطے آتے بہر طور
یہ سنکر سر یکایک کھلکھلایا　تعجب مجمع لشکر کو آیا
کہا سر نے براہ نکتہ دانی　نہین تو واقف راز نہانی
تجھے جسکی تمنا ہے مدد سے　وہی میرا عدو ہے شد و مد سے
جناب شیش کا لچھمن ہین اوتار　مجھے مارا انھین نے وقت پیکار
یہ سنکر اہل محفل رہ گئے دنگ　چلی سر لیکے وہ زوج خوش آہنگ
کنارہ بحر قلزم آ کے یکبار　چنار آسا جلی وہ سرو گلزار
جو تھی پروانہ آسا دل جلی وہ　لگن سے شمع کی صورت گلی وہ

مشورہ کرنا راون کا مالونت وزیر سے اور نکالنا شہر لنکا سے اور نصیحت کرنا مندودری کا خوابگاہ مین

سری رگھبر زبان شکر شکن ہو　کہ طے یہ جادۂ ملک سخن ہو
شہنشاہ افق جس دم غضبناک　ہوا رونق فزائے بزم افلاک
شہ راون اٹھا بستر سے مغرور　سرور بادۂ احمر سے مخمور
کھنچی ابرو شکن لوح جبین پر　دماغ بیہودہ عرش برین پر
نہایت مضطرب درد جگر سے　رواں آنسو کے نالے چشم تر سے
دل و جان خنجر غم سے دوپارہ　ہوا بزم طرب مین جلوہ آرا
وزیر اسکا تھا اک سرمایۂ ہوش　بنام مالونت ازلیس وفا کوش

بلایا گوشۂ محفل مین اسکو — بصد شفقت جگہ دی دل مین اسکو
کہا راون نے اے دستور دانا — فراست تیری ہو آج آزمانا
شریک غم ہے ہمراز قدیمی — مشیر و کار پرداز قدیمی
براہ نکتہ سنجی آج تک تو — ادا کرتا رہا حق نمک تو
بے گفت و شنید پند گوئی — نہین تجھ سا ہے دانشمند کوئی
میان جنگ اے فرخندہ فرجام — زبس غالب ہوا ہے لشکر رام
غریق خون ہوئے لاکھون سپاہی — ہوئی شل جملہ فوج بادشاہی
ملایا خاک و خون مین کنبھکرن کو — مٹایا میگھناد صف شکن کو
کمال درد و غم ہے کیا کہون حال — جگر ہے خنجر کلفت سے غربال
کہان تک ہمکنار ضبط رہیے — مثل ہے اپنی بیتی کس سے کہیے
بتا مجکو وہ تدبیر خوش اسلوب — جو ہو میرے دل مضطر کو مرغوب
خوشی سے کار سخت انجام ہو جاے — یہان کو حاصل آرام ہو جاے
ولیکن ہے یہ شرط غمگساری — ادھر کی کچھ نہ کرنا پاسداری
نہیں رمز زبان در پردہ ہے تو — کہ موروثی نمک پروردہ ہے تو
اگر درد و عقوبت ہو نہ سہنا — سمجھ کر سوچ کر کہنا سو کہنا
سنا جب یہ شہ عالی نسب سے — کہا نائب نے دستور ادب سے
کہ اے شاہنشہ زیبندۂ تخت — رہے ہر دم فروغ نیر بخت
رہے روز ابد تک راج تیرا — فلک ہو بندۂ محتاج تیرا
کرم بخشی سے جان بخشی اگر ہو — زبان بہر سخن سنجی اگر ہو

میسر ہے تجھے وہ دولت و جاہ — کہ حیران ہین فلک پر نیر و ماہ
کرے گر عین ابرو سے اشارے — فلک سر پر ترے تارے اتارے
زبان سے حکم سلطانی جو پائین — ہزارون اپسرا سر پر سے آئین
بہت سے دلبران شوخ و طناز — سدا ہین پایۂ خدمت سے ممتاز
برائے اک عروسِ جانکی نام — بنا بغض و حسد سے دشمن رام
زنِ بیگانہ و زور و زمین زر — یہ ہین چارون فساد تازہ کے گھر
محبت ان سے کرنا اے قوی پشت — دہانِ نار مین دینا ہے انگشت
شہا تیرا یہ سب ہے اندیشۂ خام — کہ ہین انسان جناب لچھمن و رام
کہین ظاہر کہین گم ہین وہ مردم — بباطن نور مردم ہین وہ مردم
ازل سے واقفِ اسرار ہین وہ — تامل کر کے دیکھ اوتار ہین وہ
گروہِ خرس و میمون ہین جو دلیر — نیستانِ شجاعت کے وہ ہین شیر
مناسب ہے کہ اے شاہِ نکونام — سیا کو بھیج دے پیشِ سری رام
کسی سے تا یہ امکان شر نہ کیجے — عداوت کر کے غارت گھر نہ کیجے
اسی مین خیریت ہے اے مہاراج — رہے سر پر ہمیشہ جلوۂ تاج
کہا مین نے براہِ خیر خواہی — کہ ہون مین بندۂ دربار شاہی
اب آگے ہو جو تجویز مقدس — پسندِ خاطرِ عالم ہے ازبس
سنی راون نے جب تقریرِ دستور — تو غصے سے شیشۂ خاطر ہوا چور
کہا جلکر کہ اے دستورِ بیباک — روا ہے گر کرون تجکو تہِ خاک
ہوا ایسا مری شفقت سے گستاخ — نکالی نخلِ مضمون مین مرے شاخ

مناسب ہے کہ دو دن تعزیر تجھکو — کرون اس دم نہ تیغ شمشیر تجھکو
انھین کا پاس خاطر سے کیا پاس — بھلا یا گوشۂ دل سے سراپا پاس
بتائی کیا صلاح نیک مجھکو — ملا استاد کامل ایک مجھکو
نصیحت کی ادب سے دور تو نے — خطائے سخت کی مغرور تو نے
کیا گر خویش میمون کو نہ تاراج — کرونگا کشور لنکا کا کیا راج
ہنسی ہو گی تہ افلاک میری — بندھیگی کیا جہان مین دھاک میری
کرون گر در گذر قتل پسر سے — اٹھائے سر ہر اک آئین شر سے
نہین مجھکو ہوا سے زوجہ غیر — بہم ہے مجھکو باغ حسن کی سیر
سیا سے کچھ نہین مجھکو غرض ہے — فقط خواہر کی بینی کا عوض ہے
نہین کچھ مشورہ میرا غلط تھا — تری عقل آزمالینا فقط تھا
یہ کہکر مطلب باطن پہ ظاہر — نکالا شہر سے نائب کو باہر
ہوا جس دم جہان مین جلوۂ شام — گیا منزل مین خورشید سبک گام
شہ راون غریق ورطۂ یاس — شبستان مین گیا مندودری پاس
پلنگ خواب پر لوٹا کیا شیر — سراسر لشکر غم نے لیا گھیر
جگر مین بیکلی الجھن مین دم تھا — برنگ زلف سنبل پیچ و خم تھا
کبھی چونکا یہ فرط بیقراری — کبھی تھا مائل اختر شماری
جبین سے تھی چین الم سے آبدیدہ — کبھی سے صورت بستر کشیدہ
کبھی کروٹ بدلنا بھر کے آہین — کبھی حسرت سے کرتا تھا نگاہین
کبھی بستر سے اٹھ بیٹھا سنبھلکر — کبھی جھجھکا کبھی چونکا مچل کر

کہا مندودری نے اے مہاراج — اداسی رخ پہ کیوں ہے وجہ کیا آج
نصیب دشمنان کیا درد دل ہے — طبیعت بے سبب کیوں مضمحل ہے
ہوئے ہیں یا میانِ عرصۂ جنگ — کیا ہے یا کسی سرکش نے دل تنگ
مری آرایش تن میں کمی ہے — یہی شاید بنائے برہمی ہے
براہ آشنائی اے شہنشاہ — کہو کس چشمۂ خوبی کی ہے چاہ
میانِ عرصۂ ہیجا ضرر ہے — تو تدبیر تحمل سہل تر ہے
مناسب ہے برسم خسروانہ — سیا کو خود بخود سے کیجے روانہ
مٹے فتنہ فسادِ تازہ ہو دور — فروغ تخت شاہی ہو بدستور
تامل اسمین اب دم بھر نہ کیجے — کبھی بیٹھے بٹھائے شر نہ لیجے
یہ واجب ہے شہنشاہِ زمن کو — بچشم بد نہ دیکھے غیر زن کو
نہ کیجے غیر سے امید یاری — ہزاروں ہیں پئے خدمتگزاری
سنے راون نے جب یہ کلمۂ ہوش — ہوا دل شاہد غم سے ہم آغوش
دکھائی آتش دل نے بھڑک اور — پڑا گویا جراحت پر نمک اور
اسے چین بر جبین ہو کر ہٹایا — سمٹ کر صورتِ بستر ہٹایا

روز اول جنگ کرنا راون کا اور نیرنگ سحر دکھانا اور شکست پانا

جناب رام ادھر بھی جوشِ رحمت — رہوں میں دائما ہمدوش رحمت

ہوا تابان شہنشاہ افق جب تو بھاگا شہسوار ظلمت شب
تو ابر نے شکست فاش پائی پھری خورشید اعظم کی دوہائی
اٹھا بستر سے راون سخت غمناک گریبان مثل دامان سحر چاک
پریشان مضطر و ناکام و دلگیر ہراسانی کا نقشہ غم کی تصویر
خیال بد میان گوشۂ دل غم و درد و صعوبت توشۂ دل
بصد جوش غضب آیا سوے بزم دل مضطر میں عزم عرصۂ رزم
بلائے جملہ سرداران شاہی سپہدار و نمک خواران شاہی
کہا جستی سے ہاں تیار ہو جاؤ روانہ بر سر پیکار ہو جاؤ
دلیرو ہے مقام جانفشانی دکھا دو آب خنجر کی روانی
میان جان کسو ہمت نہ ہارو بدن پر زخم لو تن تن کے مارو
مرے بل پر دکھاؤ جوہر تیغ چلو جو شان اٹھ کر صورت میغ
قدم ہو رزمگہ میں لاکھ من کا عوض لینا ہے چلکر کمبھ کرن کا
سنا جب یہ شہ راون کا ارشاد ہوئے لیس افسران فتنہ ایجاد
کمانداران افسون ساز نکلے ہر اک گوشے سے تیر انداز نکلے
ہزاروں گرزبرداران پرجوش ہزاروں شہسواران زرہ پوش
چلے سب بل دکھاتے شوخ و طناز پھکیت اور پہلوان بانکے پٹے باز
جسیم و زشت باطن پلتین سب برنگ شیر غران نعرہ زن سب
جو دیکھا یہ شہ راون نے انداز بدن پر جوشن خود سے سجے ساز
کیے تاج جواہر زینت سر لیے گرز گران و تیر و خنجر

کمال غیظ مین چشم غضبناک
چڑھا رتھ پر بصد شان تجمل
لیے فوج ستمگاران جرار
شگون بد سے کی یہ پیشوائی
کیا شور آ کے مرغان چمن نے
خبریان فوج سلطانی مین آئی
لیے شور و غا آیا ہے انبوہ
شہ میمون سے یون لڑنے سر رام
صفین ہر سو سے نرغا کرکے جائین
یہ سنکر شاہ میمون نے بصد جوش
بصد چستی کمر کو باندھکر تنگ
سواران دلاور رہا یکانہ
پیادہ بادۂ جرأت سے سرشار
جداگانہ سب افواج گرامی
صف خرسان تھی محکوم نل و نیل
صف میمون کے افسر گند تھے
اور کوچ رکھ لچ در کھب سب
مسلح جب ہوئی فوج نکو نام
ظفر نے پیچھے رکھنا تھا جو ما

نشان خونفشانی سرخ پوشاک
بڑھے جو شان وہ مست ساغر گل
سو میدان جنگ آیا ستمگار
کہ چھینک اک گوشۂ لشکر مین آئی
صدا دی کرگس زاغ و زغن نے
کہ کی دشمن نے آکر پیشوائی
جما ہے رزمگہ مین صورت کوہ
کرو جلدی مسلح لشکر عام
میان رزم رنگ اپنا جمائین
مسلح کی سپاہ گرز بر دوش
سجے تن پر سلاح و جوشن جنگ
ہوئے سب برق دم ہو کر روانہ
چلے جو شان بدن پر سجکے ہتھیار
ہوئے محکوم سرداران نامی
بڑھی دشت وغا مین صورت سیل
نبید و گسند و اشمند ٹھہرے
چلے رن کو بصد جوش غضب سب
چلے خندان جناب لچھمن و رام
قدم نصرت نے ہاتھون ہاتھ چوما

جلو مین افسر میمون بصد شان
بظاہر تھا جو پابوسی کا انداز
نظر آیا جو جو شان تجمل
جناب اندر نے دیکھا جو یہ رنگ
سواری کو رتھ اپنا خاص بھیجا
ہوئے وہ زینت آرائے سواری
بصد شوکت میان جنگ پہونچے
کمال غیظ سے سردار صف آرا
کہان ہین کیسری انگد کہان نل
یہ سنکر صف شکن غصے مین آئے
ملے فوج عدو مین پیلتن سب
ہزارون کو اُتارا تیغ کے گھاٹ
کہین سگریو نے مارا کسی کو
کسی صف کو رکھب نے بڑھکے ڈانٹا
کہین نل نے بصد زور آزمائی
کسی کو نیل نے دابا بغل مین
کسی پر شاہ خاصان نے کیا وار
صف اعدا الگ دولت دو پکھا تسے
شہ راون نے دیکھا جبکہ یہ رنگ
بھبھیکن جامونت انگد ہنوما ن
زمین تھی ہر قدم پر بر سر ناز
تو کی پیر فلک نے بارش گل
کہ بیدل رام و لچھمن ہین پے جنگ
براہ الفت و اخلاص بھیجا
پیادے تھے دوان باد بہاری
سپہداران خوش آہنگ پہونچے
کڑک کر برق کی صورت پکارا
دکھائین آکے گیسو کی طرح بل
بصد چستی قدم آگے بڑھائے
بڑھے جو شان خرد شان صف شکن سب
لب خنجر کو خونریزی کی تھی چاٹ
کہین انگد نے للکارا کسی کو
مثال چوب خشک اک دم مین کاٹا
برنگ تیغ کی جو ہمنائی
مچا اک تہلکہ راون کے دل مین
کہین لچھمن نے کی تیرونکی بوچھار
سراسر حلقۂ پیکان مین گا تسے
تو زلف آسا بچھا یا دام نیرنگ

بلا فوج جری مین صورت شیر میان حلقۂ ناوک لیا گھیر
کہین گرجا کہین تڑپا تعب سے کہین ضیغم صفت گونجا غضب سے
ملا لاکھون کو با چشم غضبناک کیے لاکھون دلاور تودۂ خاک
کہین چمکائی شمشیر شرر ریز کسی پر آب خنجر کو کیا تیز
کبھی غائب ہوا اڑ کر وہان سے کبھی کی بارش خون آسمان سے
اڑا گہ صورت تیر ہوائی کبھی دشت وغا مین خاک اڑائی
زبس پرکالۂ آتش کو تھی لاگ جلن سے مشتعل کی ہر طرف آگ
جو دیکھا عالم آتش فشانی ہوئے زہری جوانمردون کے پانی
نظر آئے جو ہر سو شعلۂ نار ہوئے مضطر جوانمردان پیکار
سہی میدان مین گو شمشیر کی آنچ نہ اٹھی آتش تزویر کی آنچ
جناب رام نے دیکھا جو یہ رنگ ہوئے فرط غضب سے گرم آہنگ
زبس کی تیر سحر افگن کی بوچھار ہوئے پانی سراسر شعلۂ نار
جو شکل نطفہ آتش نے پائی پریشانی صف اعدا مین آئی
سیاہ خرس نے مارے وہ چنگال تن فوج عدو خون سے ہوئے لال
نہنگ قلزم جرأت تھے ہیمون جسے کاٹا لیا کر پی گئے خون
کیا ایسا سپاہ پر تعب کو غریق خون کیا میدان مین سب کو
پڑا جس دم زمین پر پردۂ شام پھری لنکا کو سب فوج بد انجام
نل و نیل و نید و کیسری سب بھکر رکن مع فوج جری سب
زبس کی یاوری بخت رسا نے بجے فرط طرب سے شادیانے

ہوئی پابوس لشکر فتح و اقبال کا — ہوئے سب خواب و خور سے فارغ البال

روز دوم جنگ کرنا راون کا اور ہزاروں خرس و میمون پیدا کرنا مایا کے زور سے اور شکست پا کر پھر جانا

جناب رام ادھر جوشِ کرم ہو — متاعِ مطلب خاطر بہم ہو
سوار رخشِ گردون درخشان — ہوا جب گوشۂ مشرق سے رخشان
تنزل پر ہوا اوجِ کواکب کا — پریشان ہو گئی فوجِ کواکب
شکست فاش سے بھاگے اک آہ — قمر نے گوشۂ مغرب کی لی راہ
ہوا یعنے سحر کا جب کہ ہنگام — اُٹھے فرش سے جب لچھمن و رام
ہوئی بانگِ طبل آویزۂ گوش — اُٹھے چابک سوارانِ زرہ پوش
پیادے افسر و سردار جاگے — برنگِ طالعِ بیدار جاگے
سنیدہ گند رکھراج درکھنے — بصد چستی سجے ہتھیار سب نے
چلے خوش ہو کے سوئے عرصۂ جنگ — ہوئے مانند صرصر گرم آہنگ
نل و نیل انگد سگریو رکھراج — ہوئے سب لشکر مشرق کی سرتاج
انگد و جاموَنت و بادن و سرب — چلے جوشان خروشان جانب غرب
جتہ اوّل کیسری ہیون حیرار — ہوئے فوج جنوبی کے سپہدار
ببھیکن لچھمن و انگد ہنومان — سوئے فوج شمال آئے بصد شان
شہ راون نے یہ جب سنا غل — اٹھا بستر سے مست ساغر مل

پریشان مضطر و غمدیدہ اٹھا
برنگ فتنۂ خوابیدہ اٹھا

لیے کچھ ساغر صہبائے گلگون
بنی آنکھیں غضب سے ساغر خون

کمال نخوت و طاقت سے جو شان
سو میدان رزم آیا خروشان

برنگ ببر گونج اٹھا جو رن مین
گوزن و گور کانپ اٹھے بدن مین

جما کر اپنی فوج صف شکن وہ
بصد نخوت ہوا یون نعرہ زن وہ

جوانو آج میدان جدل ہے
گرو سیدھا اُسے جس جسکو بل ہے

ہر اک سو سے صف میمون کو گھیرو
برنگ آب خنجر منھ نہ پھیرو

بصد زور آوری سب کو کرو زیر
بڑھو دشت وغا مین صورت شیر

حصول نیکنامی ہے یہان آج
مجھے مدنظر ہے امتحان آج

سر میدان نہ بھاگو ہوکے دلگیر
مقابل سر پہ کھاؤ زخم شمشیر

دکھاؤ زور تن یارو غضب سے
پکڑ لو باندھ لو مارو غضب سے

نقیبون نے ادھر دی بڑھکے آواز
کہ ہان اے فوج میمون سبک تاز

مقام آبرو ہے موقع ننگ
بڑھے جاؤ میان عرصۂ جنگ

ہلو فوج عدو مین تیغ در دست
کرو میدان مین سب کا حوصلہ پست

سنی جب یہ صف میمون نے آواز
بڑھے دشت وغا مین حسب انداز

ملے سب صورت پیل سیہ مست
مچایا فتنۂ محشر سر دست

کہین خنجر برنگ برق چمکا
تبر خون عدو مین غرق چمکا

کسی کوتل سنے جھٹکا صورت گرد
کف پا سے ملے لاکھون جوانمرد

مچا دی جاکے دھوم نے کہین دھوم
غبار آسا کیا لاکھون کو معدوم

کسی کو کیسری نے جا کے مارا | کسی کو نیل نے جھنجھلا کے مارا
بہا بیر دلاور نے پہونچکر + | کیا برپا کہین ہنگامِ محشر
کسی کو پنجہ و دندان سے کاٹا | کسی نے خون ستمگارونکا چاٹا
کہین انگد نے کی زور آزمائی | دکھائی تیغ بران کی صفائی +
شہ میمون نے توڑا سر کسی کا | اڑایا سر برنگ پر کسی کا
جو دیکھا سر در لنکا نے یہ رنگ | یکایک شکل آئینہ ہوا دنگ
کیا سحر و طلسم و فن ہویدا | کیے لا انتہا راون ہویدا
ہر اک صہبائے نخوت سے سیہ مست | بھڑا ایک ایک میمون سے زبردست
کسی پر گرز چمکایا کسی نے | دکھایا تیغ کا سایا کسی نے
کوئی جوشان گیا پیش بہابیر | کسی نے نل پہ مارا سہم کر تیر +
کسی نے بڑھکے انگد پر کیے وار | کسی نے نل پہ کی تیرونکی بوچھار
کسی نے گرز مارا کیسری پر + | تبر چمکایا سگریو جسری پر
کوئی انگد سے تھا سرگرم کشتی | دکھاتا تھا کوئی طرزِ درشتی
چنداول کو کسی نے جاکے گھیرا | میانِ رزمگہ چھایا اندھیرا +
نمید و کیسری رکھراج باون + | ہوئے سب مبتلائے سحر راون
نکلکر دام سے کیونکر جوان جائین | کرین کیا کسطرف جائین کہان جائین
جو دیکھی گرمی بازار تزویر + | وہین مارا جنابِ رام نے تیر +
وہ راون تھے جو پیدا سحر و فن سے | مٹے سب ناوکِ جادو شکن سے
ہوئے شاد انگد و نیل و ہنومان + | شہ میمون کی آئی جان مین جان

رہائی پنجۂ غم سے جو پائی ✓ ہوئے پھر برسرِ زور آزمائی
بلے لچھمن کبھی صف میں بصد جوش کہیں گند و نیل گرز بر دوش
بڑھے یاون کہیں کرتے ہوئے پل کہیں انگد کہیں دھومر کہیں نل ✓
ہوئی غائب سپاہِ خرس و میمون ہزاروں کو کیا آغشتۂ خون
سیان فوجِ دشمن پل کے مارا عروسِ فتح سے مل مل کے مارا
سُنا جب سرورِ لنکا نے یہ غل تو بل کھایا اُلجھ کر مثل کاکل
کیے پیدا براہ سحر و تزویر ہزاروں جاموَنت انگد مہا بیر
ددبدہ نیل و گنید و کیسری سب بھبھیکن شاہ سگریو جری سب
وہی تھی صورت اصلی وہی بات عجب تھا نقشۂ سحر و طلسمات
مطابق تھی سراسر اصل سے نقل کہ تھی حیران نگاہِ دیدۂ عقل
وہ سب لے لیکے فوج سرفروشان حضور رامچندر آگئے خروشان
جناب رام نے عقل و ہنر سے مٹایا سب کو تیرِ تیز پر سے
گھٹا جادو کا بل بگڑی لڑائی بد اقبالی نے یہ صورت دکھائی
گریزان سب ہوئی فوجِ ستمگار پریشان صورتِ زلفِ سیہ کار
گئے لنکا کو نالان صورتِ ابر سراسر پُرزے پُرزے دامنِ صبر
ادھر سب فوج منصور و مظفر پھری خیمون کو اپنے شاد و خوشتر
جناب رام نے فضل و ہنر سے کیا لشکر کو بالا مال زر سے
جو کی سب پر نگاہِ مہربانی ہوا حاصل متاعِ شادمانی
ہم آغوش طرب تھے صف شکن سب گھٹا درد اور بھرے زخم بدن سب

روز سوم جنگ کرنا راون کا اور شکتی بان مارنا لچھمن جی پر اور شفا پانا انکا

خیال رام لچھمن حرز جان ہو صفت مین جوش پر طبع روان ہو
کھلا جب غنچۂ صبح مباہی اُٹھی خندان سپاہِ بادشاہی
اُٹھے سب بستر راحت سے سردار سجے حسب قواعد تن پہ ہتھیار
صفین اپنی جما کر رن مین آ گئے برنگ شیر غرّان بن مین آ گئے
فراہم کر کے دل بر خاستہ فوج اُدھر راون نے کی آراستہ فوج
نفیر و کوس قرنا نے کیا شور طبل بادل سا وان گرجا بصد زور
بھڑے میمون و راچھس لیکے شمشیر ہوئے جوشان جوان و کودک و پیر
پیادے سے پیادے دوش بر دوش سوئے راون سواران زرہ پوش
کسی نے برق وش چمکایا بھالا اُلجھ کر مثل گیسو بل نکالا
کسی نے تیر سے مارا کسی کو سر شمشیر سے مارا کسی کو
کہین تیزی پہ شمشیر دو سر تھی سنان خون تن اعدا مین تر تھی
ہوا از بس پریشان جنگ بدذات بچھایا دام تزویر طلسمات
جو تھا بدکار آتش جفا کش لگا دی دامن صحرا مین آتش
سراسر شکل بیدردی دکھائی کبھی گرمی کبھی سردی دکھائی
کیے پیدا ہزاروں خرس میمون سر گردون سے برسایا کبھی خون

کبھی اوج فلک پر اڑ کے پہونچا
برنگ گل گریبان چاک ہو کر
کبھی مانند صرصر خاک اڑائی
کبھی ظاہر کیا دریاے زخار
کبھی سانپ اسنے ابھار کر دکھائے
جو دیکھا شعلۂ تزویر تابان
کمان سے تیر سحر افگن کیا سر
غریق غم ہوا جس دم سیہ کار
بصد زور شجاعت تن کے پہونچا
بہت کی سر پہ زلف آسا چڑھائی
اڑا اوج فلک پر دیکے دھوکا
لگائی سینۂ لچھمن پہ شکتی
یکایک درہم و برہم ہوئی فوج
ہوا برپا جہان مین ماتم عام
رخ لچھمن پہ حسرت سے نظر کی
وہین بوٹی سنجیون آگئی یاد
ملی بوٹی جو وہ زخم بدن مین
شفا نے نسخۂ لچھمن کو چوما
اراکین آکے لچھمن سے ملے سب

برنگ آب خنجر مڑ کے پہونچا
ہوا غالب کبھی غمناک ہو کر
فلک کانپا زمین چکر مین آئی
کیا روے سحر کو تیرہ و تار
کبھی آتش فشان اژدر دکھائے
جناب رام چندر آئے شتابان
مٹایا نقشۂ جادو سراسر
بڑھا آگے برنگ بحر زخار
خروشان سامنے لچھمن کے پہونچا
مگر سایہ کی صورت منہ کی کھائی
دکھایا صرصر آفت کا جھوکا
ہوئی طاری جہان پر تیرہ بختی
مچا غوغا غریق غم ہوئی فوج
سر بالین جا پہونچے سری رام
برنگ ابر باران چشم تر کی
منگائی خیمۂ شاہی سے دلشاد
بہار جاودان آئی چمن مین
ہماے فتح و نصرت سر پہ گھوما
خوشی سے غنچۂ خاطر کھلے سب

ہوئے پھر صف شکن آمادۂ جنگ
کہ ہر دم تھا سرور بادۂ جنگ
گنید و انگد و لچھمن مہابیر
لیے فوج عدو میں لیکے شمشیر
مچایا فوج اعدا میں تلاطم
کیا ابتر بہ رنگ فوج انجم
پریشاں فوج راون ہو کے بھاگی
متاع جان سراسر کھو کے بھاگے
جو زندہ رہ گئے باقی سیہ کار
سوئے لنکا گئے با دیدۂ زار
ادھر سب فوج منصور و خوش اقبال
پھرے خیموں کو اپنے فارغ البال
جو دیکھا رام نے چشم کرم سے
چھٹے سب حلقۂ درد و الم سے
دئے مرہم بہت سے زخم کاری
شفا نے آ کے کی خدمتگزاری

ببھیکن اور سگریو وغیرہ کا درخواست کرنا راجہ رامچندر سے واسطے قتل راون کے اور اقرار کرنا اُن کا

سری رگھبر قلم ہو عنبر افشاں
سدا ہو تختہ کاغذ زر افشاں
پڑا جسدم حجاب ظلمت شب
بسوئے خیمہ گہ افسر پھرے سب
ببھیکن انگد و لچھمن مہابیر
گنید و بادل فرخندہ تقدیر
ہوئے آ کر قدمبوس سری رام
کیا حاصل شرف عزّ و اکرام
فراغت خواب خور سے جبکہ پائی
سپہداروں نے کی عقل آزمائی
ہوئے آ کر شریک جلسۂ بزم
لگے سب مشورہ کرنے پے رزم
ببھیکن اور سگریو تکو نام
ہوئے یوں حرف زن پیش سری رام

تنگ آگئے ہیں دل دست عدو سے
پریشان ہیں فساد چار سو سے

نہیں گو سر فروشی میں تامل ہے
وفا یا گرمجوشی میں تامل ہے

کریں صدقہ متاع جسم و جان تک
مگر جوشِ وفا کب تک کہاں تک

مہاراج آپ کیسے کرتے نہیں زیر
بہت کشور کشائی میں ہوئی دیر

ابھی تک کچھ نہیں جوشِ غضب ہے
عجب ہے کیا تامل کا سبب ہے

کہا اے شاہ میمون وفا کیش ہے
مجھے تیر افگنی میں ہے پس و پیش

سیا کا ہر گھڑی راون کو ہے دھیان
وہ ہیں دلمیں بدن میں جسطرح جان

تصور سے کبھی غافل نہیں ہے
کشیدہ مثل دامن دل نہیں ہے

لہذا ہے برون از حلقۂ موت ہے
کسی صورت سے ہو سکتا نہیں فوت

سری سیتا ہمارا نصف تن ہیں
جو ہم تن ہیں تو سیتا پیرہن ہیں ملو

میان چشم و دل ہے جا سے سیتا
تصور ہے جبین فرسائے سیتا

کروں سر تیر اگر اس صف شکن پر
تو صدمہ ہو سری سیتا کے تن پر

ادھر جب خستہ درد جگر ہو
یہ سیتا مری یاں چشم تر ہو

مجھے غم ہو تو اور اک سیر ہو جائے
جہان کا خاتمہ بالخیر ہو جائے

سبب یہ ہے کہ سب مجھ سے جہان ہے
بپا قصر زمین و آسمان ہے

غرض تیر افگنی کو اے جوانمرد
مجھی کو ہے بباطن حاصل درد

کروں بالفرض گر صدمہ گوارا ہے
قیامت ہو جہان میں آشکارا

کہ یعنی ایک سر کاٹوں جو رن میں
ہزاروں سر ہوں راون کے بدن میں

تپ غم سے کیا تھا جسگھڑی دھیان
دیا تھا تب سداشیو جی نے بردان

کیے ہین آرزین جتنے گل تر — بہم ہون وقت حاجت اسقدر ہر
سوا اسکے ہے درپردہ سبب اور — وہ ہے جسکے ہم آغوش طرب اور
امرت اس فتنہ گر کی ناف مین ہے — عیان مطلب دل شفاف مین ہے
اسی باعث سے ہے بیبیم وہ سفاک — نہین ہوتی قباے زندگی چاک
غرض ہر طرح بیخوف و خلل ہے — گلو تک نارسا دست اجل ہے
مگر سہوا جو سیتا کا چھٹے دھیان — تو قتل راچھس سرکش ہو آسان
اسی ساعت پڑے تیر آشکارا — روان ہو ناف سے امرت کی دھارا
چھٹے دھیان اور مٹے امرت کی تاثیر — تو ہو راون اسیر حلقۂ تیر
بھبھیکن نے کہا اے صاحب شان — جو تم چاہو تو سب مشکل ہو آسان
کروگے جب کہ بیہم دار پر وار — پریشان خود بخود ہوگا ستمگار
رہے گا جامۂ تن کا نہ جب ہوش — خیال جانکی ہوگا فراموش
سوا اسکے سیا خود نکتہ بین ہین — عیان دل پر امور دلنشین ہین
دم قتل ستمگار صف آرا — کرین گی دامن دل سے کنارا
قدم سر کا مین گی راون کے دل سے — کرینگی خود وہ دوری متصل سے
اسی ساعت براہ عقل و تدبیر — عدو کو کھینچے گا کشتۂ تیر
کہا ہنسکر کہ خیر اچھا بہت خوب — یہی کل ہوگی تدبیر خوش اسلوب

مارا جانا راون کا اور آنا سری جانکی جی کا اسوگ باٹکا سے اور شہادت دینا دیوتون کا واسطے تصدیق عفت کے اور تخت نشین ہونا بھبھیکن کا لنکا مین راجہ رامچندر کے حکم سے

ہمیشہ حرز جان ہو رام کا نام
کہ ہو حاصل متاع عزّ و اکرام

شکستِ فاش جب راون نے پائی
پریشانی سے سر پر خاک اڑائی

دوان سوے پرستش گاہ پہونچا
بہ فرط صدمۂ جانکاہ پہونچا

زبس رو رو کے کی فریاد و زاری
گھِسا ماتھا بہ فرط بیقراری

ہوا رو رو کے سرگرم ہون آپ
برائے حاصلِ مطلب کیے جاپ

بھبھیکن نے خبر دی اے مہاراج
پرستش گاہ مین راون گیا آج

مبادا جگ اگر ہو جائے پوری
نہ ہو پھر قربتِ مطلب سے دوری

نہ شک یعنی وہ ہنگام جدل ہو
عدو بین کامرانی ہم بغل ہو

اگر زرا تو کسی پہلو سے ہل جائے
کنارا قلزم مطلب کا مل جائے

سُنی جب دم بھبھیکن کی یہ تقریر
چلے شتی کیسری نندن جہانگیر

درِ معبد پہ پہونچے جست و چالاک
کیا سب پہرے والون کو تہ خاک

سرانجام پرستش کو مٹایا | بہایا ہر طرف کھایا لٹایا
کمانِ زور سے راون کو کھینچا | درِ معبد تلک دشمن کو کھینچا
جو پایے راچھس پرجوش سر کا | اڑا مرغِ تحمل ہوش سر کا
گرج کر بس برنگِ ابر لپکا | پریشان مضطر و بے صبر لپکا
ہوا دے کر ہوئے لیکن ہوا وہ | اٹھے ہمصورتِ پیکِ صبا وہ
ہر اک سو جستجو کی غل مچایا | بہا بیر دلاور کو نپایا
بہ فرطِ غم ستمگارِ بد آہنگ | دوان آیا میانِ عرصۂ جنگ
ہجومِ راچھس بدکیش ہمراہ | بشیر و جملۂ خیر اندیش ہمراہ
خبر پہونچی میان فوج شاہی | مسلح ہوگئے فوراً سپاہی
نل و باون گنید و انگد و نیل | میان رزمگہ آئے بہ تعجیل
جیندا ول کیسری دھوم ہنومان | بڑھے گرز گران لیکر بصد شان
مسلح جملہ لشکر کے سپاہی | ظفر تھی ہمرکاب فوجِ شاہی
خوش اقبالی تھی قبضے مین ظفر پاس | شگون نیک تھے پیش و چپ و راس
مبارک ساعت و روز و سہرہ | عجب روزِ دل افروز و سہرہ
چڑھے رتھ پر جناب رام و لچھمن | جلو مین جملہ سردار صف افگن
بھبھیکن شاہ سگریو جری ساتھ | نل و نیل و گنید و کیسری ساتھ
زمین نازان ہوئی فرط طرب سے | تو چوما پایۂ خدمت ادب سے
ہوئے صدقہ مہ و خورشید خاور | فلک خود ہو گیا سر پر نچھاور
غرض پہونچی جو سب فوج خوش آہنگ | ہوئی دونون طرف سے آتش جنگ

بڑھی دریا صفت فوج خوش اقبال — ہزارون کو کیا دم بھر مین پامال
روان تھا رزمگہ مین چشمۂ خون — شنا در تھے دیت اور خرس و میمون
رئیس راون کو تھا جوش حرارت — بڑھا میدان مین از راہِ شرارت
ازل سے خوشۂ مطلب کی تھی تاک — مقابل رام کے آیا غضبناک
ہٹا پیچھے نہ میدانِ جدل سے — دکھائے شعبدے جادو کے بل سے
لیا لب تھا جو جامِ زندگانی — وہ دم تھا اختتامِ زندگانی
اجل سے بس نہین چلتا کسی کا — مچا ہے شور و غل ہر دم اسی کا
مقابل جیسے وہ آ پہونچا سیہ کام — زمین پر رتھ سے صاف اترے سریرام
کمان نے کی رسائی تا بناگوش — لب سوفار نے چومے بر و دوش
کیا اک تارکِ آتش فشان سر — تن اُسکا قلزمِ خون مین ہوا تر
گرا فرشِ زمین پر صورتِ کوہ — ہوا پس یاد دیوتون کا سب انبوہ
کہین تاج اور کہین دھڑ تھا کہین فرق — سراسر خون مین تھا عضو بدن غرق
گرا جس دم زمین پر وہ صف آرا — کیا نظارِ قدرت کا نظارا
حقیقت مین جو تھا اخلاص اُسکو — نظر آیا جمالِ خاص اُسکو
بباطن پھر ہوا یون مدح خوان وہ — عنادل کی طرح رطب اللسان وہ
کہ اے گلچین گلزارِ دو عالم — خطا بخش گنہگارِ دو عالم
تمہین سے تازہ گلزارِ جہان ہے — کھلا باغِ زمین و آسمان ہے
مبرا ہے خطا سے ذاتِ اقدس — نہین پرچھا کو معلوماتِ اقدس
دعاے بد سے سنکادک کی ہیہات — ہوا راکچھس مین اے بحرِ کرامات

ہوا مین بر سر زور آزمائی ۔ کہ تا ہو اس تن بد سے رہائی
عزیز و اقربا خویش و بیگانہ ۔ زبردستی کیے رن کو روانہ
کہ پھر ہرگز نہ وقت ایسا ملے گا ۔ کہ اُن کا غنچۂ مطلب کھلے گا
زہے طالع زہے قسمت زہے بخت ۔ کہ دستِ پاک سے چھوٹا تنِ سخت
متاعِ راستی پایا کجی سے ۔ ملا نیکی کا پھل نخل بدی سے
حقیقت مین وہ راون نکتہ در تھا ۔ فہیم و قدر دانِ شاستر تھا
ازل سے جیہہ سیا لے جانکی تھا ۔ فدائے نقش پائے جانکی تھا
سیا کا گوشۂ دل مین قدم تھا ۔ اسی سے قالبِ خاکی مین دم تھا
لہذا قتل نہ ہوتا تھا دم رزم ۔ نہ تھا فیض تصور سے غم رزم
سیاجی نے وہ جب سر کا لیے پاؤن ۔ تو نخل مرگ کی سر پر ہوئی چھاؤن
غرض مارا گیا راون جو رن مین ۔ تو پھولے خرمی سے میمون پیرہن مین
مبارکباد کی ہر سو مچی دھوم ۔ ہوئے خندان جوان و پیر و معصوم
ہوئے خندان جنابِ اندرجی مین ۔ مچی دھوم اندرلوک امراوتی مین
مٹی خلقت کے چہرے سے اداسی ۔ بدن مین پھول اُٹھے کیلاش باسی
بدل برہما کبیرا اور اندر سنکاد ۔ نویدِ فتح سُن سُنکر ہوئے شاد
مٹی سب کے کلی باغِ جہان سے ۔ ہوئی پھولون کی بوچھار آسمان سے
اِدھر تو جشن سلطانی بپا تھا ۔ تلاطم فوج راون مین مچا تھا
سیہ دل لاشۂ راون کو تکسر ۔ سوئے لنکا گئے با دیدۂ تر
پڑا اسر پر جو بار درد جانکاہ ۔ کیے مندودری نے نالۂ و آہ

برنگ گل وہ پھاڑی تن کی پوشاک
گریبان کو تپ غم سے کیا چاک
غرض لاشہ کنار قلزم تر لے
چلا یا حسب آئین مقرر
بوقت احسن فرخندہ اطوار
کیا سکھپال مین سیتا کو اسوار
جلو مین جملہ سرداران نامی ہے
وہ دان پیدل تمامی اہتمامی
بھبھیکن جامونت انگد عیپ راس
لٹاتے گوہر و یاقوت و الماس
گنید و کیسری دھوم تھے ہمراہ
چنور جھلتا تھا سگریو ہوا خواہ
غرض با کرّ و فر لاکر سواری
میان محفل اقدس اتاری
ہر اک افسر قدم چھونے کو آیا
بڑھا یا سب نے پابوسی سے پایا
ہوا محجوب سے گو مجمع عام
زبان سے پر نہ کچھ بولے سری رام
خبر پوچھی نہ فرمایا تبسم
نہ لب پر زینہار آیا تبسم
لیے رفع غبار اعتراضی
ہوئین سیتا قسم کھانے کو راضی
لیے تصدیق عفت بہر آئین ہے
میان چشمۂ آتش در آئین
ہوئی تاب اگن مین شکل مایا
مگر نور مجسم باہر آیا ہے
نہ آنچ آئی سری سیتا کے تن پر
نہ داغ آیا سر مو پیرہن پر
سری سورج نے کی تصدیق پاکی
شہادت چندرمان جی نے ادا کی
گواہی دی برہج اہل فن نے
برن نے اندر نے جم نے جون نے
شہ دسرتھ نے دی عرش سے آواز
کہ ہان بے عیب ہے یہ مائی ناز
نہ سمجھا کوئی اسرار حقیقت
کہ تھا گرمی یہ بازار حقیقت
بھابیر انگد و لچھمن نہ سمجھے
یہ تقلید لباس تن نہ سمجھے

کیا سیتا نے ایفاے قسم جب
تو پہلو مین جگہ دی رام نے تب

ببھیکن پھر میان محفل عام
ہوا آکر قدمبوس سری رام

گذارش کی ادب سے اے مہاراج
خطاپوش جہان بخشندۂ تاج

تمامی ساکنان شہر لنکا
قدمبوسی کی رکھتے ہین تمنا

زہے قسمت زہے تقدیر یاور
کہ آپ آئے کنار قلزم تر

قدم رنجہ اگر فرمائین وان آپ
تو سب کے فیض درشن سے کٹین پاپ

نہ پھر ہوگا فروغ کوکب بخت
مشرف ہونگے سب درشن سے یک لخت

کہا گو ہے ہواے سیر لنکا
ہوس اک ہے براے سیر لنکا

مگر تا انقضاے چاردہ سال
نہین بستی مین جا سکتا بہر حال

کہا لچھمن سے پھر اے نیک تدبیر
کہ تم اور شاہ میمون اور مہابیر

سو لنکا روان ہو شاد و مسرور
تردد تا دل خلقت سے ہو دور

تسلی دیکے سب کو بادل شاد
نئے سر سے کرو لنکا کو آباد

ببھیکن کو بٹھاو تخت زر پر
رکھو دیہیم شاہی اسکے سر پر

کمال عقل و دانش پروری سے
کرو ہمدوش اسے سکندری سے

کرو سب انتظام کار شاہی
کہ پھر ہو رونق دربار شاہی

اسی دم حسب ارشاد سری رام
سو لنکا ہوئے لچھمن نیک گام

میان غل آمد آمد کا ہر اک جا
تو دوڑے ساکنان شہر لنکا

قدمبوسی کو آئے مرد و زن سب
بچشم و سر ہوئے نظارہ زن سب

قدم پر کی ادب سے جبہہ سائی
براے ڈنڈوت گردن جھکائی

بروز احسن و تاریخ انسب
ہوئے حاضر مشیر و کار پرداز
بھبھیکن کو بٹھا لا بر سر تخت
سری لچھمن جتی نے حسب دستور
بھبھیکن کی پھری ہر سو دہائی
ہوا حاصل جو اسکو دولت و گنج
بصد بخشش کیا خوشحال سب کو
سنہ سنگر لچھمن بادل شاد
جناب رام نے دل مین کیا غور
مری خاطر یہ راون سے لڑے ہین
ملے پھر انکو بار زندگانی
ہوئی اک قدرت کامل وہین پر
ہوئی زندہ سپاہ بادشاہی
دقیقہ ہے یہان اک آشکارا
گئے تھے دست اقدس سے جو مارے
ہوئی تارائی اس خاکی بدن سے
سپاہ راچھسان نے جنکو مارا

کیا وان انتظام انجمن سب
ہجوم نغمہ سنجان خوش آواز
دیے سب کو قبا و خلعت و زینت
جبین پر اسکی کھینچا قشقہ نور
ہر اک نے سامنے گردن جھکائی
زبس کی زرفشانی بے غم و رنج
کیا دولت سے مالا مال سب کو
پھرے وان سے کپیس از تعمیل ارشاد
کہ ہے لشکر اسیر حلقہ جور
غریق خون سر میدان پڑے ہین
میسر ہو بہار زندگانی
امرت آکاس سے برسا زمین پر
رہے بیجان وہ راون کے سپاہی
رخ وحدت کا ہے جسکے نظارا
زمین سے جانب گردون سدھارے
چھٹے سے درد و غم آواگون سے
انہین نے زندگی پائی دوبارا

آنا راجہ دسرتھ کا سرلوک سے واسطے ملاقات رام و لچھمن کے اور پھر تشریف لے جانا

جناب رام کا ہر دم رہے دھیان — ہو تا حل مشکل لاحل کا آسان
ہوا جب شہرہ آوازۂ فتح — سنی سب نے نوید تازۂ فتح
سری دسرتھ شہنشاہ نکو نام — ہوئے مشتاق دیدار سری رام
اسی دم حسب ارشاد دھرم راج — چلے مندر سے وہ زینت دہ تاج
بیان زیبا باشان مباہی — ہوئے وہ عالم بالا سے راہی
لیے خدمتگزاروں کا پرا ساتھ — لیے طاعت ہجوم البشرا ساتھ
گرے آکر قدم پر لچھمن و رام — ہوا اک حلقہ افگن مجمع عام
شہنشاہ اودھ نے مسکرا کر — لگایا انکو سینے سے اٹھا کر
خوشی خاطر نے چین آنکھوں نے پایا — متاع نور عین آنکھوں نے پایا
مشرح سنکے سب کیفیت جنگ — ہوئے سوے فلک پھر گرم آہنگ

پھر آنا رام اور لچھمن کا مع فوج لنکا سے جودھیا کو اور جانا ہنومان جی کا اور خبر کرنا بھرت جی کو

سری رگھبر عنایت ہو بہر حال — کہا نے سنیا تا کھولے پر و بال

سشیہ سگر یو سے بولے سری رام
کرو تیاری عزم سفر جلد
زبس سیر وطن کی ہے مجھے چاہ
ہوے ہین یان مقام اتفاقی
ہوا لشکر خبر سن سن کے تیار
بھبھیکن جاموَنت انگد نکو نام
سر پشپک پہ بیٹھے باتجمل
نل و نیل و گنید نکتہ در سب
سوار توسن و پیل و عماری
سپہدار و سوار و افسر فوج
جناب رام نے کی مہربانی
خیال آیا کہ پھر ایسی میادا
کرین پل سے عبور قلزم شور
اسی اندیشہ و وہم گمان سے
بھبھیکن سے کہا اے صاحب تخت
خوشی سے جاکے لنکا مین کرو راج
رعیت کو کرم سے شاد رکھنا
بھبھیکن نے کہا اے مایۂ نور
تمنا ہی رہون خدمت مین تا اب

کہا اے دانشور فرخندہ فرجام
روان ہو صورت باد سحر جلد
بھرت جی دیکھتے ہون گے مری راہ
وفا کے وعدہ مین دو دن ہین باقی
چلے مانند موج بحر زخار
سری سیتا سری لچھمن سری رام
ہوئی باغ فلک سے بارش گل
جلو مین تھے لیے تیغ و تبر سب
ارا کین جملہ ہمراہ سواری
سمندر پار آئے صورت موج
کرم بخشی سے کی گوہر فشانی
کرین لہرا کے شورش کا ارادا
ستائین اہل عالم کو بصد زور
کہ اس پل کی توڑی درمیان سے
نہ ہو دل زیست کے صدمہ سخت
رہے سر پر ہمیشہ جلوۂ تاج
جہان کو عدل سے آباد رکھنا
قدم سے آپکے ہونگا نہ مین دور
اطاعت مین کرون صرف اپنی اوقات

کیے مجھ پر کرم سے سر بسر لطف
دیا اور رنگ شاہی بیغم و باک
سرافرازی ہوئی حاصل نہایت
ازل سے پشت طاعت ہے خمیدہ
غرض جب کلمۂ رخصت نہ مانا
اجودھیا رہ گئی باقی جو کچھ دور
بھرت جی کو کرو تم جا کے آگاہ
قدم چھو کر چلے فوراً ہنومان
کہا آکر بھرت سے لو مبارک
مبارک ہو تو یہ مقدم رام کا
سری لچھمن سری سیتا ہیں ہمراہ
بھرت کے سنتے ہی جان آئی تن میں
یکایک مژدۂ مقدم جو پایا
کہا اس مژدۂ عشرت کے قربان
وہ لب چوموں یہ نکلی بات جس سے
کبھی تم سے نہیں میں عہدہ برآ ہوں
مجھے دی عشرت تازہ یہ تم نے
بھرت جی کو خبر دیکر اسی آن

نوازش پر نوازش لطف پر لطف
کیا مجھکو جہاں میں خاک سے پاک
ادا کب ہو سکے شکر عنایت
کہ ہوں میں جان نثار زرخریدہ
ہوئے لیکر بھبھیکن کو روانہ
یوں سب سے کہا تب ہو کے مسرور
کہ ہو گئے منتظر وہ برسر راہ
اجودھیا میں ہوئے داخل بصد شان
مبارک ہو مبارک ہو مبارک
بر آئی سب امید مقدم رام
ہم آغوش ظفر ہیں حسب دلخواہ
نہ تن پھولا سمایا پیرہن میں
گلے سے انکی پشت کو لگایا
تن پژمردہ میں جس سے پڑی جان
ہوئی آمد کی معلومات جس سے
مگر ممنون احسان عمر بھر ہوں
صلہ میں جو تمہیں بخشوں وہ کم ہے
رکاب رام میں گئے ہنومان

آغاز اوتر کانڈ استقبال کرنا بھرت اور سترگہن کا اور داخل ہونا رام لچھمن کا شہر اجودھیا میں اور گلفشانی کرنا دیوتوں کا

جناب رام و لچھمن کا کرم ہو
سیا جی کی عنایت دمبدم ہو
بھرت نے مژدۂ مقدم جو پایا
تو سب کو قصۂ عشرت سنایا
اجودھیا میں یکایک مچ گئی دھوم
بدن میں پھول اٹھے سب پیر و معصوم
عزیز و مومنین ہمدم ہوئے شاد
ہوئے ویرانۂ خاطر سب آباد
ہوا خلقت کا باغ زندگانی
پڑا سوکھے ہوئے دھانوں میں پانی
بنا کی ہر طرف بزم طرب تزئین
کیا آغاز رقص فرحت انگیز
کیے سب کوچہ و بازار رنگین
بہ رنگ تختۂ گلزار رنگین
کیے قصر و مکان مرغوب آفاق
رنگے سارے رواق و روزن و طاق
ہوئی تم آئینہ بندی شہر بھر میں
مچا شور طرب ہر اک کے گھر میں
دکھایا دن جو یہ بخت رسا نے
بجے کوچہ بکوچہ شادیانے
خبر یہ آمد آمد کی جو پائی
چلے سب گھر سے بہر پیشوائی
وہ کوشلیا سمترا کیکئی سب
چڑھیں رتھ پر بصد فرط ادب سب
بھرت اور سترگہن دونوں برادر
اراکین و لشکر یکسر برادر
ہجوم فوج با صدق و صفا ساتھ
ہوا خواہ و عزیز و اقربا ساتھ
بھرت اور سترگہن با عز و اکرام
زمیں پر ڈنڈوت کرتے تھے ہر گام

ہوا بس اختر قسمت جو تابان
قدم پر گر پڑے با دیدۂ زار
بھرت کا سر اٹھا کر پشت پا سے
قدم پر کو نثلا کے باصد اکرام
ملے جا کر سمتر اکیکئی سے
ہر اک نے نیکے کا کل کی بلائیں
گئے پیش بششٹ نیک تدبیر
بڑھی آگے سواری با تجمل
لبالب گوہر مقصد سے داماں
زمیں کی جاگ اٹھی تقدیر خفتہ
ہوئی ہر سو بہار لطف و رونق
ہوئے سب فیض مقدم سے شجر سبز
ہوئی جس دم خبر آمد کی معلوم
برائے حاصل نظارۂ رام
یہ تھی کثرت میان شہر و بازار
زن پردہ نشین چڑھ کر لب بام
کوئی غرفے سے زن نظارہ زن تھی
بندھی تھی ٹکٹکی الفت کے مارے
سر اقدس پہ آئین سلف سے

جبین و سر جا پہونچے تا بان
بھرت گرد تن اقدس کئی بار
لگایا سینہ صدق و صفا سے
گرے جا کر جناب لچھمن و رام
قدم پر گر پڑے جوش خوشی سے
جبین و رخ کو چوما دیں دعائیں
ہوئے خویش و اقارب سب بغلگیر
ہر عرش برین پر مچگیا غل
میان شہر خاص آئے خراماں
بیاباں بنگئے باغ شگفتہ
ہوئی رونق نثار لطف رونق
مطرا تازہ و سیراب و سرسبز
چلے اہل تماشا مچگئی دھوم
ہوا کوسوں تلک اک مجمع عام
ہوا کشمکش تھی وقت رفتار
ہوئیں سب محو دیدار سر بام
کھڑی کوئی برنگ ناردن تھی
کوئی جھک جھک کے کرتی تھی نظارے
گل افشانی ہوئی چاروں طرف سے

یہ تھے چار و نطرف پھولون کے انبار
جو دیکھے راچھس و میمون وہ ہر سو
کوئی بولا یہ میمون ہین کہان کے
ہجوم خرس کیون آگئے ہی جوشان
رکاب رام مین راچھس ہین کیسے
یہ سنکر بول اٹھا اک پیر دانا
سنا اک معتبر سے مین نے سب حال
سو لنکا ہوئی فوج اسکی رہبر
جناب رام نے مارا اسے جب
وہی یہ جلوہ گر ہے جانب راس
حضور جھلتے ہین جو سر پہ بصد شان
جلا کر قلعۂ زر کو کیا خاک
وہ میمون ہے جو ہمراہ سواری
یہ انگد ہے جوانمرد خردمند
سو جیتے وہ جو راچھس جلوہ گر ہے
بھبھیکن ہے یہی راون کا بھائی
اسی کو رام و لچھمن نے دیا راج
غرض باتین یہی چار و نطرف تھین
سواری قصر سلطانی تک آئی

ہوا فرش زمین ہمرنگ گلزار
دماغ دل مین حیرت کی بسی بو
قوی ہیکل جری جرار بانکے
روان ہین صورت دریا خروشان
پسند خاطر اقدس ہین کیسے
یہ میمون ہین جو انمرد و توانا
کہ ہے یہ لشکر شاہنشہ بال لو
ہوئی راون پہ منصور و مظفر
سر پہ زر دیا سگریو کو تب
بپاس قدردانی رام کے پاس
یہی ہین کیسری نندن ہنومان
خبر سیتا کی لائے جست و چالاک
روان ہین صورت باد بہاری
یہی ہے بال کا فرزند دلبند
جناب بسرداجی کا پسر ہے
ملا اسکو رسوخ جیہسہ سائی
کیا لنکا پر ہی مین صاحب تاج
روایات خلائق مختلف تھین
تو کی عیش و طرب نے پیشوائی

محل مین جانکی جی کو آتا رہا
ہوئے سب منتظر گرم نظارا

ہجوم جملہ سرداران لشکر
ہوئے داخل میان خیمۂ زر

جناب رام جی سوچے یہ اُسدم
سخن ہی طول مہلت ہے ابھی کم

ہزارون مین جوان و کودک و پیر
مین ہون ایک ایک سے کیتاک بغلگیر

اک امید وفا کوشی ہے سب کو
تمنائے ہم آغوشی ہی سب کو

کیا اک جلوۂ اعجاز پیدا
کیے لاکھون وہ روپ اپنے ہویدا

ملے ایک ایک سے اسطرح پر رام
دیا سب کو متاع عز و اکرام

خبر پہونچی ملے لطف و کرم سے
چھڑایا حلقۂ درد و الم سے

یہ قدرت تھی میان محفل عام
عیان تھے ہر نظر مین ایک ہی رام

ہر اک کو تھا یقین دلمین بصد جوش
کہ ہون مین شاہد عشرت سے ہمدوش

مجھی پر ہے کمال لطف و اشفاق
مجھی پر رام پیش آئے باخلاق

مجھی کو ہے حصول ارجمندی
پھلا پھولا نہال مستمندی

پڑا جسدم حجاب ظلمت شام
ہوئے داخل محل مین لچھمن و رام

ہوئے راحت سے گرم خواب راحت
ہر اک نے کی خوشی سے استراحت

لبین رگھبر میان خانۂ دل
کہ ہو روشن سدا کاشانۂ دل

سحر کو جبکہ شاہنشاہ خاور
ہوا رونق فزا تخت فلک پر

اٹھے خواب لطافت سے سر رام
ہوئے زینت فزائے محفل عام

بوقت نیک و تاریخ خجستہ
ہوئی اقبال و دولت دست بستہ

رکھا دیہیم سلطانی کو سر پر
ہوئے زینت فزا اورنگ زر پر

تلک کھینچا تھا بست نکتہ دان نے
مبارک ہو کہا پیر و جوان نے

گئے سب دیوتا رنج و الم بھول
سر گردون سے برسانے لگے پھول

دکھایا منہ عروس مدعا نے
بجے امرادتی مین شادیانے

نئے سر سے خوشی خلقت نے پائی
اجودھیا مین پھری ہر سو دہائی

خوشی کا جملہ عالم مین ہوا جوش
غم ماضی ہوئے دل سے فراموش

جناب رام نے باخاطر شاد
نئے سر سے کیا خلقت کو آباد

بڑھائی رونق دربار شاہی
ہوئے مصروف کار و بار شاہی

شتر میمون و خرسان و بھبیکن
گئے حسب اجازت سوئے مسکن

آنا اگست جی کا محفل مین اور تعریف کرنا لچھمن جی کی بوجہ قتل کرنے میگھناد کے اور سبب دریافت فرمانا رامچندر کا

رہے یاد سری رگھبر ہر اک دم
نہو جور فلک سے کچھ بھی غم

کسی دن بزم شاہی مین قضا را
اگست آ کر ہوئے خود رونق آرا

مہاراج از رہ اجلال اٹھے
اراکین بہر استقبال اٹھے

ہوئی آرائش محفل دو بالا
جبین و سر کے مسند پر بٹھالا

مہامن نے براہ نکتہ دانی
یہ کی درج دہن سے در فشانی

رئیس تھا حاکم لنکا زبردست
برنگ دیدہ مستان سیہ مست

اسے زور توانائی سے مارا
دکھایا مردوے وحدت کا نظارا

مگر کام آپ ہی کا تھا بہر طور / بلا ٹالی مٹائی گردشِ دور
نہ رام اوتار اگر ہوتا جہان مین / خلل پڑتا زمین و آسمان مین
مگر سچ پوچھیے ہمسے تو اے رام / زیادہ تم سے لچھمن نے کیا کام
برون امکان سے ہین وصف لچھمن / کہ مارا میگھناد ایسا صف افگن
دلیر و صاحب جرأت بڑا تھا / صف آرائی مین راون سے کڑا تھا
غضب تھی آب خنجر کی روانی / کیے دل آتش افشانون کے پانی
مہ و مہر و فلک تھے اُسکے محکوم / مچی تھی تا لبِ تحت الثریٰ دھوم
اُسے لچھمن نے مارا آفرین باد / یہی علم شجاعت کے ہین اُستاد
ازل سے تھی انھین کے نام پر فتح / کھدی تھی قبضۂ صمصام پر فتح
سری رام اُنسے یون بولے مہاراج / بیانِ مختصر فرمائیے آج
پسر مین زور و طاقت گو کہ سب ہے / پدر سے ہو سوا جائے عجب ہے
کرم سے کہیے اے فرخندہ اقبال / ببھیکن کمبھ کرن راون کا احوال

ذکر پولست جی کا اور پیدا ہونا بسرا جی کا اور ظہور فرمانا کبیر جی کا بھردواج کی دختر سے اور لنکا مین رہنا کبیر جی کا

سری ایشر ادھر بھی مہربانی ہو / ملے توفیق وصف مدح خوانی ہو
کہا مُن نے براہ نکتہ دانی ہو / سُنو آغاز ست جگ کی کہانی ہو
پولست اک تھے برجا پت کے فرزند / زبس تھے نکتہ آموز و خردمند

تپشیا میں سدا مشغول تھے وہ
ریاضت کے چمن کے پھول تھے وہ

کوئی ترنبد نام اک تھا شہنشاہ
سپہر ارجمندی نیر جاہ

حسین اک اسکی دخت نوجوان تھی
عفیف و نکتہ سنج و نکتہ دان تھی

ہمیشہ اپنی ہمچشموں کے ہمراہ
مکان رکھ میں جاتی تھی وہ ذیجاہ

وہان پہرا کے سب گاتیں بجاتیں
بصد جوش طرب موجین اڑاتین

مہامن کی ریاضت میں خلل تھا
سراسر گیسوے طاعت میں بل تھا

غضب سے ایکدن یہ بد دعا دی
شبیہہ قدرت کامل دکھا دی

یہان وارد جو از راہ خلل ہو
اسی دم اسکو آتا پر حمل ہو

قضا را وہ حسین پاک دامان
مکان رکھ میں جا پہونچی خرامان

یہ گل چھو لا دعاے بد کے پہل سے
پھلی وہ گلبدن بار حمل سے

کمال درد سر سے گئی گھر
مگر آئینہ آسا دل میں ششدر

پدر سمجھا کہ بے تقصیر ہے یہ
دعا کی سر بسر تاثیر ہے یہ

خطا دیکھی نہ جب اس بیخطا کی
بدست نکتہ پرور کو عطا کی

رہی بار مشاغل خدمت وہ گلفام
رضاے خاطر شوہر سے تھا کام

مہامن بھی ہوئے سو دل سے راضی
مٹا سارا غبار اعتراضی

کہا اے طفل نیک انجام ہوگا
ریاضت کش پسر دانا ہم ہوگا

وہ بیٹا اور پوتا دونون کو یک تخت
کریگا پرورش وہ صاحب بخت

ہوا پیدا غرض طفل نکو ذات
پسر وہ صاحب کشف و کرامات

ہوئے محو ریاضت جاکے بن میں
کھلایا گل ریاضت کے چمن میں

یہان من نکتہ پرور تھے بھردواج
خرد در نکتہ آرائون کے سرتاج

زبس دیکھی تپسرواجی کی پاکی
تو من نے دختر رعنا عطا کی

کبیر اُنسے ہوئے طفل وفا کیش
عقیل و نکتہ آرا دانش اندیش

ہوئی سب پوتون کو عشرت عام
رکھا خوش ہو کے برہما نے کرن نام

سخندان تھے وہ فرخندہ جوان بخت
ہوا صحرا مین محو طاعت سخت

کہا آکر سری برہما نے شاباش
خوشی سے پردۂ مطلب کرو فاش

کہا مجکو نہ دولت کی کمی ہے
مری خود مشت کف مین سمجھی ہے

تبسم کر کے برہما نے کہا خیر
بہم ہو باغ مطلب کی تمھین سیر

ابھی تک اندر تھے جم نفے برن تھے
پے نظم دو عالم کارکن تھے

برائے پرورش اب ہم ہوئے چار
کرین سب کو مے عشرت سے سرشار

یہ فرما کر زبان سے بادل نیک
بصد بخشش دیا لوکپالان ایک

کبیر نکتہ مین آئے پدر پاس
کہی سب داستان بے دردو سواس

کہا اب کچھ ہند اسے زر نہین ہے
مگر پھر سکونت گھر نہین ہے

کہا مین نے میان قلزم تر
بنا ہے خوشنما اک قلعۂ زر

کوئی ترکوٹ پربت مشتہر ہے
وہان لنکا پری سونے کا گھر ہے

بصد عقل رسا و حسن تدبیر
کیا تھا بسوکرمان جی نے تعمیر

دیتون نے زبردستی سے چھینا
کمال نخوت و مستی سے چھینا

زبس تھے فتنہ گر لنکا کے والی
یہ اہم مالوان مالی سومالی

کمال سرکشی سے شر مچایا
زمین و چرخ کو سر پر اٹھایا

ہوئے تب بشن جی آمادۂ جنگ
سوئے تحت الثرا بھاگے وہ دلتنگ
پھنسے دام اجل میں دل قضا را
وہ مالی باغ عالم سے سدھارا
بسر دا جی نے فرما کر یہ روداد
کیا پھر یوں لب شیریں سے ارشاد
بسو لنکا میں جا کر صورت بو
فضا و سبزہ و دریا ہے ہر سو
کبیر نکتہ بیں نے حسب ارشاد
کیا لنکا پُری کو جا کے آباد

پیدا ہونا راون کمبھکرن بھبھیکھن کا اور طاقت پانا عبادت کے زور سے اور جیتنا سب دیوتاؤں یعنی برن جم راجہ اندر وغیرہ کو

خیال رام لچھمن روز و شب ہو
عروس کامرانی لب بہ لب ہو
اگست نکتہ ور ہیں بر سر قال
سنو پیدائش راون کا احوال
سو مالی کو سدا ارمان بد تھا
کبیر نکتہ ور سے حسد تھا
خیال آیا کہ اب کیجے وہ تدبیر
نکالے بد نما ہو پا بزنجیر
وقار و دولت و علم و ہنر سے
برابر ہوں کبیر نکتہ ور سے
کوئی دختر تھی اسکی کیکسی نام
ہوا اگر ہم سخن اس سے وہ ناکام
مناسب ہے کہ اپنی ماہ دل افروز
بسر دا جی کی خدمت کر شب و روز
پسر پیدا ہو بہ فیض مہربانی
کبیر نکتہ ور کا ہو ثانی
غرض وقت ظہور جلوۂ شام
مکاں پر وہ میں جا پہنچی وہ ناکام
بسر دا جی نے فرمایا زباں سے
بیاں کر مدعا آئی کہاں سے

کہا بخشش سے کیجے شاد مجھکو
بہم ہو گوہر اولاد مجھکو

کہا مین نے کہ اے سرمایۂ ناز
کھلا دلپر سراسر پردۂ راز

گذارش کی نہ موقع پا کے تو نے
دعا کی مجھسے یہ وقت آکے تو نے

دیت ہونگے پسر تیرے وہ شہزور
دیکھین گے اہل عالم صورت حور

کہا تب کیکئی نے باندھکر ہاتھ
نہین خواہش یہ تو نکی مجھے ناتھ

تعجب ہے کہ پیدا آپ سے ہون
دیت ہو کر بھی مان باپ سے ہون

کہا پچھلا پسر ہوگا نکو ذات
سراسر واقف رمز کرامات

یہ فرما کر کیا ہمدوش اسکو
جگہ بخشی تہ آغوش اسکو

پس از مدت ہوا ارادن جو پیدا
بلا تھی اسکے سایہ سے ہویدا

قوی ہیکل تڑپ مین صورت برق
بدن مین بیس بازو اور دہ فرق

ہوا پھر کمھ کرن فرزند ثانی
بلا قامت قیامت کی نشانی

تولد پھر ہوئی دخت سیہ فام
جسیم و زشت باطن سپنکھا نام

ہوا پیدا ببھیکن آخری بار
نکو صورت نکو سیرت نکو کار

بڑھے تینون برنگ جوش مادر
میان گوشۂ آغوش مادر

جوانی پا کے زورون پر چڑھے وہ
برنگ موجۂ دریا بڑھے وہ

ببھیکن ابتدا سے تھا نکوکار
گوارا تھا نہ مظلومون کا آزار

مگر ہنگامہ آتش تھا راون
عروس خودسری پر غش تھا راون

ادھر اس کمھ کرن نے شر مچایا
رکھون کو دشت مین چن چنکے کھایا

کبھی ناتہ مین آکے کچھ روز
ہوئے قصر پدر مین جلوہ افروز

کیا ماورتنے راون کو اشارا | کہ ہے یہ قوت بازو تمہارا
نظر آیا جو لطف شوکت شان | ہوا راون زبس دل میں پشیمان
کہا میں بھی بس اب طاعت کے بل سے | ثمر لوں گا گلستان امل سے
یہ کہکر تینوں زور آور چلے ساتھ | گئے قرب مکان گوکرن ناتھ
برائے حاصل نقد سعادت | ہوئے خوش ہو کے سرگرم عبادت
زبس کی کمھ کرن نے طاعت سخت | ہزاروں سال تک سویا نہ یک لخت
رہا پانی کے اندر وہ بد اقبال | برابر پنج اگن تاپی بہت سال
بہت مدت بہ پیش مہر انور | رہا استادہ مانند صنوبر
ادھر راون برائے نقد اقبال | رہا بے خواب و خور تا دہ الف سال
بدل بحر ریاضت میں رہا غرق | چتا پر آسا چڑھائے کاٹکر فرق
ہوئی فرق دہم کی جبکہ باری | زبس کی اختر قسمت نے یاری
برنچ و شب ہوئے واں جلوہ آرا | کیا اظہار مطلب کو اشارا
کہا راون نے میں تنہا جری ہوں | اجل کے حد امکان سے بری ہوں
بآسانی زبردستوں کو ماروں | سدا جیتوں میں جیتے جی نہ ہاروں
دیا پاسخ براہ نکتہ دانی | نہیں ممکن حیات جاودانی
کہا ہو وحش و انسان کی فقط قید | یہی ماریں تو ماریں صورت بید
وہ سمجھا تھا بشر میری غذا ہیں | برائے انطفائے اشتہا ہیں
برنچ و شب علحدے گر قضارا | ہوئے پیش بھبھیکن جلوہ آرا
بھبھیکن نے کہا بے درد و غم ہوں | طریق نیک میں ثابت قدم ہوں

سدا ہر مشکل لاحل ہو آسان | برنج و بشن و شمبھو کا رہے دھیان
دعا دیکر گئے جب کہہ کرن پاس | ہوئی تب یوں تو ان کو صورت یاس
خیال آیا کہ پاکر کامیابی ہے | کریگا سب کو پابند خرابی
اسی دم سرستی آئین ادھر کو ہے | کیا اغوا ز ان فتنہ گر کو
دعا مانگی کہ بخشو خواب آرام ہے | فقط جاگون پے صید دو دام
دعاے دل ہوئی جیس دم یہ مقبول | ہوا راچھس جامۂ تن مین گیا پھول
سمالی بے نوا سنکے آیا ہے | نواسون کو کلیجے سے لگایا ہے
کہا لو دی چراغ آرزو نے | معطر دل کیا عطر کی بو نے
ہمیشہ تھا تہِ تحت الثرا خوف | مٹا بارے جناب بشن کا خوف
تمھین اب ہو براے دستگیری | کہ ہے سر پر وبالِ ضعف پیری
ازل سے قلعۂ زر ہے ہمارا | ہمین ہین مستحق گو ہے ہمارا
ولیکن دیوتون نے عقل و فن سے | نکالا ہم ضعیفون کو وطن سے
عروسِ زر وسے ہو کر ہم آغوش | ہوے تحت الثرا مین جاکے روپوش
مناسب ہے کبیر نکت ور سے | پڑی کو چھین لو آئین تمسے
بصد جوشِ طرب چلکر کرو راج | معرق فرق ثروت پر رکھو تاج
کہا راون نے وہ میری ہین بھائی | نہین لازم طریق کج ادائی ہے
سمالی نے کہا اے صاحب داد ہے | یہ ہین سب کسر اشرکشب کی اولاد
عداوت ہے بہم روز ازل سے | ہر اک پالا ہے موقع پاکے سب سے
ازل سے ہین شجاعون کے یہی کام | بڑھو مارو لڑو پیدا کرو نام ہے

غرض یون جب کہ سمجھا یا بجھایا ۔ تو راون دفعتہً غصے مین آیا
بہت سی اپنی ہمراہی مین لی فوج ۔ چلا لنکا کی جانب صورت موج
روانہ کرکے اک پیک بد انجام ۔ زبانی کہدیا راون نے پیغام
نگرستہ منتظر ہو گوشمالی ۔ نکل جاؤ کرو لنکا کو خالی
دیا پاسخ کبیر باخرد نے ۔ عبث دل مین جگہ کی ہے حسد نے
ہمارا مال ہے راون کا سارا ۔ برادر خرد ہے آنکھون کا تارا
یہ کہکر بسر واجی کے گئے پاس ۔ سنائی سربسر کیفیت یاس
کہا مُن نے وہ ہے جامے سے باہر ۔ کہ ہے پرکالۂ آتش بظاہر
کرو راچھس کو لنکا دیکے راضی ۔ فرو ہو تا فساد اعتراضی
کرو کچھ اپنی جانب سے نہ شر تم ۔ بسو جاکر سر کیلاش پر تم
کبیر خستہ یہ سُنکر بصد یاس ۔ بسے خود بے بسی سے قرب کیلاس
چھٹا یان تخت و اژدون نے کھائی ۔ پھری راون کی لنکا مین دوہائی
بصد جوش طرب سر پر رکھا تاج ۔ شہنشاہان عالم سے لیا باج
کسی دن صورت نخوت پرستان ۔ شکار افگن گئے سوئے نیستان
ملا دان اُسکو نے ناما دیت ایک ۔ گرامی رتبہ و دانشور و نیک
کہا راون نے اے سرمایۂ جاہ ۔ مجھے کر اپنی کیفیت سے آگاہ
کہا مے نام ہون مشہور آفاق ۔ ازل سے ہے علم صناعی مین مشتاق
مجھے سیو تو نے یادل نیک ۔ ہم آغوشی کو دی تھی اپسرا ایک
تولد اس سے ہے اک دخت گلفام ۔ زن نازک بدن مندودری نام

ابھی وہ غنچہ لب ناگفتہ اسے ہے — گل رعنا نہین دل سے جدا ہے
خوشی سے راز سربستہ عیان کر — نشان و نام سے دل کے نشان کر
وہ بولا مین برہمن اصل مین ہون — ابلیس نکتہ ور کی نسل سے ہون
شہاد سے ہے اگن کی حسب دلخواہ — وہین راچھس نے دختر کا کیا بیاہ
خوشی سے دیکے کنیان وان اسکو — دیا اک اپنا شکتی بان اسکو
وہی شکتی بہ فرط بے قراری — دغا مین سینۂ لچھمن پہ ماری
ہم آغوش عروس حسب دلخواہ — سوے لنکا غرض آیا شہنشاہ
حسین اک اپسرا سے کرکے شادی — مثالی کمہ کرن کی نامرادی
بھبھیکن کا بشان عزت و بیاہ ہے — کیا اک دختر گندھرب سے بیاہ
پسر پیدا ہوا اون کے گھر مین — کہ تھی بو سے شرارت جسکے سر مین
سیہ کار و سیہ بخت و سیہ فام — خوشی سے میگھناد اسکا رکھا نام
ادھر اون نے کی مشتاقی جور — مبدل ہو گیا اک نقشۂ دور
زبردستی شہون کو کرکے تاراج — میان قبضۂ قدرت کیے راج
کبیر نکتہ ور نے بادل نیک — بدین مضمون لکھا اون کو خط ایک
متون کے تو نے جب گلشن اجاڑے — خزان بنکر رکھون کے بن اجاڑے
اسی عرصہ مین مین نے کی ریاضت — نکالا گندم مقصود کا ست
[illegible] وجی سہی گوری کے ہمراہ — ہوئے تب جلوہ افگن حسب دلخواہ
مگر مین نے بچشم راس دیکھا — سہی گوری کو لیے دسواس دیکھا
کہا دل مین عجب ڈھیبی کا ہے روپ — کہ ہے پر تو سے جسکی مشعل دھوپ

میان حلقۂ چشم گنہگار ہے — پڑے چھالے اسی دم لے سیہ کار
کر رہین سے بھی نقد اقبال — ریاضت کی قید ہشتصد سال
سدا شیو نے دکھے درشن کرم سے — رہائی دی مجھے قید الم سے
کہا عین کرم سے قرۃ العین ہے — میسر خاطر مضطر کو ہو چین ہے
سنبھل چشم راس سے نکتہ دان ہو — جبین بھگوتی پر چند زمان ہوئے
کہا مجکو یہ کہکر سربسر دوست — بنایا صورت شیر و شکر دوست
مجھے گو رتبہ اعلی ہم سے — تری پر کوتہ اندیشی کا غم ہے
ترے شاکی زمین و آسمان ہین — جرس کی طرح سرگرم فغان ہین
ابھی تک خیریت ہے چشم دل کھول — ستم باز آ آفت نہ لے مول
پڑھا نامہ شہ راون نے جس دم — ہوا گیسو صفت قاصد سے برہم
کہا وہ قربت دانش سے ہین دور — سدا شیو کی عبادت پر ہین مغرور
طرح دی گو بزرگ اپنا سمجھ کر — پر اب دل مین گرہ ڈالی الجھ کر
وہ دانا مرغ مطلب کو یہ جانا — پھنسایا چاہتے ہین دیکے دانا
نصیحت کی چو بے باکانہ تحریر — کرونگا اس خطا پر پا بہ زنجیر
یہ کہکر نامہ بر کا سر تراشا — وہ سر مثل حنا پر ترا تراشا
کمال غصے کی تیاری فوج — سوگیلا اس پہونچا صورت موج
ہوا دردھومرو پاریچ و سارن — لیے چھپا سٹھ کردیا افسر قوی تن
بصد شورش ہوئی باہم لڑائی — شکست فاش جگجتون نے پائی
ہوئے دونون طرف زخمی سیہ کار — بنا میدان وہ خون سے رنگ گلزار

کبیر شکستہ درنے ہوکے دلتنگ
زبس تھی آتش محشر کی تیزی
ہوا زخمی وہ مار تیغ ستمگار
چڑھی تھی لوہے غضب اون کے سرمین
نگہبان نے جو بی راون سے بل کی
وہ دستور کبیر صاحب قدر
گیا رن مین وہ دستور قوی بال
غضب سے دھوم راچھس جڑا گرز
گدا آنسے جو ہارا ہوکے مغموم
ہوا راون زبس دلمین غضبناک
کڑک کر پھر درون خانہ پہونچا
حقیقی قوت بازو سمجھکر
سنبھل غفلت نہ کرس ہوش مین ہو
نہ کر اہل جہان پر ظلم جانکاہ
مگر نہ درون یہ تھا شاہ تنومند
جڑا جھنجھلا کے گرز ایسا جگر پر
لیا پشتک لو ان انکا سر دست
رکا لیکن پوان اڑکر ہوا مین
پر تیغ نکستہ مین بولا کہ اے شاہ

مقابل لشکر اک بھیجا پے جنگ
کہین نیزہ کہین خنجر کی تیزی
گرا سایہ کی صورت زیر کہسار
چلا قیصر کبیر نکستہ در پین
غضب سے دی اسے ٹھوکر اجل کی
دلیر و صاحب جرأت تھا من بھدر
کیا فوج ستمگاران کو پامال
سر دستور دلاتا پر پڑا گرز
گرا دھوم دلاور محیکئی دھوم
کیا دستور دانا کو تہ خاک
ستمگر جیت ڈبے باکانہ پہونچا
ہوئے گویا کبیر نکستہ پرور
کر نقد مدعا آغوش مین ہو
ازل سے عمر ظالم کی ہے کوتاہ
گوارا تھے اسے کب گوہر بند
غشی چھائی کبیر نکستہ در پر
چلا ہمراہ افواج سپہ مست
تعجب تھا دل اہل وفا مین
نہین تو اسکی خاصیت سے آگاہ

کبیر نکتہ در کی ہے سواری ۔ روش مین صورت باد بہاری
کسی کے بل سے ٹل سکتا نہین ہے ۔ بغیر انکے یہ چل سکتا نہین ہے
ہوا راون بہ رنگ زلف برہم ۔ کیا یون عہد و اقرار مصمم
نہ دین شمبھو جو پیشک کو روانی ۔ چکھا دون لذت نامہربانی
اٹھا کر صورت قرطاس پربت ۔ پلٹ دون تختہ کیلاس پربت
بہت سے خرس و میمون تنومند ۔ سر کیلاس پر رہتے تھے خرسند
عدو نے یہ کیا جبر آشکارا ۔ کہ سب کو دشت مین چن چنکے مارا
دعا دی اسکو نندی گن نے فی الفور ۔ کہ ہو راچھس اسیر حلقۂ جور
اسی تن مین ہم اب ہوکر نمودار ۔ کرینگے فوج سرکش کو دل افگار
کہا من نے براہ ہوشمندی ۔ یون سب مین وہی اوتار نندی
نمایان ہوکے بطن انجنی سے ۔ بنایا صید اسے صید افگنی سے
شہ راون نے بھر بے درد و سواس ۔ اٹھایا قوت بازو سے کیلاس
ہوئی اس وصفت جنبش جو جا سے ۔ دبایا شیو نے اک انگشت پا سے
دبے دست عدو زیر تن کوہ ۔ بنی شکل نظر مین شکل اندوہ
بہت سے دست و بازو سر دست ۔ رہا محو فغان شاہ سیہ مست
بہت مدت تک اس عالم مین رویا ۔ سراسر دامن غبرا بھگویا
سدا شیوجی نے کی عقدہ کشائی ۔ تبتک آکر فغان سے دی رہائی
شرارت سے جزا کی حد کو پہونچا ۔ کل آئی جب سر اپنے بد کو پہونچا
کہا من نہسکے فرماتے ہین تب سے ۔ ہوا راون وہ رونے کے سبب سے

چلا آخر رہائی پا کے دل سیر
بنی صحرا مین اک دختِ سرافراز
کہا راون نے لے سرمایۂ نور
ہوئی گرم سخن وہ نکتہ پرور
بہت دریا دلون نے کی مری چاہ
یہ تھا عزم نہان لے جو دِ فراموش
حسد سے ایک راچھس نے قضارا
بے لچھمن اب مین ہون گرم عبادت
ہوا راون یہ کہکر نکتہ پرداز
جری ہون صاحبِ خیل و خدم ہون
مری طاعت سے ہے عالم سرافراز
خیال لچھمن دل سے دور کر تو
کہا تب بید وتی نے کہ بس بس
دل الجھایا جو طول گفتگو نے
اٹھایا اسنے ہاتھ اپنا جو یکبار
سراسر حلقۂ گیسو کے کٹے وہ لٹ
دعا دی یون لب شکر فشان سے
زمین سے ہو کے پیدا بے تامل
یہ فرما کر ہوئی فوراً سیتی وہ

شہانِ عصر کو کرتا ہوا زیر
یہ اسم بید وتی صاحب ناز
مجھے کر اپنی ہمخوابی مین منظور
کہ مین اک رکھ کی ہون دختِ مفخر
پدر نے بحر مطلب کی نہ دی تھاہ
جناب لچھمن سے کیجے ہم آغوش
پدر کو عالم غفلت مین مارا
ملے تا نقد اعزاز و سعادت
مخاطب اپنا نہ کہو اے پیکر ناز
جناب لچھمن سے کس شے مین کم ہون
مفخر ہین حسین نکتہ پرداز
بحشم و حشم مجھے منظور کر تو
کہان تو اور کہان ذاتِ مقدس
پکڑ کر جعد سر کھینچا عدو نے
بنا قدرت سے شمشیر شرربار
قلم کیے تیغ سے ابر آسا گچھے وہ
مٹا دونگی تجھے باغ جہان سے
چراغ نسل گل کر دونگی ترا گل
کہ تھی نورِ جمال جھلکتی وہ

سنا کر قصۂ دلچسپ سارا ہوئے گویا اگست نکتہ آرا
وہی یہ بید ونتی سے نکوکار سری سیتا مہارانی کا اوتار
زمیں سے جلوہ گر ہوکر بصد سوز ہوئیں قصر جناب میں جلوہ افروز
پس از شادی جدا ہوکر مہاراج کیا لنکا کے سرداروں کو تاراج
غرض راون چلا باحسرت و یاس گیا پھر راجۂ مردت کے پاس
وہاں تھا اتفاقاً جگ کا آغاز رکھیشر جلسے تھے شرکت میں ممتاز
عدو کی آمد آمد کا مچا غل برنگ بید کانپ اٹھے جزو کل
جوانان جری یکبار بھاگے پریشان و بچشم تار بھاگے
برائے حفظ جان حسب ضرورت بدل لی دیوتوں نے اپنی صورت
بنے یعنی چراغ دھرم بھی زاغ وہ سرپت بشکل طاؤس سیہ داغ
کبیر نکتہ بیں چڑا برن ہنس یہ دانائی سے بنے وہ کارکن ہنس
کہا راون نے جا کر اے خوش آہنگ سنبھل میں سر پہ آپہونچا ہے جنگ
اٹھا گرز گران لیکر وہ جرار کہا تب ہمنشینوں نے خبردار
مقدم انصرام کار کیجے نہ اٹھکر خواہش پیکار کیجے
اٹھے جاسے تو ہونگے دست و پاشل ملے گا تیغ رانی سے برا پھل
سنا جب یہ تو پھینکے شہ نے ہتھیار جما پھر پرستش چار ناچار
پکارا راون مفسد وہ مارا مری طاقت کا شہرہ سنکر یارا
غرض جوش تکبر سے یہ کہکر چلا آگے وہ منصور و مظفر
کبیر و اندر و یم راج و برن سب ہوئے تشکلیں بدلکر کارکن سب

ہوا راون جہان مین پر شور
تہ دل سے کیا شاہون نے اقرار
اودھ مین پھر شکار افگن گیا وہ
کہا جا کر یہ اسے سردار نامی
مفخر نسل رگھو بنسی مین تھا وہ
کیے راچھس وغا کے بیچ زخمی
طیا پنچہ جل کے اک راون نے مارا
بوقت واپسین رو کر کہا خیر
ہماری نسل مین ہونگے سری رام
ادھر راون اٹھا اوج ہوا یہ
کہا دیکھا تمھین کلفت ہوئی دور
تمھین لشکر یہ دیکھا دل گیا پھول
مناسب ہے کہ اسے شاہ تنومند
نہ دو ایذا البشر کو اسے نکو ذات
ستانے مین ہے بدنامی بہر طور
وغا جم کر کسی ہم جنس سے کیجے تو
تمھین نارد تو ہان شہرت ہوئی فی الحال
کہا لڑنے کو جاتا ہون بہت خوب
کہا نارد نے جا کر جنس احوال یہ

کیے شل سب شہنشاہان پر زور
کہ ہم سب ہین مطیع و حکم بردار
یہ بیٹش راجہ انرن گیا وہ
لڑو یا لکھ کے دو خط غلامی
ہوا جھنجھلا کے سرگرم وغا وہ
پرست و سارن و باریچ زخمی
پھنسا دام قضا مین شہ قضا را
ملے گا خونبہا بے منت غیر
کرینگے تیرا انجام اے بد انجام
سری نارد ملے رستے مین آ کر
سر دل راک دل کو آنکھون کو ملا نور
تجلی لشکر ورد مہا کا گیا بھول
بگوش دل سنو کچھ کلمہ پند
یہ ہین ہر لحظہ پابند صعوبات
یہ ہین خود مبتلا گردش دور
پرن سے اندر سے یا جم سے کیجے
کہ جم کے قبضہ قدرت مین ہی کال
تامل ہے جو انکو دی سے معیوب
ادھر سرپر وہ جا پہونچا تو ہی بالی

عدالت کا وہان تھا محکمہ گرم
سیاہ سے حساب نیک و بد تھا
خلائق تھی سزاوار تلافی رہے
پڑی جب کان مین راون کے فریاد
ملازم جم کے پہونچے صورت شیر
کڑاک کر برق سان کی بارش تیر
سنا جب قصۂ روداد برہم
لیے تیر و کمان و ترکش و تیر
جلو مین انکے اک فوج قوی بال
مجسم کال بھی خود ہو کے جوشان
زمین کانپی فلک پر مچگیا غل
جما یا جنگ نے خونریزی کا یہ رنگ
وہ تھی چارونطرف تیرونکی بوچھار
جو دیکھی کال کی چشم غضبناک
وہ مار پیچ و پرست و سارن و دھوم
مگر پائے قوی راون نے روکا
تن جسم پر براہ کینہ و شر
مقابل جبکہ کال آیا تعب سے
پڑے راون پہ ایسے زخم کاری

مجسم تھے خلائق کے وہان کرم تھے
گنہگارون پہ وقت شد و مد تھا
پیے مجرم نہ تھی شکل معافی
کیا سب نو گرفتارون کو آزاد
سراسر لشکر راون لیا گھیر
ہوئی لیکن نہ کچھ لشکر پہ تاثیر
میان رزمگہ آکر جمے جسم
شجاعت بازو پر مانند شمشیر
غضب سے دونون چشم سرگین لال
میان رزمگہ آیا خروشان
مثال بید کانپ اٹھے جنود کل
کہ دشمن جامۂ تن مین ہوا تنگ
نمایان تھے نہایت کے آثار
گرے غش کھا کے راچھس بر سر خاک
گریزان ہوگئے میدان سے مغموم
دکھایا صرصر آفت کا جھوکا
کیے اک لاکھ تیر جانستان سر
کیے تیراسپہ سر جوش غضب سے
کہ تھے فوارۂ خون تن سے جاری

مگر بل مین نہ بل آیا سر مو
رہا میدان ہیجا سات دن تک
ہجوم دیوتا از بہر گلگشت کو
ہوئی فوج جرہی سب زیر و بالا
دل اقدس ہوا جب درپے قہر
سری برہما نے دیکھا جبکہ یہ رنگ
کہا راچھس یہ بیخوف و خطر ہے
مبادا اگرچہ حربہ نے خطا کی
دگر مارا تو ہو بردان مین بل کو
سنا جب یہ بر تیغ و نکتہ ورسے
ادھر غل ہنسکے راون نے مچایا
چلا پھر بادۂ نخوت سے جوشان
سری پاسک شہ باران کی جنگ
لڑا جا کر جناب بیس جی سے
چلا آگے تو وان دیکھی نئی قوم
غضب سے جاکے گونجا صورت شیر
اُدھر رن مین تھا سب نیکھا کا شوہر
مٹا دی پھر گئی جب زیر افلاک
نگونڈ دیکھی وہان پر اک خوش انجام

وہی تیور وہی چتون وہی خو
دونون سے وہم یکتائی ہوئے حک
خراماں تھا میان دامن دشت
غضب سے جسم نے گرز اپنا سنبھالا
زمین تھرائی کانپا تختہ دہر
تو سمجھا یا براہ عقل و فرہنگ
دعا خود میری مانند سپر ہے
بظاہر ہے حقارت انتہا کی
پڑے وہ دے مین زخمہ شان مین بل
ہوئے جم دفعتہً غائب نظر سے
نصیب دشمنان جم کو بھگایا کو
سوئے تخت الثرا پہونچا خرد نشان
کیا انکو بھی پا مردی سے دلتنگ
دکھائے مارپیچ اپنی کجی سے
دیتون کی بسی تھی کا کئی قوم کو
انھین بھی زور بازو سے کیا زیر
ہوا وہ بھی غریق آب خنجر
برن کے لوک مین پہونچا وہ سفاک
باسیم پاک سر بھی شہرۂ عام کو

اُسی کے شیر سے پُر بحر تر ہے — باسم چھیرسا گر مشتہر ہے
امرت اور چندرمان سب ہین ہویدا — غرض ہین چار وہ تن اس سے پیدا
ملے درشن تو پھر کرمان پھرا وہ — قدم پر انکساری سے گرا وہ
چلا آگے وہ سفاکِ صف آرا — برن نے حکم پر راون کو مارا
برن کے جملہ فرزندان نامی — گئے وان لے کے اک فوج گرامی
بصد جوشِ غضب کی بارشِ تیر — کیا لاکھون ستمگارون کو نخچیر
عدو کا منھ دغا مین لڑکے پھیرا — بہو در دھومر و سارن کو گھیرا
تن راون تھا گو تیرون سے غربال — مگر آنکھین مے نخوت سے تھین لال
وہ مارے ناوک آتش سپر دست — گرے شل ہو کے فرزند برن ست
غشی دیکھی رخونیر جس گھڑی آہ — اٹھا کر لیگئے گھر کو ہوا خواہ
مٹا جب خوف و تسرا لڑکون سے لڑکے — برن کے در پہ جا پہونچے اکڑ کے
کہا کہدو برن جی سے کہ آئین — جو طاقت ہو تو آ کر منھ دکھائین
درونِ قصر سے آئی یہ آواز — عبث ہے شور و غل اے فتنہ پرداز
میانِ محفلِ پرمہا برن ہین — فقط یان اہتمامی کا رکن ہین
سُنا جب یہ تو راون نے کیا شور — غضب کا فی الحقیقت ہے، مرا زور
خبر آمد کی سنکر اشک ریزان — برن جی ہوگئے گھر سے گریزان
یہ کہکر عرش پر بیتاب پہونچا — قریب مہر عالمتاب پہونچا
سپری سورج نے دیکھا جب یہ سرکش — کمالِ غیظ سے برسائی آتش
کہا اسکو سزا سے بر ملا دون — ضیا سے جملہ خلقت کو جلا دون

پھری برہما نے سمجھایا بہ نرمی   مٹائی نیر اعظم کی گرمی
مطیع حکم برہما تھے وہ ذی ہوش   دیا راون کو اپنا حلقۂ گوش
عدو کا اختر قسمت جو تھا راس   ذنب آسا گیا پھر چندرمان پاس
قمر نے دفعتہً چمکائی سردی   زمین سے آسمان تک یخ سے بھر دی
تخلل آگیا کار جہان مین   پڑا اغو غا زمین و آسمان مین
سری برہما نے سمجھایا بصد ہوش   مٹایا ماہ عالمتاب کا جوش
زمین و آسمان جب کر چکا سر   پھرا لنکا کو منصور و مظفر
ہزارون نازنینان نکوکار   زبردستی سے کین پشپک پہ اسوار
بشر کی جلکش کی یا دیوتا کی   اڑائی نشہ مین دختر جو تا کی
کسی نے بل کیا گر مثل شمشیر   کیا اسکو اسیر حلقۂ تیر
وہ سب گل چہرہ اشک آسا رواں تھین   عنادل کی طرح محو فغان تھین
دعا دیتی تھین سب با جان ناشاد   یہ ہو زن کے سبب سے خانہ برباد
شہ لنکا جو پہونچا با تجمل   بغلگیری کو سب دوڑے جز و کل
پرستش راچھسون نے کی ادب سے   ملا درجہ بدرجہ جا کے سب سے
یکایک سب نکھا لنکا مین آئی   دو ہائی دیکے سر پر خاک اڑائی
کہا شوہر مرا میدان مین مارا   کیا ہمشیر پر جبر آشکارا
بنایا بیوہ دلگیر مجھکو   دکھایا غم یہ بے تقصیر مجھکو
کہا راون نے سچ ہے اے نکو ذات   خطا کی مجھ سے یہ سرزد ہوئی بات
عزیز و اقربا کی لے اولی العزم   شناسائی نہین رہتی دم رزم

نہو محو فغان اب بے بسی سے
لچھمن کی ہمراہی مین دلشاد
دیے چودہ ہزار آنکھو نسے تیری
یہ سمجھا کر بر سنیم خسر دانہ
کمالِ زعم سے وہ صاحبِ رزم
وہان پر سیگھناد صف شکن تھا
برنج و صندل و سائیدہ و عود
بدل شاغل تھا فرزند گرامی
غرض دیکھا جو راون نے پسر کو
جنابِ سکر بولے اے جہان گرد
پسر تیرا جری ہے چشم بد دور
جو جگ اس نے کیے ایسے جہان مین
ہر اک نے درجۂ انجام پایا
حصول مدعاے دلنشین ہے
اگر یادش بخیر آئے بہت خوب
عنایت شمبھو نے لا انتہا کی
برائے فتح بخشے اسکو بردان
وہ رتھ بخشا جو اڑ جاتے ہوا پر
ہوا تب حرف زن شاہ بد انجام

خطا کی مین نے نادانستگی سے
خوشی سے کرتو ڈنڈک بن کو آباد
کرینگے روز و شب فرمان پذیری
کیا جو اہر کو صحرا مین روانہ
ہوا رونق فزاے عرصۂ بزم
تپشیا کرکے سرگرم ہون تھا
سر انجام پرستش سب تھا موجود
جناب سکر جی تھے اہتمامی
خوشی دل کو ہوئی قوت جگر کو
جو اگر دون کے ہوتے ہین جو اگر
ہزیمت اسکی نزدیکی سے ہو دور
کہ ہے شہرت زمین و آسمان مین
ہوا مطلب بخوبی نام پایا
مبارک ہو نیا اب جگ ساتوین ہے
قریب ختم ہے کار خوش اسلوب
خوشی سے تامسی مایا عطا کی
دیا دستِ مبارک سے دھنک بان
نظر سے ہو نہان بر نج سمایر
کیا تمنے یہ سکر اچھا نہین کام

دیت اور دیوتون مین زور بل سے
عداوت ہے ہمارا روز ازل سے

ہمارے دشمنون کو اے اولی العزم
دیے آہت جگہ بخشی سپر بزم

غرض اس جگ نے جب انجام پایا
تو راون قصر سلطانی مین آیا

بھبھیکن نے کہا اے نکتہ اندیش
مثل ہے چاہ کن را چاہ در پیش

جو تو نے غیر زن چھینی بصد جور
تری خواہر اٹھا کر لیگیا اور

گیا جب تو پئے صیاد ہی عام
برادر کمبھ کرن کرتا تھا آرام

پرستش مین ادھر تھا راحت عین
مین گھر بیٹھا ہوا کرتا تھا چل سین

دیت مدھ نے براہ حیلہ سازی
اڑا لی تیری ہمشیرہ مجازی

یہ مضمون جب بھبھیکن نے سنایا
شہ راون غضب غصہ مین آیا

کہا دل مین کہ مارون مدھ کو چل کے
ستمگارون کو دون دھکے اجل کے

سلح لیکے سب فوج خوش آہنگ
کرون امراتی مین اندر سے جنگ

یہ کہکر دو ہزار چھوہنی فوج لے
چلا لیکر وہ جوشان صورت موج

سگڈ سارن پر صف شکن ساتھ
سالی نادھتے اور کمبھ کرن ناتھ

در مدھ پر جو پہونچا لیکے شمشیر
قدم پر گر پڑی راون کی ہمشیر

کہا کو طعمہ تیغ شمشیر کیجیے
نہ مجکو بیوہ و دلگیر کیجیے

سنا جب یہ تو باز آیا جفا سے
کیا راضی قبول مدعا سے

لیے ہنگامہ امراتی سا ساتھ
لیا مدھ کو بصد ذی ہمتی ساتھ

چلی جوشان برنگ ابر تر فوج
ہوئی خیمہ فگن کیلاش پر فوج

سے پئے نظارہ لطف شب ماہ
خراماں وقت شب نکلا وہ بدخواہ

بہار جانفزا تھی آب جو سے
بسا تھا بن گل و ریحان کی بو سے

قضارا البشرا اک آربینی نام
نسیم آسا روان دیکھی گل اندام

عدو نے دفعۃً کھینچا بغل مین
کیا اُس نقش اُلفت کو عمل مین

زبس رو رو کے کی تب اسنے فریاد
نہ لے حرمت مری ای خانہ برباد

مین نل کوبر کے زوج حکم جو ہون
کبیر نکتہ پرور کی بہو ہون

بہو باطن کی ہے دخت مجازی
نہو باہم براہ فتنہ سازی

مگر راون جو تھا آلودۂ جوش
ہزل سمجھا سراسر کلمۂ ہوش

ہوئی وہ پیش نل کوبر روانہ
سنایا ظلم راون کا فسانہ

دعا دی پھر جو یہ شاہِ جفا کوش
کسی زن سے زبردستی ہو ہمدوش

عروس ورد کا نظارہ ہو جاے
سر اسکا چھسو مین صد پارہ ہو جاے

چلا لشکر غرض منزل بمنزل
ہوا امرابتی مین جاکے داخل

ہوئی سریت غریق قلزم یاس
گئے مضطر جناب بشن کے پاس

جناب بشن جی سریت سے بولے
زبان سے دفتر گفتار کھولے

پے قتل شہنشاہ زیان کار
رکھین گے جاکے ہم ست جگ مین اوتار

ابھی اقبال راون اوج پر ہے
ہمین خود دور گردش بد نظر ہے

جواب صاف سریت نے جو پایا
گریبان الم مین سر جھکایا

ہوئی آمادۂ تیاری فوج
طلب جلشون کو فرمایا بصد اوج

جو اندرون کے دل پہونچے خروشان
برنگ قلزم زخار جوشان

ہجوم دیوتا پہونچے مدد کو
مٹائین تا فساد شد و مد کو

مسلح جلکش اور گندھرب و کنر | چلے جوشان برنگ قلزم تر
سمالی نام راچھس تھا اولی العزم | جما جا کر میان عرصۂ رزم
کیے جلکشون پر اسنے وار پر وار | ہر اک جانب سے کی تیرونکی بوچھار
مچا محشر یہ میدان جدل مین | ہزارون سو گئے آغوش اجل مین
ہوا بارے سمالی تودۂ خاک | لباس زندگی تن سے ہوا چاک
کیا لشکر نے جب جام اجل نوش | غضب سے میگھناد آیا بصد جوش
جنید اک تھے سری سر کے فرزند | میان رزمگہ آ گئے تنومند
رہی آویزش کامل بہت دیر | ہوئے مطلق نہ شل دونون دلیر
عدو نے ناوک آتش جو مارا | ہوئے زخمی جنید نکتہ آرا
ترقی پر تھا گو اوج سری اندر | مگر پسپا ہوئی فوج سری اندر
جنید نکتہ دان کو جب ہوا ہوش | میان رزمگہ پہونچے بصد جوش
رہی پھر بارش آہن دم چند | دہان زخم تھے محو شکرخند
عدو نے جوش مردی سے قضارا | مخالف کو کیا زخمی قضارا
ہوا ان خوشنما پر چڑھکے بیت | ہوئے خود حملہ آور بڑھکے سرپت
ادھر راون ہوا خود رتھ پر اسوار | سپہر گردش مین آیا چرخ دوار
مسلح خنجر و تیر و کمان سے | یہ فرمایا کہ ہانک کر کو جوان سے
کہ خندن بن سے اوپاچل تلک تو | نہ رک جانا کہین پر کرکے ٹنک تو
مرے رتھ کو کمال اوج سے جلد | روان کر درمیان فوج سے جلد
صفین جلکشونکی کیسو سے کر دو صاف | جہان مین قاف سے شہرہ ہو تا قاف

مطیع حکم نے رتھ کو کیا خیز | چلا راون بہ رنگ آتش تیز
حرد وشان رزگہ مین صورت پیل | گیا سیدھا برابر بہ صفت صد پیل
کیا دم بھر مین لاکھون کو تہ تیغ | سر میدان تھے آفت کے گھڑی میغ
میان قصر تن کانپے تھی دل | کسی کا منہ نہ تھا آئے مقابل
کہا سرپت نے ہان اے اہل شمشیر | کرو راون کو زندہ پا بہ زنجیر
صف راکھیس کو یورش کرکے مارو | پکڑ لو باندھ لو ہمت نہ ہارو
سپہدارون نے آئین سلف سے | کیا راون پہ نرغا ہر طرف سے
عدو کو حلقۂ لشکر مین گانسا | شکاری نو کو دانائی سے پھانسا
دکھایا جوش پامردی سردست | سری سورج نے دشمن کو کیا پست
وہ مارے تیر آتش بار تن پر | کھلائے زخم دامندار تن پر
ادھر وہ میگھناد فتنہ ایجاد | زبس تھا نامی بابا کا استاد
ہوا ان خاص پر چڑھکر اڑا وہ | صف شاہی پہ تیغ آسا مڑا وہ
زبس لشکر ہوا پابند خواری | ہوئی غفلت سپہدارون پہ طاری
کبھی غائب ہوا اوج ہوا پر | کبھی پنہان ہوا برج سما پر
فلک سے اسنے کی تیرونکی بوچھار | میان رزم سہم اٹھے کماندار
سوار پیل ایراوت بصد اوج | سری سرپت چلے جو شان مع فوج
ہزارون سر کٹے تیر شرر ریز | ہوا میدان ہیجا آتش انگیز
عدو لیکن جو غائب تھا نظر سے | ہوا صدمہ نہ تیر تیز برسے
چھلاوہ کیطرح اڑ کر دہ کی جست | سر ہودج پہ جا پہونچا سر دست

اُسی دم کرکے سُرت کو گرفتار ۔ نظر سے ہو گیا غائب نگونسار
کہا راون نے اے سردار نامی ۔ ظفر ہر دم ہو یاور گرامی
سرِ میدان براہِ عقل و تدبیر ۔ کیا سُرت کو مین نے پا بہ زنجیر
مبارک فتح و نصرت با دلِ شاد ۔ قدم سے کیجیے لنکا کو آباد
غرض راون بجا کر شادیانہ ۔ ہوا سُرپر سے لنکا کو روانہ
سپاہِ سرکشان جوشِ خوشی سے ۔ پھرے سب کشتورِ امرابتی سے
سپاہِ اندر ادھر سب اشک ریزان ۔ ہوئے میدان سے ابر آسا گریزان
ہجوم دیوتا نے تب کیا غور ۔ کہ ہو آزاد سُرت کسی طور
ہوِ لنکا اراکین لیکے سب ساتھ ۔ گئے برہما جنابِ لچھمی ناتھ
صفت کی سیکھنا وصفِ شکن کی ۔ شجاعت کی اکڑ کی بانکپن کی
کہا غالب جو سُرت پر ہوا عام ۔ ترا ہے اندر جیت اس وجہ سے نام
ہوئی شہرت تری ای صاحبِ داد ۔ مگر سُرت کو کر مجلس سے آزاد
کہا مفسد نے مین ہمت نہ ہارون ۔ مقابل دیوتا آئین تو مارون
کہا اچھا مگر شرط اسمین ہی ایک ۔ رہے مجبورِ پرستش با دلِ نیک
ہون سے ہو جو فارغ اے نکوکار ۔ اگن سے ہو گا روز اک رتھ نمودار
اسی پر چڑھ کے گر جائے پے رزم ۔ مظفر ہو سدا اے صاحبِ عزم
کسی دن فرق اگر آیا ہون مین ۔ شکستِ فاش پھر بیشک ہے رن مین
عدو نے العرض با خاطرِ شاد ۔ کیا سُرت کو خود مجلس سے آزاد
ہوئی سب دیوتون کو شادمانی ۔ ہوا حاصل متاعِ زندگانی

سنا کر دیجیے راون کی بارے ۔ اگست نکتہ بین گھر کو سدھارے

جانا رامچندر کا اگست جی کے مکان پر اور نورتن نذر دینا انکا اور بیان کرنا ذکر ایک راجہ کا رامچندر سے اور ذکر راجہ دنڈا کچھواک کے فرزند کا سکر جی کے بیٹی سے مباشرت کرنا اور سراپ دینا ان کا

سری رگھبر ادھر بھی چشم الطاف ۔ سخن مانند آئینہ ہو شفاف
سری رگھناتھ جی اک دن قضا را ۔ گئے پیش اگست نکتہ آرا
ہوا من پھول اٹھے جوش طرب سے ۔ دیا آسن پرستش کی ادب سے
ادا کی میہمانی بادل نیک ۔ مرصع نورتن لا کر دیا ایک
جناب رام یہ بولے کہ بس بس ۔ مین ہون ممنون احسانات اقدس
مین نسل چھتری اور برہمن آپ ۔ نہ توڑین رشتۂ رسم کہن آپ
بہم نار محبت گو کہ ہے تیز ۔ مگر مال برہمن سے ہے پرہیز
کہا کار جہان ہے آپکے ہاتھ ۔ کہ ہو تم فی الحقیقت لچھمی ناتھ
کرے بھگت آرزو جو تحفہ وہ لیجے ۔ متاع فخر فیاضی سے دیجیے
نہین جنس گران یہ تحفۂ غیر ۔ قبول آرزو کیجے کہا خیر

مگر کہیے زبانِ درفشان سے
یہ جنس بے بہا پائی کہان سے

کہا اک دن مین نکلا بہر گلگشت
ہوا دار دمیانِ دامنِ دشت

شجر بھوٹے پھلے سرسبز تازہ
رخِ ہر برگ پر شبنم سے غازہ

وسیع و پختہ اک تالاب معقول
بہ عقل مختصر سو کوس کا طول

کنارِ چشمہ کاشانہ دیکھا
لیے انسان عبادت خانہ دیکھا

رہا مسکن مین بارے جب ہوئی رات
سحر کو طرفہ اک دیکھا طلسمات

میانِ چشمہ اک لاشہ روان ہے
مسلسل ہر جگہ ہر استخوان ہے

وہان اک عرش سے اترا قضارا
سوار اُس پر تھا اک مردِ دلارا

وہانِ زر سے اترا وہ وفا کوش
ہٹا کر لاشہ انسان کیا نوش

ہوا حیرت سے مین مستفسرِ حال
تو بولا وہ شہ فرخندہ اقبال

کہ ہون مین نسلِ شاہانِ کہن مین
تپسیا کے لیے آیا تھا بن مین

جدا سب کر کے ملک و مال مین نے
ریاضت کی ہزارون سال مین نے

مگر تپ مین بھی صید افگن رہا مین
کہ تھا پابند فکر اشتہا مین

ملی جب قید عالم سے رہائی
جگہ تب کشورِ سرپر مین پائی

بہم گو جملہ سامان طرب تھا
بہ فرطِ اشتہا بر جان بلب تھا

سہر کی برہما نے فرمایا بصد جوش
وہی لاش اپنی کو عالم مین کر نوش

اگستِ آئینگے اُس بن مین قضارا
تم کلفت سے بخشینگے کنارا

اُسی دن سے گرفتارِ الم ہون
غریق بحر زخارِ الم ہون

اگستِ شکستہ بین بوسے کا ہے رام
جیر تم اپنا کیا شکر بہ انجام

کہا مجھ سے مرا اک یار کیجے
کرم بخشی سے بیڑا پار کیجے

دیا بازو کا اپنے تورتن پھر
بہ دانائی ہوا یون حرف زن پھر

جو شے چاہو ابھی اس سے بہم ہو
حصول دولت و جاہ و حشم ہو

کرم بخشی سے لے اہل کرامات
سری برمہا نے بخشی تھی یہ نعمات

غرض اوج نجوم بخت سے وہ
چھٹا فوراً عذاب سخت سے وہ

جناب رام ہین یون بر سر قال
مفصل کہیے اُس راون کا احوال

وہان وہ مسکن نایاب کیسا تھا
وہ خلوت گہہ لب تالاب کیسا

کہا اک راجۂ عالی نسب تھا
جہان مین اکچھواکُ اسکا لقب تھا

میان قصر شاہی سو پسر تھے
تہال مستمندی کے ثمر تھے

پسر اک اُس مین مشتاق ستم تھا
برنگ برق گردون برق دم تھا

دعا سے بد سے کھٹکا تھا سر عام
لہذا شے نے ڈنڈا اسکا رکھا نام

کنار کوہ بندا چل بسا وہ
بنا حاکم بصد عقل رسا وہ

جناب سکر کو کامل جو پایا
بذوق دل گرو اپنا بنایا

لیے دیدار سکر اک دن قضا را
گیا بن مین وہ سلطان صف آرا

وہان من اتفاقاً گشت مین تھے
نسیم آسا خرامان دشت مین تھے

وہان دختر اُنکی ارجا نام دیکھی
حسین و دلبر و گلفام دیکھی

کہا شے نے مجھے ہمدوش کر تو
مے جام محبت نوش کر تو

کہا اُلفت سے مین بھی جشم تر ہون
مگر پابند ارشاد پدر ہون

کیا دل مین اگر عزم نہانی
کہ لون اس سے متاع کامرانی

وہ نادان جوش مین بادل سا گرجا
زبردستی ہوا ہمدوش ابر جا

لچھمن بن سے جب آئے تو دیکھا
کہ سنگ تفرقہ گردون نے پھینکا

دعا دی عرقۂ بحر الم ہو
کہ ملک اس خانۂ ویران کا عدم ہو

کہا سر پیٹ کے باچشم غضبناک
کرو اوج فلک سے بارش خاک

مکانات و مکین دم بھر مین ہون پست
بنی بستی وہ صحرائے کف دست

عمیق اک دشت مین ہو جائے تالاب
نظر آئے سراسر عالم آب

کہا ارجا سے جا تو بھی وہین رہ
پریشان مضطر و اندوہگین رہ

جو ہون رونق فزا یان لچھمن و رام
تو ہو آبادی وحش و دد و دام

ارن کے نام سے شہرت ہوین کی
جماعت وان ہو مرغان چمن کی

اگست نامور بولے کہ اے رام
وہی میدان دیرین ہے ارن نام

لچھمن جی کا سیتا کو صحرا مین چھوڑنا رامچندر کے حکم سے

جناب رام یہ سنکر فسانہ
ہوئے بن سے اجودھیا کو روانہ

جناب جانکی شام و سحر ہو
جمال بھگوتی پیش نظر ہو

بفیض رام سیتا بار ور تھین
کہ خود پابند آئین بشر تھین

کسی دن ان سے یون بولے مہاراج
بیان مدعا مجھ سے کرو آج

ہوس جس شے کی ہو اے صاحب جود
ابھی ہو قصر سلطانی مین موجود

نکالین دل سے خار حسرت و غم
منورتھ آپ کا پورا کرین ہم

کہا اک ہے ہوس اے دانش آگاہ
رکھون کو بن مین پوجون حسب دلخواہ

سیا کی سنکے تقریر خوش انجام / سو دیوان عام آئے سری رام
وزیروں سے کہا اے صاف فکر / اجودھیا مین مرا ہوتا ہی کیا ذکر
کہا سب مدح مین شکر شکن ہین / مگر بعض اہل دانش طعنہ زن ہین
کہ سیتا جی رہین راون کے گھر مین / رکھا پھر انکو نور آسا نظر مین
ہوئے جب یون ادا کین بر سر قال / غضب سے چہرۂ اقدس ہوا لال
بلایا غمگساران کہن کو / بھرت لچھمن جناب ستر ہن کو
کہا مجکو تہ دل سے ہے منظور / کہ سیتا کو وطن سے کیجیے دور
سیا صحرا نشین ہون مدت چند / زبان طعن خلقت تاکہ ہو بند
کہا لچھمن جتی نے اے مہاراج / خلاف عقل کیا ہے مصلحت آج
شہادت انکی عصمت کی جو چاہی / ہجوم دیوتا نے دی گواہی
تعجب ہے کہ دلمین شک ہے باقی / سیا سے کچھ غبار اتنک ہے باقی
کہا دامان عصمت مین نہین داغ / بری آسیب صرصر سے ہے باغ
مگر اب مصلحت بہتر یہی ہے / رضائے خاطر مضطر یہی ہے
اسی بن مین انھین چھوڑو سحرگاہ / جہان ہین بالمیک نکتہ آگاہ
برادر سے سنے جب کلمۂ ہوش / سری لچھمن ہوئے سکتے مین خاموش
بیان فرما کے باہے حیلۂ گشت / چلے سیتا کو لیکر جانب دشت
رکھون کیوں اسطے سیتا نے یکسر / لیا گھر سے لباس و زیور و زر
کنارہ گومتی جی پر ہوئی شام / ہوئے دونون فروکش بہر آرام
چلے وقت سحر پھر جانب دشت / بہار آسا ہر اک سو تھے گلگشت

کنار چشمۂ گنگ آ کے پہونچے | برنگ موج تر لہرا کے پہونچے
ہوا لچھمن کو جوش بیقراری | ہوا ابر سرشک آنکھون سے جاری
جو دیکھا چشم تر سیتا تھین دانا | کہا رقت کا باعث مین نہ جانا
فراق رام مین درد جگر ہے | اسی سے چشمہ آسا چشم تر ہے
غرض کشتی منگا کر پار پہونچے | میان دامن کہسار پہونچے
وہان رو رو کر بہ فرط بیقراری | سنائی داستان لچھمن نے ساری
سیا نے سن کے پیراہن کیا چاک | گرین فرط غشی سے بر سر خاک
اُدھر لچھمن نہایت آبدیدہ | پھرے سوے وطن دامن کشیدہ
طپش دل مین لبون پر تھا دم سرد | پئے سیتا جگر مین شدت درد
بغل مین فرط غم سے دل دو پارہ | ہوئے زیر شجر گرم نظارہ
اُدھر سیتا کو ہوش آیا جو بارے | تو نعرے صدمۂ فرقت سے مارے
کبھی صحرا کو غمگین ہو کے دیکھا | زمین دیکھی فلک کو رو کے دیکھا
جگر مین سر بسر سوز نہانی | تن نازک بہ بار ناتوانی
رکھیشر بن مین آ نکلے قضا را | تو دیکھا جلوۂ نور دل آرا
گھسا صندل صفت لوح جبین کو | خبر دی بالمیک نکتہ بین کو
وہ مُنی سن کے آ پہونچے خرامان | کہا مضطر نہو اے پاک دامان
عبث ہے سب خیال لاابالی | نہین مٹتی کبھی شے ہونے والی
دکھون کی استری ان تھین جو موجود | کہا سب سے کہ اے سرمایۂ جود
سدا سیتا کی غمخواری کرو تم | تہ دل سے وفاداری کرو تم



پرستش سے بخیر انجام ہوگا
حصول دولت و آرام ہوگا
رہو دل سے محافظ تن کیصورت
رکھو دامن مین خورشید امن کیصورت
سری لچھمن پھرے زیر شجر سے
خروشان شدت دردِ جگر سے
سومنت نکتہ پرور کو جو ان تھا
رفیق و سرتِ عالی مکان تھا
کہا اُسنے کہ زاری رایگان ہے
ابھی کیا کیا نہوگا دل کہان ہے
سیا کو رام نے گھر سے کیا دور
اسی پر شیشۂ خاطر ہوا چور
اسی صورت سے اور اب گل کھلینگے
نشانِ جادۂ فرقت ملین گے
سری لچھمن بھین اور سترہن کو
جدا کردین گے دونون صف شکن کو
سُنا جب یہ تو لچھمن رہگئے دنگ
ہوا تن پر لباس زندگی تنگ
سبب پوچھا تو یون بولا وہ دانا
نہ کیجے کیسے مضمون مین ستانہ
سماعت سے حصول درد و غم ہے
لیے افشا مجھے شہ کی قسم ہے
لیے آگاہی غیر آخر کار
قسم کھائی سری لچھمن نے ناچار

ذکر جنگ دیوتا اور راچھسون کا سمندر کے متھنے سے اور چکر مارنا بشن کا بھرگ جی کی استری پر اور بد دعا دینا بھرگ جی کا زبانی سومنت کے روبرو لچھمن جی کے راستہ مین

سری رگھناتھ جی وقت کرم ہے
دلِ مضطر اسیر درد و غم ہے

سومنت مکتہ بین محو بیان ہے
شہنشاہِ اودھ اکدن قضارا
خراماں آکے دربار میں اُسی روز
کہا شیو نے کہ گو دولت زبس ہے
ہوئے گویا وہ دربار مہاراج
دیت اور دیوتاؤن نے بصد زور
پئے تقسیم اشیا سے فراہم
ہوئے لاکھون دلاور تودۂ خاک
دیتون کے گرو وان سکر بھی تھے
وفا مین علم کے بل سے قضا کار
ہوئے سب دیوتا سمجھو سے شاکی
اُسی دم سکر کو میدان سے ہندی
جناب سکر کو سمجھو بصد جوش
زبس تھین سکر کی مادر بھی اُستاد
لگین وہ بھی جلا دینے بدستور
غضب سے بشن نے تب چکر مارا
دعا دی بھرگ جی نے آخر کار
جہان مین استری کا غم ہو تمکو
زبس ہو حسرت دیدار مادر

زبان سے کاشف راز نہان ہے
گئے بیٹھ بشسٹ نکتہ آرا
ہوئے بزم طرب مین جلوہ افروز
پئے تخت جگر جوش ہوس ہے
کتھا اک درست جگ کی سنو آج
متھا تھا جیسے قلزم شور
ہوئی جنگ عظیم آخر کو باہم
ہوئے زخمی جوانمردان سفاک
جو فرزند جناب بھرگ جی تھے
دیتون کو جلاتے تھے وہ ہر بار
بڑھا تب دل مین جوش خشمنا کی
پکڑ لائے براہ عقلمندی
دہن مین رکھ کے فوراً گر گئے نوش
وہی تھا علم جان بخشی انھین یاد
ستمگارون کے منہ پر چھا گیا نور
تن و سر گر پڑے ہو کر دو پارا
تمہارا جسم خاکی مین ہوا دتار
ہماری طرح سے ماتم ہو تم کو
جدا ہو مجمع خویش برادر

یہ کہکر بولے وہ باسا مہاراج
کہ اے شاہ اودھ بخشندہ تاج

وہی مضمون بر دسے کار ہوگا
ترے گھر بشن کا اوتار ہوگا نہ

بسر تین اور ہونگے نازک اندام
بھرت لچھمن جناب ستر ہن نام

بڑے سب سے جناب رام ہونگے
ہمیشہ مورد آلام ہونگے

پھرینگے دشت مین بادیدہ تر
حقیقی سب جدا ہونگے برادر

سمنت نکتہ دان بولا کہ لچھمن نہ
یہ ہے راز نہان سب مجھ پہ روشن

سری لچھمن یہ قصہ سُنکے سارا
ہوئے مالک اودھ مین جلوہ آرا

جناب رام سے باجان ناشاد
کہی سیتا مہارانی کی روداد

سُنا جب ماجرا ملمین اُٹھا جوش
چھٹی دل سے عنان طاقت ہوش

سری لچھمن سے فرمایا کہ جاؤ
ابھی بن سے سری سیتا کو لاؤ

کہا لچھمن جتی نے دست بستہ
نہ ہو بار الم سے دل شکستہ

فراق بے سبب گو لا دوا ہے
کہے پر مستقل رہنا روا ہے

طلب مین ہی سراسر حاصل رد
زیادہ طعنہ زن ہونگے زن و مرد

سُنا جب یہ تو ہوش آیا کہا خیر
کئی دن سے مین ہون با حالت غیر

خوشی سے تم کرو تیاری بزم
سو دیوان عام آؤن یہی عزم

مناسب ہے کہ دھرم اپنا کیے جائے
کرم بخشی سے کرم اپنا کیے جائے

جہان مین راجہ تم نے کیا دھرم
تو کیسی سختی مشکل ہوئی بزم

کہا لچھمن نے یہ کیسی ہے روداد
زبان صاف سے کچھ کیجے ارشاد

بیان فرمانا رام چندر کا لچھمن جی سے چیتر راجہ نم کا اور پیدا ہونا بشسٹ جی کا اور اگست جی کا

سری رگھبر کرم شام و سحر ہو / جمال مطلب دل جلوہ گر ہو
جناب رام ہین یون بر سر قال / کہ لچھمن راجۂ نم کا سنو حال
خرد ور راجہ نم تھے جہان مین / مشرف تھے ہمارے خاندان مین
جو تھا جوش کرم بخشی زیادہ / کیا تیاری جگ کا ارادہ
بشسٹ نکتہ پرور سے یہ کی عرض / کہ آپ انجام سب کر دین مرا فرض
کہا پہلے سے ہے اک مجکو پیغام / کیا ہے اندر نے جگ کا سر انجام
فراغت جبکہ مین اُس سے پاؤن / تمھین آئینۂ مقصد دکھاؤن
جواب صاف جب پایا سر عام / دیا تب بھرگ جی کو نم نے پیغام
بجنشم و سر دہ آپہونچے پے جگ / ہزارون سال تک کرتے رہے جگ
اُدھر جب اندر کے جگ سے قضا را / ہوئے فارغ بشسٹ نکتہ آرا
فلک سے عالم فانی مین آئے / شتابان بزم سلطانی مین آئے
یہان دیکھا تو سلطان سو رہا ہے / سرانجام پرستش ہو رہا ہے
جناب بھرگ سرگرم ہون ہین / رکھیشر ہر طرف جلوہ فگن ہین
رہے ممن دو پہر تک جلوہ افروز / مگر جاگا نہ سلطان دل افروز
دعا دی یہ غضب سے آخر کار / یونہین سوتا رہے شاہ نکوکار

مگر جب راجہ نم کو ہوا ہوش | کہا آکر مہامن سے بصد جوش
مہاراج آپنے دیکھا نہ بھالا | مجھے کیون ورطۂ آفت مین ڈالا
ملے تم کو جزا سے خشمناکی | رہے دم اور فنا ہو جسم خاکی
ہوئے دونون دعا کے بس مین | پھنسے گویا صعوبت کے قفس مین
بشست نکتہ مین تن کے مضطر | گئے پیش برنج نکتہ پرور
کہا بے جسم دل اندوہگین سے | مجھے کچھ طاقت جنبش نہین ہے
کہو گو ہو ہمارے بس مین تم | ملو پھر اور برن کے بس مین تم
غرض پیش برن آئے دو داد و | کہ دیوے شاید چراغ آرزو لو
برن تھے اس گھڑی سرگرم اشنان | وصال شاہد عشرت کا تھا دھیان
اُسی دم اپسرا اک اُرابسی نام | لب دریا ہوئی آکر سبک گام
برن جی نے یہ فرمایا بصد جوش | خوشی سے مجھسے ہو آکر ہم آغوش
کہا اُسنے کہ ناممکن ہے یہ کام | مجھے پہلے سے ہے سورج کا پیغام
وہان سے جب فراغت کرکے آؤن | تمہاری آتش حسرت بجھاؤن
نکالا پھر نہ منہ سے گوہر حرف | برن نے تخم تر رکھا بہ ظرف
اُدھر وہ اپسی بیتاب پہونچی | حضور مہر عالمتاب پہونچی
کہا سورج نے لے وعدہ فراموش | کہے تو نے برن سے کلمۂ جوش
خطا سے اپنی تو پا جان ناشاد | جہان مین ہو بشکل آدمی زاد
یہ فرما کر براہ دانش و پند | اسی خم مین وہ تخم اپنا کیا بند
غرض دونو نکلے تخمون سے قضارا | ہوئے اول اگست نکتہ آرا

ہوئے زاں بعد وششٹ صاحب جود — سنائے فیض بخشی بحر بہبود
ادھر تم نے دعا سے ملنے کے پھل سے — گل حسرت چنے باغ اجل سے
جناب بھرگ جی نے پھر ناکام — کیا جگ کا نئے سر سے سرانجام
امید دل بر آئی مٹ گیا غم — ہوا یعنی دم سلطان مجسم
کہا سب پوتوں نے اے شہنشاہ — طلب کیجے مراد حسب دلخواہ
کہا ہر دم سب آنکھوں سے کریں پاس — مرا ہر نوک مژگاں پر ہے یاس
اٹھا پھر بھرگ جی نے لاشۂ شاہ — ہوا امید اجابت طفل نکو خواہ
جناب رام فرماتے ہیں لب سے — مثل ہے لفظ متھنے کے سبب سے
لچھمن بولے کہ سلطان نے خطا کی — وششٹ نکتہ بیں کو بد دعا کی
کہا ہاں فی الحقیقت سچ یہ سب ہے — بہت مشکل مگر ضبط غضب ہے
لچھمن سمجھو کہ جب بن کو چلے ہم — بھرت سے تم ہوئے کیا کیا نہ برہم
مگر ہاں آپ نے بیشک کیا کام — کہ دل کو عین غصہ میں لیا تھام
کہا لچھمن نے یہ کیونکر ہے مذکور — بیان فرمائیے اے چشمۂ نور
سری رگھبر ادھر بھی لطف پر لطف — موصوف پر ہے شام و سحر لطف

بیان فرمانا رامچندر کا چرتر راجہ ججات کا

سری رگھبر براہ ہوش و تدبیر — ہوئے لچھمن سے یوں سرگرم تقریر
زمانہ میں ججات اک تھا شہنشاہ — بہم تھیں دو عروسان نکو خواہ
وہ بانوے کلاں تھی نکتہ پرور — جناب سکر کی دخت مفخر

مگر شاہِ جہان براہِ کرم سے
فقط ایک ایک دو نون سے پسر تھا
نواسے سگر کے جد تھے تنکو نام
کد و کاوش بہم رہتی تھی ہر روز
کسی دن مان سے بیٹے نے کہا حال
سدا دست پرُ سے جان لبُ ل
کیا مان نے جناب سگر کو یاد
دعا دی سگر نے با دیدۂ زار
کیا سب صدمۂ پیری گوارا
کیا ضبطِ غضب راہِ ادب سے
پڑا سر پر جو بارِ ناتوانی
شباب اپنا عطا کر کے خرد مند
دلِ جد مین جو تھا کلفت کا آزار
پر تُو نے لیکن آئینِ وفا سے
قبا سے نوجوانی سے پسر کی
کہا پُر سے کہ اے طفلِ دلارام
دعا دی جد کو با صد تندہی خو
کہتا چھمن سے فرما کر سر ایام

سوار اغب تھا بانوے دوم سے
نہالِ مستمندی مین ثمر تھا
پہ وز و یجِ دوم سے شہرۂ عام
ہر اکدم تھا حصولِ حسرت و سوز
کہ دل ہی خنجرِ کلفت سے غربال
ہر اکدم اُس سے پابندِ تعب ہون
سنائی جملہ بے لطفی کی روداد
تنِ شہ پر ضعیفی کا پڑے بار
حجابت نکتہ ور سے دم نہ مارا
شکایت کی نہ کچھ سلطان نے لب سے
کہا جد سے براہِ نکتہ دانی
ہوس دل کی نکالون مدت چند
نکالا منہ سے فوراً حرفِ انکار
کیا راضی قبولِ مدعا سے
بہت دن زندگی شہ نے بسر کی
ازل سے تا ابد قائم رہے نام
کہ پیدا نسل جد نسبی مین ہو تو
رہوئے دو نو قرابے محفلِ عام

آنا چون جی کا اور بیان کرنا ظلم لون راچھس کا اور تلک کھینچنا رام چندر کا سترہن کے ماتھے پر اور روانہ کرنا اُن کا اسکے قتل کے واسطے

سری رگھبیر بخشش ہو مواج — متاع دولت دنیا سے ملے آج
چون جی بھرگ کے طفل دل فروز — ہوئے آکر قضارا رونق افروز
سری لچھمن خوشی سے ساتھ لائے — ارا کین اُٹھکے ہاتھون ہاتھ لائے
چون جی نے براہ نکتہ دانی — سنائی راچھس بدھ کی کہانی
کہا متھرا مین اک راچھس تھا مدھ نام — طریق راستی مین شہرۂ عام
رہا تپ مین وہ اک مدت مشغول — سدا شیو جی نے بخشا اُسکو ترسول
کہا تجکو اگر لین بے خطا گھیر — یہ فوج بشن و برمہا کو کرے زیر
بڑھاؤ گے نہ جبتک ست گستاخ — پھلو گے اسکے پھل سے صورت شاخ
بری جبتک رہو گے جان کشتی سے — حصول مدعا ہوگا خوشی سے
سدا اس سے حصول زر رہیگا — پسر تک بس یہ تیرے گھر رہیگا
ہوا پیدا پسر اُسکے لون نام — تنومند و قوی ہیکل بدانجام
کمر باندھی جفا کاری پہ اُسنے — شرارت پر دل آزاری پہ اُسنے
نکالا بل جوانمردون کے تن کا — بنا دشمن وہ نسل برہمن کا

پدر جب بار ہا سمجھا کے ہارا
یہ مجبوری جدائی کی گوارا

بسا تخت الترا مین چھوڑ کر راج
بنا طفل تو ہی تن صاحب تاج

کچھ اُسکے دفع کی تدبیر کیجے
سر میدان تہ شمشیر کیجے

جہان مانند بلبل نغمہ خوان ہو
رکھون کو دست ظالم سے امان ہو

سنا جب یہ تو بھرت اور سترہن نے
یہ فرما کر لب شکر شکن سے

کہو باری ہے ابکی بار کس کی
زبس سنہہ باڑھ پر تلوار کس کی

سری لچھمن سے کہہ سکتے نہین ہم
کہ لنکا سے ابھی پھر کر لیا دم

جو سچ پوچھو تو لچھمن کر چکے کام
کہ مارا میگھناد ایسا نکو نام

انھین جاتا نہین زیبا بہر رنگ
کہو مجھ سے تو مین جاؤن پئے جنگ

بھرت بولے کہ آپ آرام کیجے
مجھے رخصت جناب رام دیجے

جناب سترہن نے کی یہ گفتار
مہاراج ابکی باری ہے مری بار

بھرت سے لچھمن عالی نسب سے
حساب عمر مین چھوٹا ہون سب سے

کرونگا جاکے مین کار نمایان
کہ ہے طرز سعادت کے یہ شایان

یہ سنکر خوش ہوئے طرز سخن پر
تلک کھینچا جبین سترہن پر

کہا ہمنے لبس اب بخشا تمھین راج
ہو متھرا پُری مین صاحب تاج

جناب سترہن بولے کہ بس بس
نہین یہ خواہش الطاف اقدس

ترقی سے پھر اُنکو کب ہے بخت
مرے منھ سے جو نکلا کلمۂ سخت

بھرت سے آپ سے لچھمن جتی سے
جدا ہو کر رہون بے ہمتی سے

نہین ہے خواہش جاگیر مجکو
کہ ہے خاک قدم اکسیر مجکو

کلاہ بادشاہی سر پہ ہے بار
فقط توقیر پا بوسی ہے درکار

جناب رام نے سمجھا بجھا کر
دم رخصت کہا یون مسکرا کر

لڑی چشم تصور مین نگہ ہے
تمھاری گوشۂ دل مین جگہ ہے

سدا لشکر کو زر سے شاد رکھنا
عرق ریزی ہر اک کی یاد رکھنا

جناب سترہن سرمایۂ نور
چلے چھاتی پہ پتھر رکھ کے مجبور

کنار بحر گنگ آکر کیا باس
شگون فتح و نصرت تھے جو راس

سحر کو جب چمکا سما تو
حضور بالمیک آئے روارو

پرستش کر جہامن نے بٹھالائو
بچھایا خوشنما پھولون کا مالا

جناب سترہن جی نے بصد جاہ
کیا وان رہ کے زلف شب کو کوتاہ

اسی شب جانکی جی سے قضارا
ہوئے دو نور کامل آشکارا

جہامن تھے کرم بخشی پہ سرگرم
پہونچکے بید کی رو سے کیے کرم

کشا سے جاکے جل چھڑکا سر عام
ہوا کش ایک کا اس وجہ سے نام

جو چھڑکا جانب پشت کشا سے
ہوا لو دوسرا اس مدعا سے

اجازت سترہن جی نے جو پائی
تو کی پاے سیا پر جبہہ سائی

برآمد جب ہوا شاہنشہ روز
ہوئے قصر چمن مین رونق افروز

چون جی سے کہا اے صاحب اقبال
لون کے زور کا کچھ کہیے احوال

ہوا غالب میان جنگ کس پر
جہایا سرکشی کا رنگ کس پر

ذکر راجہ ماندھاتا کا اور مارا جانا لون کا سترہن کے ہاتھ سے

سری رگھبر ادھر بھی چشم احسان — برآئین دل کی سب امید و ارمان
چون جی سترہن سے حرف زن ہین کہ — زبان صاف سے شکر شکن ہین
کوئی اک راجۂ عالی گہر تھا — یہ اسم ماندھاتا مشتہر تھا
رہا سارا جہان جب کر چکا زیر کہ — فلک پر آڑ کے لی امراوتی گھیر
ڈرے دلمین سری سترگہن مہاراج — براہِ صلح نصف اپنا دیا راج
برابر مسند زر پہ بٹھا لا کہ — کیا گرد البشر ون نے آکے ہالا
ہوا جب اہتمام گرمجوشی — رہے باہم کلام گرمجوشی
کہا تب اندر نے اے صاحب تاج — تہین عالم مین اک چھتر آپکا راج
دیتون کو نہ وان مارا بقصد عزم — سوے امراوتی آکے لیے رزم
کہا شترگھن نے وہ کون ایسا جری ہے — جو میری حد طاقت سے بری ہے
کہا متھرا مین راچھس ہے لون نام — ازل سے سرکشی مین شہرۂ عام
اسے ہاں چل کے خونریزی دکھاؤ — میان رزمگہ تیزی دکھاؤ
ہوا رہ مطالب سے جب آگاہ — ببوئے ہرت ایک آیا شہنشاہ
کوئی قاصد لون کے پاس بھیجا — زبانی کہکے بے دسواس بھیجا
کہ آکر حلقۂ طاعت مین آئے — تہین تو جوہر جرأت دکھائے
لون نے غیظ مین دیکھا نہ بھالا — اٹھا کر نامہ کو مسند مین ڈالا
جواب خط کی کر کے انتظاری — چڑھا سلطان وہ لشکر لیکے بھاری
مقابل بہ سر میدان ہو اغول — وہی لشکر پہ مارا آکے ترسول

غرق خون ہوئی فوج مظفر
وہین پر باندھا تھا کا کٹا سر

یہ فرما کر لب شکر شکن سے
جون جی نے کہا یون سترہن سے

شجاعت اسکی مشہور جہان ہے
ہر اک بات اسکی گویا داستان ہے

مگر تو اسکو در پے مار لینا
بصد جوش غضب للکار لینا

نہ دو مہلت کہ آنے لیکے ترسول
غزال آسادہ جائے چوکڑی بھول

جناب سترہن ہنسکر قضا را
ہوئے قصر جون مین جلوہ آرا

مخالف ین سے آپہونچا بصد جوش
شکار دام و دو سے بار بر دوش

کڑک کر سترہن نے دی یہ آواز
مین آپہونچا سنبھل اے فتنہ پرداز

مین ہون فرزند دسرت سترہن نام
دل و جان سے مطیع لچھمن و رام

اگر جوش شجاعت ہے تو کر وار
کہ ہوگی بارش تیر شرر بار

ہنسا راچھس کہا بے منت غیر
مرے دام مطالب مین پھنسا طیر

یہ کہکر اسنے کی تیرون کی بوچھار
سر گردش مین آیا چرخ دوار

جناب سترہن جی نے سنبھلکر
وہ سب ناوک تراشے صورت پر

عدو چکر مین آیا مثل پہیا کے
شجر اک دفعتہ پھینکا گھما کے

غشی مین سترہن آگئے قضا را
ہوئے فرش زمین پر جلوہ آرا

عدو پھولا خوشی سے پیرہن مین
مچا غل پردۂ چرخ کہن مین

مثال حباب صدمۂ ضرب جفا کش
اٹھے خواب غشی سے بے غل و غش

دم رخصت دیا تھا رام نے بان
خیال آیا سو ترکش گیا دھیان

بصد جوش غضب مارا وہین پر
غرق خون گرا راچھس زمین پر

ہوا سے غم مٹی باغ جہان سے — ہوئی پھولون کی بارش آسمان سے
حصول مدعا کو بے غم و سوز — ہوئے سب دیوتا وان جلوہ افروز
دعا کی سترہن نے بادلِ شاد — کہ گردون مری بستی ہو آباد
غرض پھر از رہِ دانش پرستی — بسائی یک قلم متھرا کی بستی
دکھایا شیوۂ فیاضی و داد — کیا سب خانۂ ویران کو آباد
پس از مدت پئے پابوسی رام — ہوئے تا اجودھیا کو سبک گام
حضور بالمیک آئے مودب — وہین پر رہ کے کاٹا قصد شب
سیا کے دونون فرزند دلارام — لگے گا گا کے پڑھنے قصۂ رام
جناب سترہن جی بصد جوش — سنا قصہ لگا کر پردۂ گوش
خوشی سے اپنے پیراہن مین پھولے — صعوبت گوشۂ خاطر سے بھولے
ہوئے پھر جا کے پابوس سر رام — کہا قصہ لون کا تا بہ انجام
کہا مین کر چکا تعمیل ارشاد — کہ گرداب حلقۂ فرقت سے آزاد
کہا فرقت نہین منظور تم سے — نہین ہرگز بباطن دور تم سے
رہو متھرا پُری مین بادلِ شاد — کہ دل سے مری ہر دم رکھو یاد
یہ فرما کر زبان درفشان سے — کیا رخصت برادر کو وہان سے

جگیہ تجویز فرمانا راجہ رامچندر کا اور حیرت بیان فرمانا راجہ الا کا لچھمن جی سے محفل مین

سری رگھبر روان ہو چشمۂ جود — موصوف کو ہم رہ نقد بہبود

کسی دن درمیانِ محفلِ عام ۔ بصد جوشِ طرب تھے جلوہ گر رام
کھڑے تھے جملہ سرداران نامی ۔ مودب تھے مشیر و اہتمامی
کہا لچھمن سے جگ آغاز کیجے ۔ پھر ساز طرب کا ساز کیجے
کہا لچھمن نے کیجے راجسوی جگ ۔ یہ ہے بخشندۂ نقد خوشی جگ
رواج اسکا ہوا ایام سلف سے ۔ پھلے اکثر جری اسکے شرف سے
جناب رام نے یہ سنکے فی الفور ۔ بغور آئینہ دل مین کیا غور
کہا بہتر ہے جگ اسمیدھ سے ۔ بہم ہے شاہد عیش و طرب سے
جہان مین ہے اسی سے حاصل نام ۔ بخیر آخر کو ہو جاتا ہے انجام
مجھے یاد ایک روداد کہن ہے ۔ شہادت بہر تصدیق سخن ہے
کہ تھا اک شہ فرخندہ فرجام ۔ سپہر حشمت و شوکت الانام
شکار افگن گیا بن مین وہ نومید ۔ گوزن و ضیغم و آہو کئے صید
بڑھا آگے تو دشت اک تھا لق و دق ۔ بہار لالۂ خود رو سے رونق
سدا اشیو دان سری گوری کے ہمراہ ۔ ہم آغوش طرب تھے حسب دلخواہ
بہم تھا اختلاط و ساز الفت ۔ طریق الفت و انداز الفت
ازل سے جولی دامن کا جو تھا تھا ۔ تو شیو گوری نے گوری بنین ناتھا
وہ ترلوکی بنے خود استری روپ ۔ خطاے چشم باطن سے بری روپ
وہین تقلید صورت کے اثر سے ۔ کھلا یہ پھول قدرت کے شجر سے
بنے مادہ وحوش و جانور سب ۔ درند و طائر و جن و فرس سب
ہجوم فوج جرار شہنشاہ ۔ بنے سب نازنینان نکو خواہ

نہ پایا ثمرہ صحرا نوردی
سراسر ہٹ گیا آثار مردی

الا کو جامۂ تن سے ہوئی شرم
ہوا وہ طاعت شنبھو مین سرگرم

کہا شیو نے بیان مدعا کر
بجز تبدیلی صورت دعا کر

کہا بس بس یہی جوش غضب ہے
دل مضطر ہم آغوش تعب ہے

کہا شیو نے سری گوری ہین مختار
وہی بخشین تو بخشین جسم جرار

الا نے پھر کیا گوری کو خوشنود
تو فرمایا براہ بخشش وجود

تن شیو مین مرا شامل بدن ہے
کہ اردھنگی مراد نصف تن ہے

مجھے ہے اختیار آدھے بدن کا
بہت ہے ہم افتخار آدھے بدن کا

بس اب یکماہ زن ای نعرہ زن ہو
دوم مین بشکل مرد صف شکن ہو

اسی صورت سدا گذرے ترا سال
رہے ہر ایک شش ماہی مین خوشحال

مگر بدلے جو تیرا تن پس ماہ
نہو یاد گذشتہ لے ہوا خواہ

الا بارے غریق بحر اندوہ
گئے ہمراہ لشکر جانب کوہ

بدل محو پرستش تھے وہان بدھ
جگر بند جناب چندرمان بدھ

ہمامن نے بچشم غور دیکھا
تو راز مدعا فی الفور دیکھا

خیال آیا یہ تیغے خانمان ہین
گرفتار بلائے ناگہان ہین

الا کو اپنے گھر رکھا بلا کر
جگہ بخشی میان گوشۂ بر

جناب بدھ کی صحبت کے پھل سے
رہی وہ غیرت گلشن جمل سے

جیس ہر ماہ وہ سرمایۂ درد
کبھی عورت کبھی تھی صورت مرد

ہوئے جب منقضی تعداد ایام
ہوا پیدا پسر اک پوربا نام

بہامن کو خیال آیا کرم سے / رہائی دو ان اسے قید الم سے
رگھون اور دیوتون کو دیکے پیغام / بلایا درمیان محفل عام
یہی ٹھہری کہ جگ امید سمجھے / منور شعلۂ امید سمجھے
اسی سے غنچۂ مقصد کھلے گا / ہر اک کو قالب اصلی ملے گا
بوقت جشن و فرخندہ فرجام / کیا سب بدھ نے جگ کا سرانجام
دلون سے مٹ گیا اندیشۂ درد / ہوئی فوج اور الا سب صورت مرد
اجازت پاکے سب آئے وطن کو / پھرے بارے نسیم آسا چمن کو
سری رگھبر عطا نقد طرب ہو / بجے تسلیم خم سے فرق ادب ہو
کتھا کہکر الا کی با دل شاد / کیا یون رام نے لچھمن سے ارشاد
ہر اک سو پیک نیک انجام بھیجو / ہر اک کو نامہ و پیغام بھیجو
بھبھیکھن کشور لنکا سے آئین / خوشی سے شیوۂ طاعت دکھائین
شہنشہ سب قریب و دور سے آئین / شہ سگریو پمپا پور سے آئین
رکھیشر دیوتا آئین تمامی / نشست تخت وہ ہون اہتمامی
اودھ سے نیم سارن تک بنے راہ / بہار جانفزا ہو حسب دلخواہ
ہر اک جا خیمۂ زرین ہون استاد / دورویہ جملہ دوکانین ہون آباد
مغنی مطرب و رقاص سب ہون / شریک عام خاص الخاص سب ہون
شہنشا ہون کی باصد چارہ سازی / سری لچھمن کرین مہمان نوازی
بھبھیکھن ہین فہیم و کارپرداز / رگھون کی بندگی مین ہون سرافراز
برہمن آکے جو جگیون مین دم لین / شہ سگریو جھک جھک کر قدم لین

ہوا بارے جو یہ حکم سری رام
شہنشاہان عالم گھر سے آئے
بشسٹ گوتم و کردم چون جی
برہج نکتہ ورسریت دھرم راج
بہم جب ہو چکا ساز پرستش
سیا اور دونون فرزندون کے ہمراہ
پرستش سب لئے کی جا کر ہمہ تن
کیا من نے کش ولو سے یہ ارشاد
بصد ساز طرب بنین بجاؤ
کتھا سب پیش رام اظہار کرنا
یہی کہنا براہ عقل معقول
نہین کچھ مال و دولت سے مجھے کام
یہ سنکر دونون فرزند نکو زاد
کتھا گائی سری رگھناتھ جی کی
اراکین تھے بہار حسن پر غش کے
دیے لعل و گہر رگھبر نے ہر چند
اسی صورت وہ فرزند نکو زاد
بہار نغمہ تھے چھوٹے سے سن مین
ادھر پایا بخوبی جگ نے انجام

فراہم ہو گیا جگ کا سر انجام
رکھیشر جملہ حشم وسے آئے
برن جی اگن جی ناردیون جی
اگست نکتہ آموز بھردواج
کیا رگھبر نے آغاز پرستش
جناب بالمیک آئے بصد جاہ
ہوئے خیمہ مین آکر جلوہ افگن
میان جگیہ جاؤ با دل شاد
خوش الحانی سے راماین سناؤ
اگر کچھ دین تو صاف انکار کرنا
غنیمت ہین ہمین صحرا کے پھل پھول
رکھون کو جل سے ہی یا کند سے کام
گئے خندان پے تعمیل ارشاد
دکھائی بزم مین صورت خوشی کی
دھنون پر نغمہ دان کرتے تھے غش غش
ہوئے راضی یہ فرزند جگر بند
گئے خندان پے تعمیل ارشاد
کتھا سب ختم کی پچیس دن مین
تو بھیجا رام نے خوش ہو کے پیغام

سیا اور دونون فرزندون کے ہمراہ
جناب بالمیک آئے سحرگاہ

ابھی سے مجمع شاہان نامی
تمام اہل اودھ ہین اہتمامی

شریک بزم ہین پیر و جوان سب
عزیز و اقربا خرد و کلان سب

سیا آکر میان محفل عام
پئے عصمت قسم کھائین کرین نام

مہامن صبحدم محفل مین آئے
کشن ذلوا اور سیا کو ساتھ لائے

سیا بولین مرا آنچل ہو جو بے عیب
جگہ دے اسے زمین مجکو بلاریب

زمین شق ہوگئی یہ سنکے گفتار
ہوا اک اس سے سنگاسن نمودار

جو رانئین اس مین وہ فرخندہ آئین
میان سینۂ غبرا سمائین

جو گذرا حادثہ پیش سریرام
تو خورشید غضب آیا لب بام

کہا لچھمن مرا لاؤ دھنک بان
ملادون خاک مین پرتھی کی سب شان

سیا کو ڈھونڈھکر پانی سے لاؤن
جہان کو قدرت کامل دکھاؤن

سری برمھا نے سمجھایا بصد جوش
سنبھلیے خیر باشد ہی کدھر ہوش

بدلے قتل راون تھا بس اوتار
ہوا وہ کشتۂ تیر شرربار

جو ہونا تھا ہوا اب کام کیا ہے
سیا کا وسوسا اے رام کیا ہے

سنا جب یہ تو دھیان آیا کہا خیر
ہوئے رخصت عزیز و مونس و غیر

آنا کال کا محفل مین برہما کے حکم سے اور تشریف لانا درباسا کا اور نکالنا رامچندر کا لچھمن کو اجودھیا سے اور لچھمن جی کا سرلوک کو تشریف لیجانا اور رامچندر کا مع باشندگان اجودھیا گپتار گھاٹ مین گپت ہوجانا

تسریک حال ہو فضل سریرام
بخوبی تا یہ رامائن ہو انجام

برنج نکتہ پرور نے بصد سوز
اودھ مین کال کو بھیجا کسی روز

زبانی کہکے کچھ پیغام بھیجا
حضور بستگان رام بھیجا

ہوا کال آنکے پابوس گرامی
دکھایا طرز و انداز غلامی

کہا خلوت مین کرنا ہے مجھے عرض
کوئی دم تخلیہ ہے واجب لفرض

کوئی آیا اگر بابین تقریر
وہ ہوگا مورد پاداش و تعزیر

کیا تب رام نے لچھمن سے ارشاد
رہو تم در پہ حاضر بادل شاد

عزیز و اقربا خویش و یگانہ
قدم اندر نہ رکھین چابکانہ

جو آئے گا عزیز و آشنا غیر
کرونگا قتل اُسے اپنا ہو یا غیر

گئے لچھمن پے تعمیل احکام
سُنایا سب اُدھر قاصد نے پیغام

کہ سرداران لنکا مرچکے سب
اسیران صعوبت ترچکے سب

برتج وشیو ہین سب مشتاق والا ۔ قدم سے کیجیے سر پر اجالا
کہا اچھا یہی بد منتظر ہے ۔ کوئی دن مین بس اب عزم سفر ہے
اُدھر آپہونچے درباسا قضا کار ۔ ہوئے لچھمن سے یون سرگرم گفتار
جناب رام کو آگاہ کردو ۔ محل مین بر محل جا کر خبر دو
کہا خلوت مین ہین اس دم سریرام ۔ تامل ہے مجھے کہنے مین پیغام
کہا رکھ نے خبر کردو تو ہے خیر ۔ دعا دونگا ابھی بے منت غیر
اسی دم ستر ہین لچھمن بھرت نام ۔ رو سار اودھ سب ہونگے گمنام
سنا جب یہ تو لچھمن نے کیا غور ۔ نہ دیکھی اس سے بہتر مصلحت اور
کہ اب ہر چہ باد اباد کیجے ۔ متاع نقد جان برباد کیجے
بلا مین مبتلا گر ہون بلا سے ۔ بچے خلقت کمند بد دعا سے
سری لچھمن گئے خلوت مین فی الحال ۔ کہا رگھبر سے درباسا کا احوال
جناب رام نے دیکھا غضب سے ۔ تامل کرکے فرمایا یہ لب سے
خلاف حکم کیا لچھمن خطا کی ۔ نہ تھا شاید خیال خشمناکی
نہین مطلق مروت سے سروکار ۔ تہ خنجر کرونگا حسب اقرار
مین پھر سکتا نہین حکم روان سے ۔ وہی ہوگا جو کچھ نکلا زبان سے
کہا گو واجب التعزیر ہون مین ۔ جو سچ پوچھو تو بے تقصیر ہون مین
خبر کرتا نہ گر آکر مہاراج ۔ اودھ ہوتا دعا سے بد کے تاراج
کہا ہرگز نہ ہوگی پوشش عیب ۔ سزاوار صعوبت ہو بلا ریب
غرض جب قتل لچھمن کا کیا عزم ۔ بششٹ نکتہ ور آئے سوئے بزم

کہا میری دعا منظور کیجے
برادر کو اودھ سے دور کیجے

لیے لچھمن یہی کافی سزا ہے
برابر قتل کے یہ ہی سزا ہے

یہ سنکر رام نے لچھمن کو ٹالا
غبار آسا نہ دل سے نکالا

کہا اب جانب مسکن نہ آنا
نہ مثل آئنہ صورت دکھانا

چلے لچھمن وہان سے تن بہ تقدیر
پریشان مضطر و نمناک و دلگیر

لب سرجو کنشا پر جا کے بیٹھے
برنگ موج تر لہرا کے بیٹھے

تن اقدس کو چھوڑا غم کے مارے
جہان سے جانب سرپر سدھارے

خبر سنکر اودھ مین مچگیا غل
ہوئے مثل جرس نالان جز و کل

ہوئے جب رامچندر اس غم سے آگاہ
تو کھینچا فرط غم سے نعرۂ آہ

برنگ گیسو پیچان پڑا پیچ
کہا اب ہے بہار زندگی ہیچ

تن اپنا چھوڑ دون انسب یہی ہے
بباطن حاصل مطلب یہی ہے

مچا ملک اودھ مین شور و شیون
ہوئی فوج و رعایا حلقہ افگن

گذارش سب نے کی اے جانکی ناتھ
ہمین بھی سایہ سان لیجیے ساتھ

وشسٹ نکتہ بین بولے کہ ای رام
پذیرا ہو دعا سے مجمع عام

غرض خیل و خدم کو لیکے ہمراہ
لب سرجو وہ جا پہونچے بصد جاہ

جناب رام نے غوطہ لگایا
تن اپنا جسم ظاہر سے چھپایا

ملے سب جز و کل کو خوشنما روپ
بنے یعنی بشر سے دیوتا روپ

حباب آسا وہ جس نے سر ابھارا
بہم تھا نور قدرت کا نظارا

بوان زمرہ سب پاکر سواری
روان تھے صورت باد بہاری

جن و انسان و وحش و طیر سب کا | ہوا یون خاتمہ بالخیر سب کا

خاتمہ اور سبب تالیف رامائن

مرے اک مہربان ہین صاحب علم | خردمند یگانہ عالم علم
سخندان و فہیم و نکتہ پرور | عقیل و نکتہ آرا و ہنرور
اجودھیا سے جو ہو پرشاد کا وصل | عیان نام گرامی ہو وہ در اصل
گرامی مرتبت افلاک پایہ | مروت پیشہ کایست انایہ
محلہ ہے جو بیگم گنج نامی | وہان ہین وہ وفادار گرامی
فن شعر و سخن مین طاق ہین وہ | ہنر مین شہرۂ آفاق ہین وہ
اُنھون نے مجھ سے فرمایا کئی بار | رقم کر کچھ بیان رام اوتار
کہا مین نے مجھے طاقت کہان ہے | مری بیہودہ گوئی رایگان ہے
جو دم مارون تو ہے اندیشۂ خام | کہان مین اور کہان ذکر سری رام
لکھون گر مین بیان شمۂ ذات | مثل سچ ہے کہ چھوٹا منھ بڑی بات
علاوہ اسکے اکثر اہل فن نے | غریق قلزم شعر و سخن نے
لکھا ہے سب جناب رام کا ذکر | دکھائی ہے سراسر جودت فکر
میان شہ کے منشی جگنناتھ | انھین یہ دولت عظمیٰ لگی ہاتھ
زبان صاف مین لکھی کتھا سب | دکھایا جلوۂ رخسار مطلب
جو دیکھو ابتدا سے تا بہ انجام | نہین ہے بندش الفاظ اسلام
غرض ہر ایک کا ایسا نہین بخت | باسانی یہ طے ہو منزل سخت

اگر کچھ تشکل ترتیب سخن ہو
لکھون مین رطب و یابس گر کوئی بات
یہ حاصل ہو کہ لکھا رام کا ذکر ہو
غرض کیا لون جو فکر تازہ تر مول
لہذا اس سے بس معذور رکھیے
کہا جیسا پسند دل نہو گا ہو
فقط موزون کرا وصاف سری رام
صلے کی کچھ نہین خواہش کسی سے
ہوئے وہ جب کہ یون سرگرم گفتار
انھون نے بھی مشقت کی گوارا
کر لینی ہین جو بتوجی مہا راج
گرامی قدر مشہور جہان ہین
کتھا گوئی مین گویا بیاس ہین وہ
فصاحت وہ کہ جسکی ہر طرف دھوم
انھون نے بالمیکی کی تھی آغاز
ہوئی شہرت جو شہر لکھنؤ مین
جین و سیر سے دور طے نکتہ بین سب
ہر اک بھی کوکب قسمت جو تھا یار
حقیقت مین نئی کچھ گفتگو تھی

ہجوم عقلمندان طعنہ زن ہو
اٹھین انگشت طنز و اعتراضات
دلائل کے لیے کرنا پڑے فکر ہو
یہ لون بیٹھے بٹھائے درد سر مول
مجھے قرب سخن سے دور رکھیے
پذیرا عذر لاطائل نہوگا
نہین رنگینی مضمون سے یہ کام
ہنسینگے گر تو ہنسنے دو خوشی سے
لکھی تب مین نے یہ نظم گہربار
دکھایا بحر مطلب کا کنارا
برہمن نکتہ آراؤن کے سرتاج
اودھ کیا شہرۂ ہندوستان مین
سخن سنجی مین کیشو داس ہین وہ
بلاغت وہ کہ ہے خلقت کو معلوم
بہت تھے سامعین شرکت مین ممتا
مچائین خیل مشتاقان نے دھومین
غریب و مفلس و مسند نشین سب
سماعت کے لیے پہونچا کئی بار
بیان صاف مین وحدت کی بو تھی

عجب نطق فصاحت کا اثر تھا
سماں گویا وہی پیش نظر تھا

مرے وہ مہرباں نکتہ آموز
کہا سننے کو ان جاتے تھے ہر روز

بوقت شب براہ فخر و اعزاز
کہا لکھنا کیا اردو میں آغاز

بعجلت نثر میں لکھکر جو لاتے
سحر کو سب چیتر آکر سناتے

یہاں بھی خامۂ مشکیں رواں تھا
زمیں صفحہ پہ گوہر فشاں تھا

پس از چندے بافضال سریرام
ہوئی اردو میں راماین یہ انجام

چیتر اسمیں عجائب دلکشا ہیں
لطیف و دلپسند و خوشنما ہیں

کہیں پر ہے بیانِ بالمیکی
کہیں لیا ہے تلسی داس جی کی

کہیں ناٹک کے ہیں ذکر طرب خیز
کہیں او بدھ کے مضمون دلاویز

ہجوم نکتہ بیناں سے یہ ہے عرض
خطا پوشی ہی ہر دم واجب الفرض

پڑھیں جب شایقین نکتہ ایجاد
دعائے خیر سے مجکو کریں یاد

کریں یاد شفیق سابق الذکر
جنھوں نے کی نہایت محنت فکر

اشعار دعائیہ و مدح جناب منشی نولکشور صاحب آنجہانی

سنبھل اے خامۂ فرخندہ کردار
مقام ہوشیاری ہے خبردار

ادا اے شکر کو خم سے کھڑا بل ہو
عروس مدعا سے ہم بغل ہو

تجھے اک قدرداں ایسا ملا ہے
کہ جس سے غنچۂ مطلب کھلا ہے

وہ نام اس بحر میں کس طرح آئے
بھلا کوزے میں کب دریا سمائے

نول سے ہو کشور اسے دل اگر وصل
تو نام قدرداں ظاہر ہو در اصل

سخن فہم و سخن سنج و سخندان ۔ عقیل و سر گروہ عقلمندان
مہ برج شرافت نیر جاہ ۔ سپہر ارجمندی دانش آگاہ
جہان مین مطبع والا کی ہے دھوم ۔ تجھے کیا جملہ خلقت کو ہے معلوم
کلون کو کہیے نقل چرخ گردان ۔ مگر ہو چرخ عقل چرخ گردان
جو دیکھو پیچ کو دل پیچ کھائے ۔ رہے بیکل بشر چکر مین آئے
منیجر منشی و دیوان نامی ۔ سب استادان فن ہین اہتمامی
دبیر و شاعر اہل فراست ۔ ہر اک ہے اختر برج شرافت
قضا و موجد و تسلیم و شایان ۔ عیان ہین سب کے اوصاف نمایان
عجب کچھ ہی بہار سنگ سازی ۔ کہ یاسنگ اسکی ہی نیرنگ سازی
مصور غیرت مانی و بہزاد ۔ غرض حاضر ہین دان ہر فن کے استاد
ملے مالک جب ایسا نیک نیت ۔ ملازم کیون نہون عالی طبیعت
صفت کی اسکے طول اک داستان ہے ۔ یہ ادنیٰ قدردانی کا بیان ہے
کئی نسخے مرے چھاپے کرم سے ۔ رقم شکر کرم کب ہو قلم سے
ازبس مرہون منت ہر خوان ہے ۔ دعا یہ روز و شب ورد زبان ہے
فلک پر جب تلک ہین نیر و ماہ ۔ رہے یہ قدردان قائم بصد جاہ
درخشان نیر جاہ و حشم ہو ۔ سدا افزایش خیل و خدم ہو

رامائن منظومۂ منشی شنکر دیال فرحت خلف منشی لچھمن سنگھ
تن جہانسکھ متوطن جلال آباد ضلع فرخ آباد

قطعات تواریخ تصنیف و تالیف رامائن ہذا

ازشاعر بے بدل دیوان گنیش لال صاحب جوش

منشی و ہر نکتہ سنج زبان — ناظم و ناصر و فصیح و متین

نام شنکر دیال صاحب علم — المخاطب بہ فرحت ست قرین

کرد منظوم حال رام اوتار — باد برادہ مدام رام معین

بادل شاد جوش بہر سالش — گفت ہاتف چراغ جادۂ دین

سنہ ۱۳۰۲ھ

از منشی سچانند عرف منا لال ولد راجہ درگا پرشاد

ناظم میان گنج وصفی پور وغیرہ

نہین ہے یارا قلم کو اصلا کہ لکھے وصف کمال اسکا

ہے نام شنکر دیال جس کا دُر سخن کا وہ جوہری ہے

بہت سی ایمان کی کتابین زبان اُردو مین ترجمہ کین

اسی کے ابر قلم سے اتبک چمن مین شاخ قلم ہری ہے

بھجن سے اسکو ہے جی سے اُلفت بیان معنی سے لکو فرحت

کنایہ سے ہے عیان تخلص کمال پر رنگ شاعری ہے

صفائے آب سخن کا جوہر عیان ہے شیرینی زبان سے
کیا ہے اودھ مین کام کیسا بڑی طبیعت کی برتری ہے
لکھا تھا جو بالمیک جی نے اُسی کا چھاپا اُتار اُسنے
لکھا ہنومان ناٹک ایسا کہ جس سے لنکا مین تھرتھری ہے
اُڑے نہ کیونکر برنگ راون حواس خمسہ ہر اک بشر کا
جمایا رنگ گُسائین سا رامچیت اربعہ عناصری ہے
پڑھی جو رامائن اُسکی مین نے تو ہوکے محظوظ دل یہ بولا
کہ سچتا متد سال لکھو صنائع سے یہ ہری بھری ہے
سر ارادت سے مین نے فوراً لکھی یہ تاریخ بے تصنع
زبان نادر دبیر صائب عجیب پُر سخنوری ہے
۱۸۹۹

از منشی خادم حسین صاحب افسوس

جو رامائن اردو مین فرحت نے لکھی	پسندیدہ دیدہ نکتہ سنجان
لکھا افسوس تاریخ ارادت کی رو سے	ہوئی یہ کتھا صاف خورشید ایان ۱۸۹۹

از سخنوری شعور منشی جھاؤ لال صاحب مجبور

کیون نہو فرحت کی رامائن کی دھوم	جب پسند رام اور لچھمن ہوئی
نظم رنگین مین ہے کیا جوش بہار	تر زبان تعریف مین سوسن ہوئی
بہر ایمان سے کہا عیسی سال	خوب شمع راہ دین روشن ہوئی

پھر سن ہجری لکھا یہ جو رنے	ترجمہ اردو مین رامائن ہوئی ۱۲۸۳ھ

از لالہ تاج بہادر صاحب غریب

چو فرحت گفت رامائن بہ اردو	در فرحت بروئے دل کشودست
غریب الحرف معجم سعی تابش گفت	ترقی بخش ایمان ہنودست ۲۲ ب ۹

خاتمۃ الطبع

شکر خدا کا کہ رامائن منظومہ فرحت مطبع منشی نول کشور واقع لکھنؤ مین بسرپرستی عالیجناب معلے القاب منشی رام کمار صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ بانصرام وحسن انتظام اہل کاران مطبع ہذا بصحت تمام وباہتمام کیسری داس صاحب سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بماہ جنوری ۱۹۳۸ء بار ہفتم طبع ہوئی۔

DUE DATE

22 OCT 1973

FE 14 '80

G08.07.92.

G16.11.92.